

This PDF you are browsing is in a series of several scanned documents containing the collation of all research material of Prof. Kul Bhushan Mohtra ji.Mohtra ji is currently the State Incharge Library and Documentation Department, J&K BJP Headquarters, Nanaji Deshmukh Library..This material was gathered while he was working on his multiple books on J&K History.All this rare material is now offered to the Community freely.

CV:

Kul Bhushan Mohtra was born on 9th Sep, 1957 in a village Amuwala in Kathua district.

Matric from BOSE, Jammu and Adeeb from AMU. Has been awarded Honorary Professor by School of Liberal Art & Languages, Shobhit University, Gangoh, Distt. Saharanpur, U.P.

Director General, Raja Ram Mohan Roy Library Foundation nominated him as his nominee in the Committee for purchasing of Books for UT Jammu & Kashmir. Incharge of Nanaji Deshmukh Library & Documentation Department at BJP state HQ in J&K.

Actively engaged in political, social, charitable and religious activities. Always striving to serve the poor and downtrodden of the society.

Main works-

A saga of Sacrifices: Praja Parishad Movement in J&K

100 Documents: A reference book J&K, Mission Accomplished

A Compendium of Icons of Jammu & Kashmir & our Inspiration (English)

Jammu Kashmir ki Sangarsh Gatha (Hindi)

EXERCISE NOTE BOOK

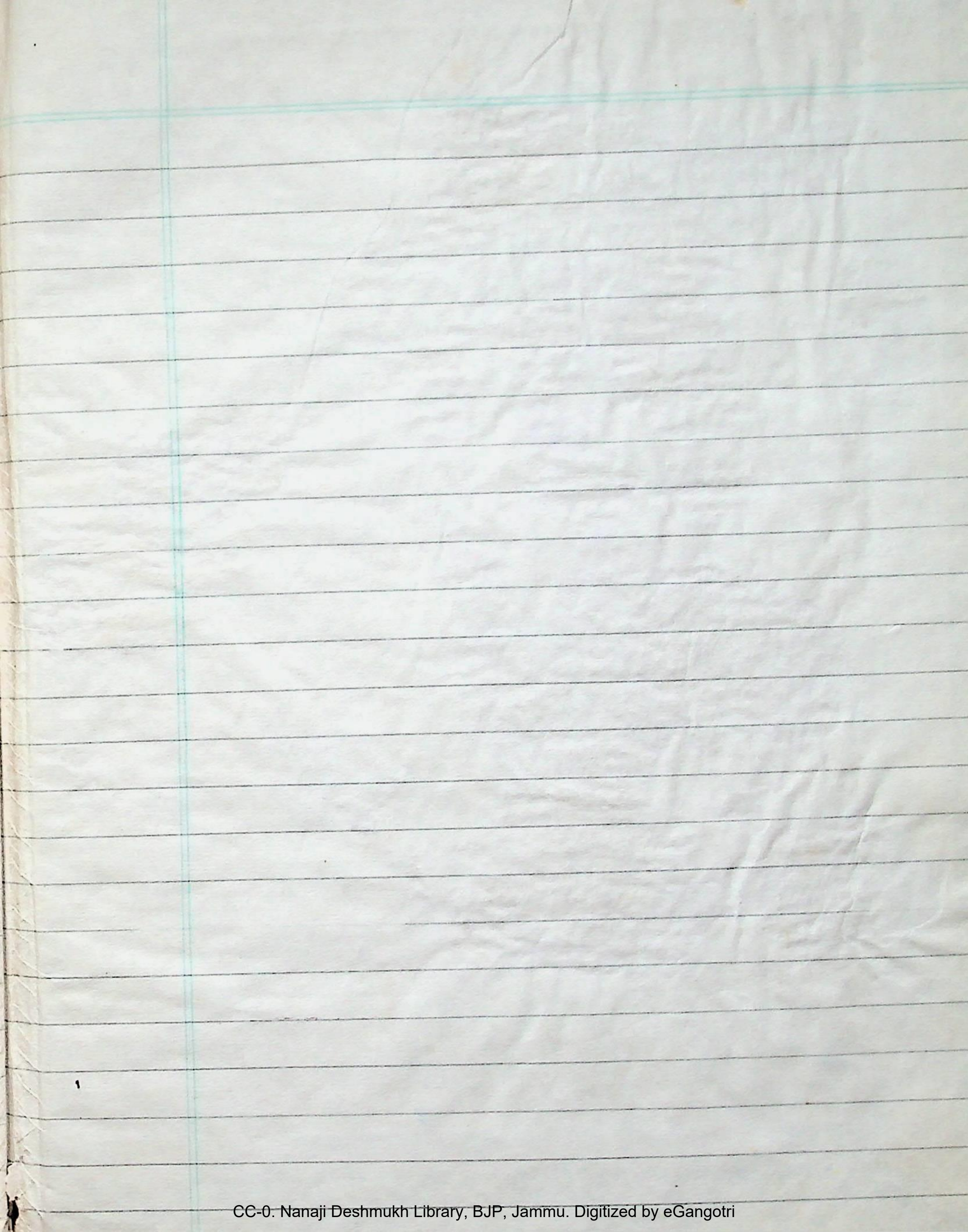
Paper Orient Bajaj Nagar

GATTA : 14 QZ

SIZE : 50 x 75

Pages : 144 Price : 12-00

WET. 58 GRAM



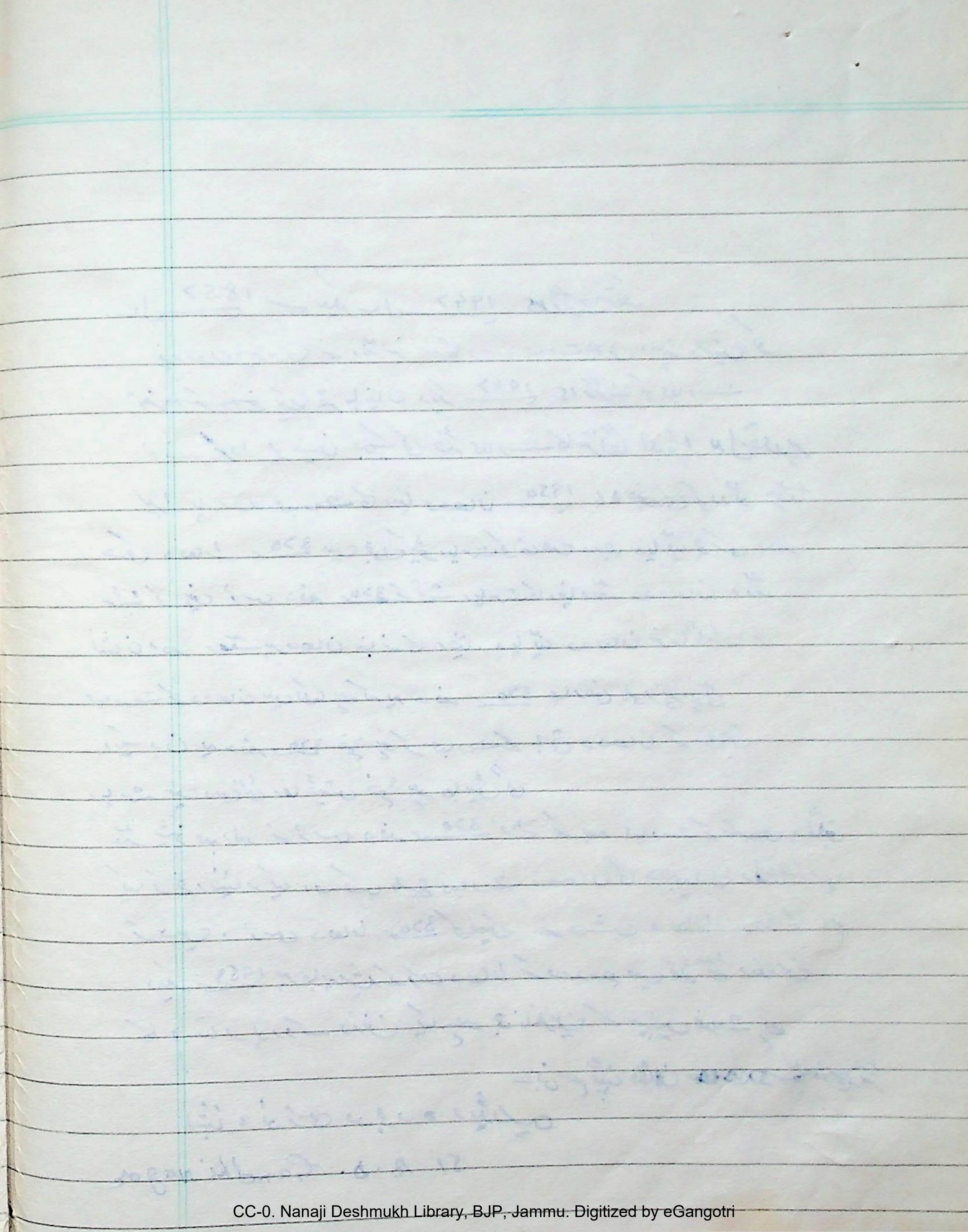
سال 1857 سے لیکر سال 1947 تک جدوجہد

ہزاروں ویروں نے انگریز سرکار سے بھارت بھومی اپنے دیش کو
آزاد کروانے کے لئے قربانیاں دیکر 1947 15 اگست کو بھارت
آزاد کروا۔ یونین جیک کی جگہ بھارت کا ترنگا جھنڈا لال قلعہ پر
لہرایا اور بھارت کا اپنا ودھان 1950 26 جنوری کو لاگو ہوا
جس کی دھارا 370 میں جموں کشمیر ریاست کو خاص درجہ دیا گیا جو کسی اور
صوبے کو نہیں۔ اس دفعہ 370 کے تحت ریاست کا اپنا الگ ودھان الگ
نشان اور الگ پردھان بنانے کا ادھیکار دیا گیا۔ ودھان نرماتاؤں نے
بھارت کے ودھان میں لکھا ہے کہ یہ دفعہ 370 عارضی طور پر ہے
ایک دن یہ دفعہ 370 ختم ہو کر بھارت کے باقی ودھان کے مطابق
ریاست میں دی گئی رعایتیں ختم ہو جائیں گی
لیکن شیخ عبداللہ نے اس دفعہ 370 ملنے کے بعد بھارت کے خلاف مطلق
کی طرح رفتار کی اور کسی طرح بھارت ودھان کی دھجیاں اڑانی شروع
کر دیں۔ اس دھارا 370 کو دیش نے دوش دھارا 370 کا نام
دیکر 1953 میں پرجا پرشد کے اس دھارا کے ورودھ میں کئے گئے اندولن
کا وستار پوروک ورنن کیا ہے جو ناظرین کے پیش خدمت ہے

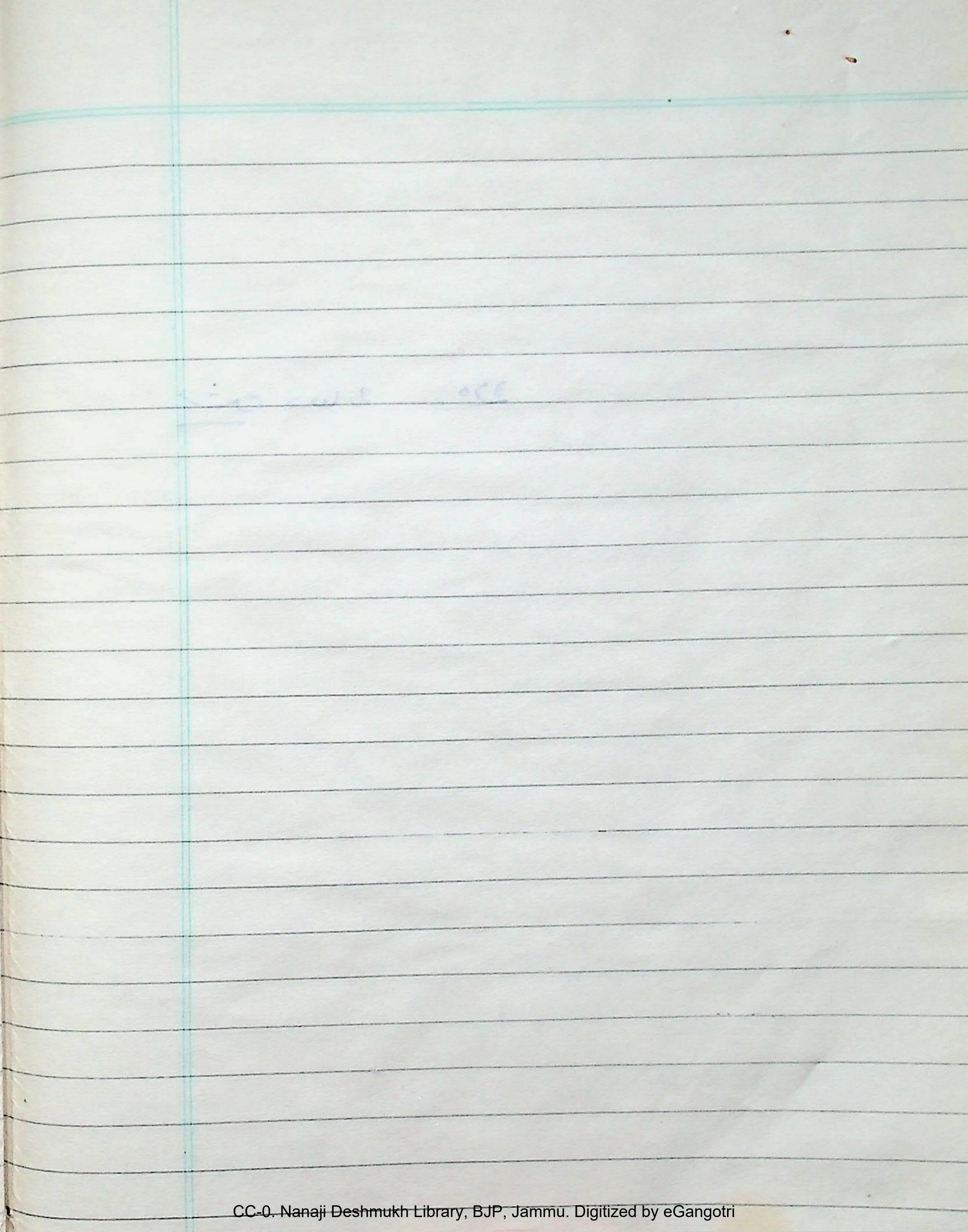
~~[illegible]~~ سے بھی سمجھ لیں

شبھ [illegible] موجودہ ریڈرس

51 A.D. Gandhi Nagar



وِش دھارا ی 370

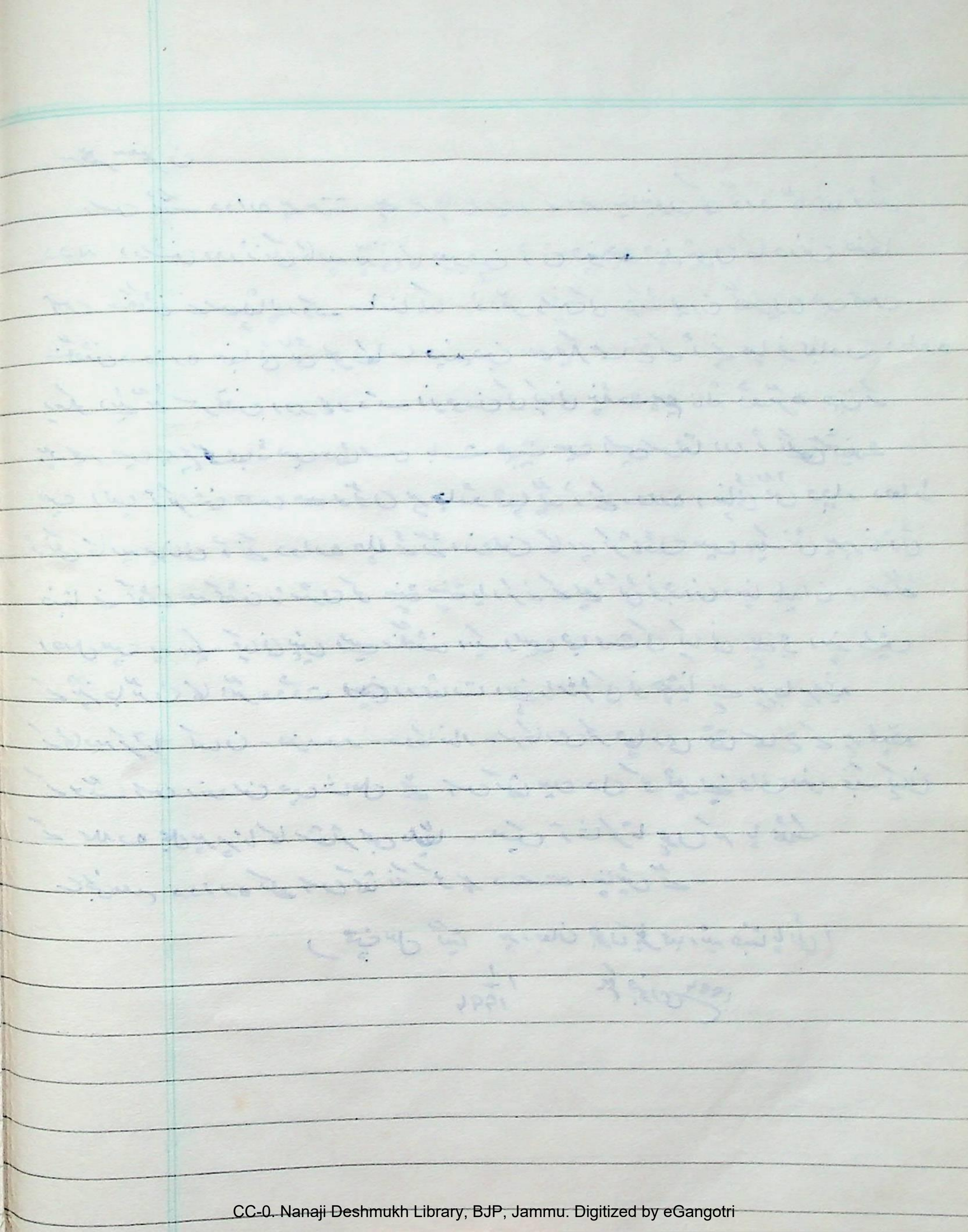


سمرپن

اس ناٹک دوارہ پرستت ہے پرجا پریشد کے ویر سینانیوں کی گورو گاتھا ، اُنکے
دویہ درشن اور اُنکی کاریہ پدّھتی کا بیورن ۔ اُن سینانیوں کا ورنن جنکا
اس سنگٹھن نے سپھلتا پوروک سامنا کیا ۔ دیش کی سمپورن گھٹناؤں میں اس
سنگٹھن دوارہ نبھائی گئی بھومکا ، جیون میں سے ایک سماج کے اونچے مہانوبھاوں دوارہ
دکھائے گئے سمرپن اور بھاوک انوبھوؤں کی کہانی ۔ پنڈت پریم ناتھ ڈوگرہ جن کے
بچپن میں پریم کا بھاؤ سب میں تھا اس بات چیت میں اسی سرلتا اور اُنکی شخصیت
سے الپ آکرشن جب سے لوگوں پر جادو ہو گیا اُنکے دوارہ اپنائی گئی وچار دھارا
اُنکی کاریہ پرنالی اُنکے دوارہ چلائے گئے آندولن کا یہ کر تاثل میں ایک نئی پریرنا ڈالی
جنتا نے کٹھن سے کٹھن راستوں کو سہتے سہتے پار کرنے کے لیے کئی نوجوان اپنا بلیدان دے گئے
اصل میں یہ ایک کہانی نہیں ہے سنگٹھن ایک ایسی جماعت کی کہانی ہے جو اپنے دیش
کے نیتا جاگرن کا اثر دیکھتے رسومات اپنے راشٹر کی نو چیتنا ہے پرجا پریشد
کے کاریہ کرتا کسان ۔ مزدور ۔ دوکاندار ۔ سرکاری کرمچاری تھا سماج کے ہر طبقہ
کے لوگ اس آندولن میں شامل تھے اس کتھا میں دل کو چھونے والی منوہر کہانی
کے علاوہ جل پریوار کا سوتر بھی ملیگا ۔ میں آشا کرتا ہوں کہ یہ ناٹک
ساہتیہ دوارہ لکھے اس کتھانک کو پڑھ کے سے سراہنا ملے ۔

(رمیش لال گپت پردھان جموں کشمیر راشٹریہ جنتا پارٹی)

یکم جنوری ۱۹۹۶ 1/1/1996



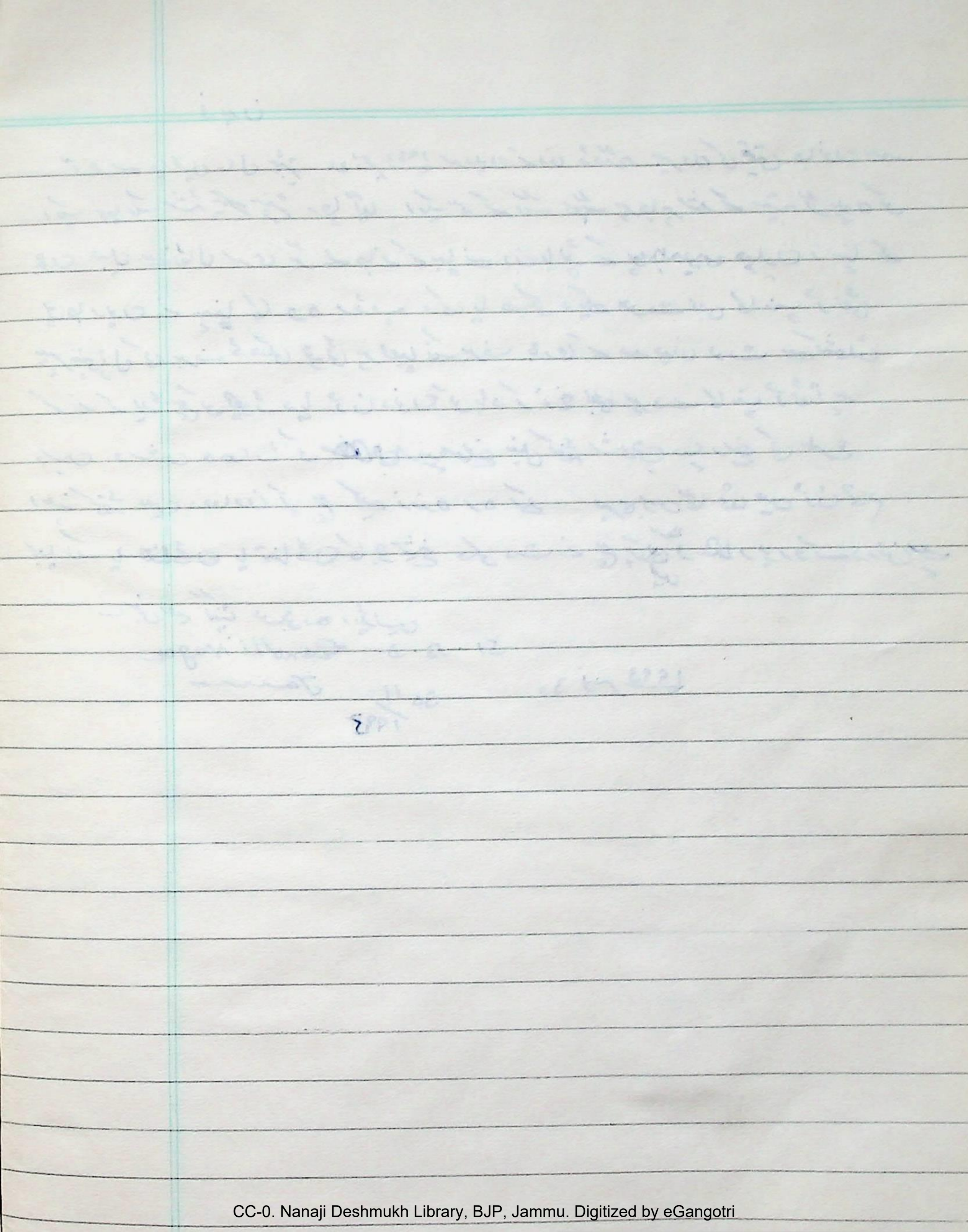
ذیدن

آج سے چالیس سال پہلے ۲۷ دسمبر 1952 سردیوں کے دن ڈیڑھ پہروں کی قیمتی جانوں سے
ایک بھیانک شکستہ بے سہارا رہ گیا ایک سو کے لگ بھگ پر جابر شدہ کے ساتھ بچوں کو
جموں جیل سے نکال سردی میں تڑپنے جانے کے بہانے ان بالوں کے پولیس والوں سپاہیوں کے
چاروں نے پینا کا وہ روپ دکھایا جسکو دیکھ موت بھی کانپ اٹھی
پہر شیخ ال کی برف ڈھلکی چوٹی پر بھیانک برف باری کے درمیان موت سے شامل
کرنے کے لیے ہم کو چھوڑ دیا ان دنوں کو یاد کر آج بھی پیر سے کانپ اٹھتا ہے
ایسی وحشی دھار کی [illegible] جنگل کبھی شعور بھی رنج کی طرح
اپنے کتھڑ میں سمادن کر ہم کیسے زندہ رہ سکے ۔ میری بس کا تھا میں ان تمام
بھیانک یا تناؤں کا جو شیخ حکومت نے ہم پر کیں و ستار پر روکے درمیان سے
سے بچ نکلے گئے موجودہ ایڈریس

51 · B · D · Gandhi Nagar
Jammu

30 نومبر 1993

30/11/1993

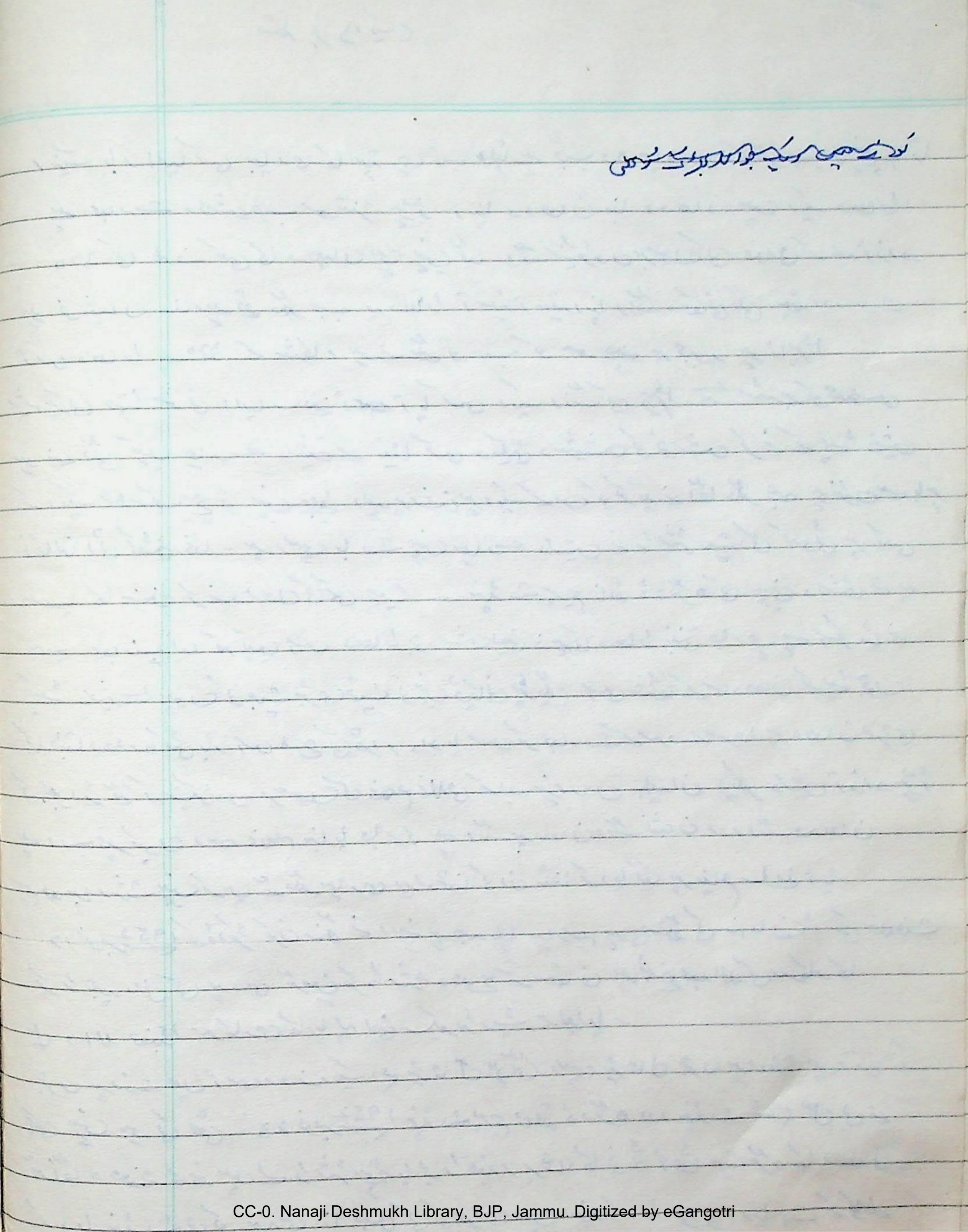


شعلہ نمبر (ایک)

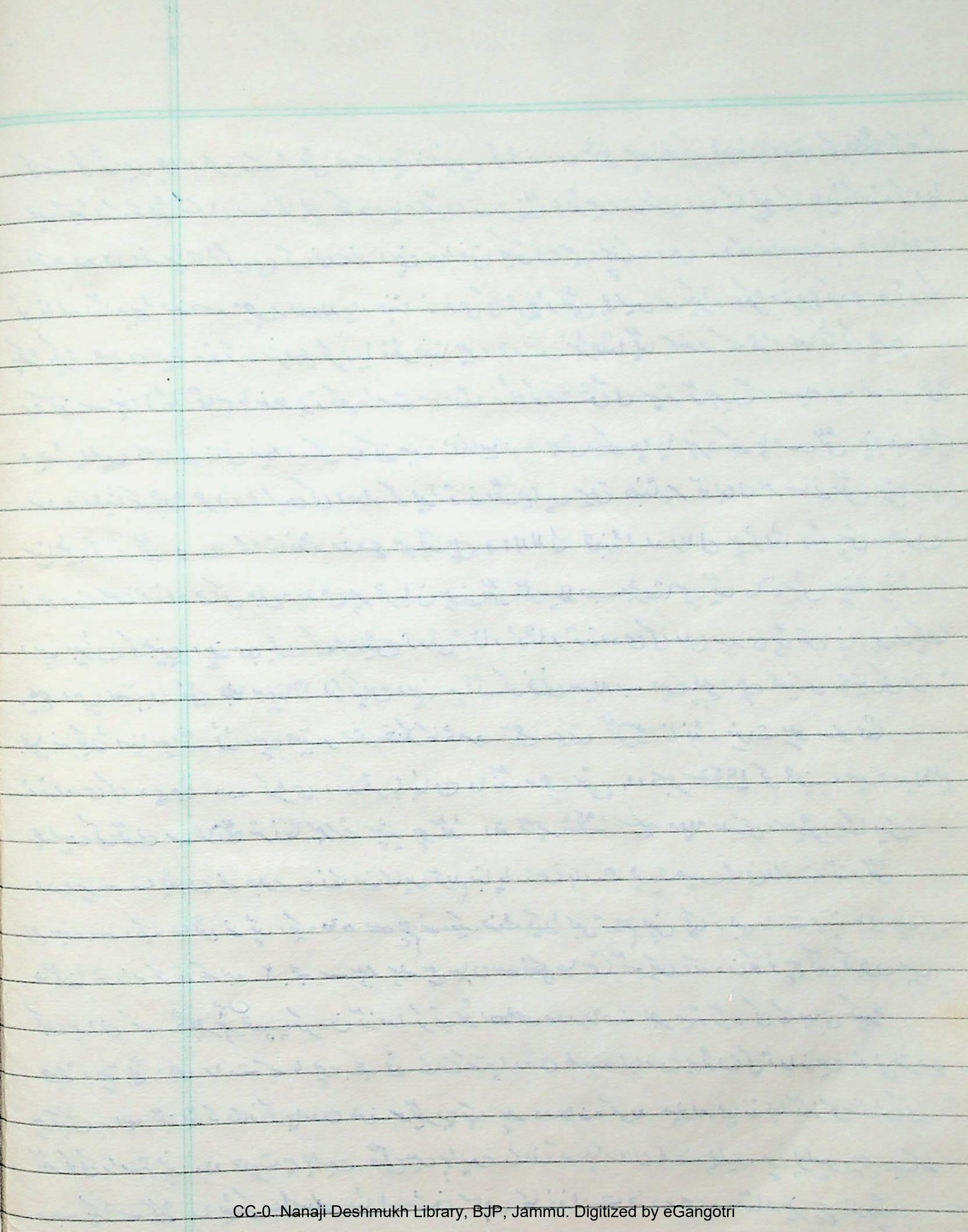
ایک بار ایسا کسی بیماری کا پتہ ہی تب چلتا ہے جب وہ بیمار مرنے کے قریب پہنچ جاتا ہے بھارت ورش جب سوتنتر ہوا تو اپنا ودھان بنا ودھان میں ایک دھارا 370 کی طرف کسی کا دھیان ہی نہیں گیا دیش سینکڑوں برسوں کی غلامی کے بعد آزاد ہو کر خوشیاں منا رہے تھے مگر جب یہ دھارا آہستہ آہستہ اپنا رنگ دکھانے لگی تب جا کر بہت اس دھارا 370 کے شکار ہونے لگے تو سب کو سوچنے پر مجبور ہونا پڑا شیاما پرکی جیتنا سوئی ایسا سامنے آگیا کیا کسی ایک رنگ کی وجہ سارے ملک پر کو محسوس ہونے لگی کہیں بیچارے دیش کے نیتا کسی دیکھتی وشیشی کو خوش کرنے کے لئے دیش کے ایک حصے کو بیچ تو نہیں بیٹھے ایسا پرشن ہر ایک کے من کو کریدنے لگا مگر جیسے ہونٹوں سے باہر نکالنا اتنی کٹھن تھا - پر ایسی بات نہیں بیچارے دیش نے راشٹریت کی کسوٹی پر کسی سمسیا کا نرنے کرنے والوں کی کمی نہیں - پنڈت پریم ناتھ ڈوگرہ کی پینی درشٹی نے یہ سب بھانپ لیا کہ کہیں اس دھارا جو دیش یعنی ذہر کی دھارا بنتی جا رہی ہے اسکو مٹانے کیلئے دیش واسیوں کو بہت بڑی قیمت تو نہیں چکانی پڑے گی اس شنکا کے سمادھان کے لئے جموں کی جنتا دوارہ کئی بار اس طرح کی قرار داد پاس کر بھارت کے سروے سروا پردھان منتری کو بھجوائے گئے کہ سینکڑوں برسوں کی غلام غلامی کے بعد ہزاروں بلیدان دیکر دیش آزاد ہوا ہے اب پھر کیوں اسے غلام بنایا جا رہا ہے الگ پردھان الگ نشان اور الگ ودھان ہم یہ برداشت نہیں کریں گے مگر بیچاری پرجا کی بات کو ان سنا کر دیا گیا پر پرنام سامنے آیا

17 نومبر 1952 کو ڈوگرہ کرن سنگھ نے اپنے پوجیہ پتا مہاراجہ ہری سنگھ کی سنمان کی خلاف کرکے جیہ پال کی پدوی سدر ریاست دھونی کے ستھان پر شیخ عبداللہ کی سرکار کا ہل والا جھنڈا سرکاری کارپالیہ یعنی سیکرٹریٹ پر لہرایا -

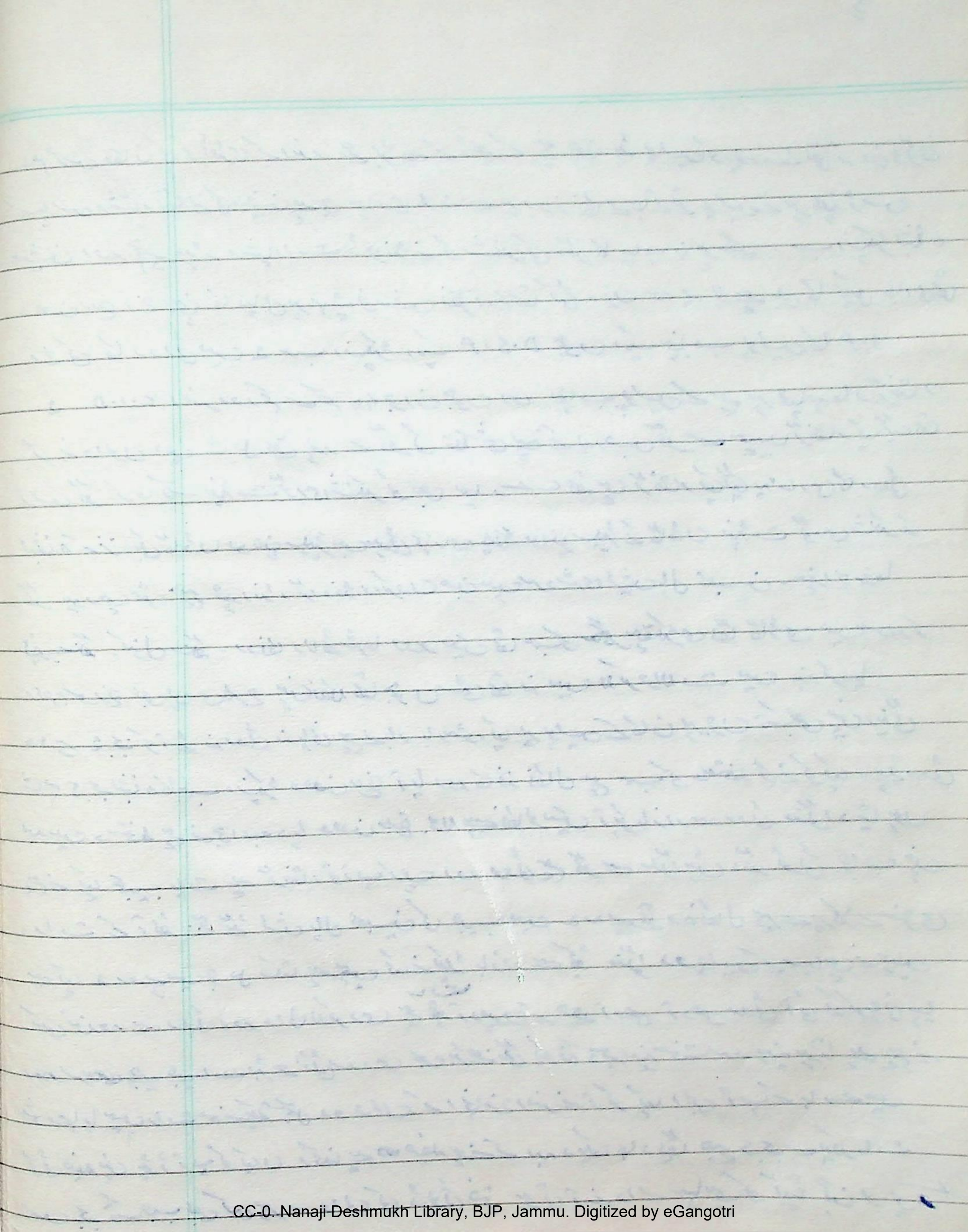
جموں پردیش میں اسی روز ایک دم ہڑتال ہوگئی ایسی ہڑتال جموں پردیش میں آج تک کبھی نہیں ہوئی تھی 23 نومبر 1952 پنڈت پریم ناتھ ڈوگرہ اور پنڈت شام لال جی نے ترنگا دھوج ہاتھ میں لے راشٹرپتی بابو راجندر پرشاد کا فوٹو اٹھا ستیہ گرہ کا اعلان کر دیا پنڈت جی کو بندی بنا جیل کی کوٹھری میں بند کر دیا پوری ریاست کے کونے



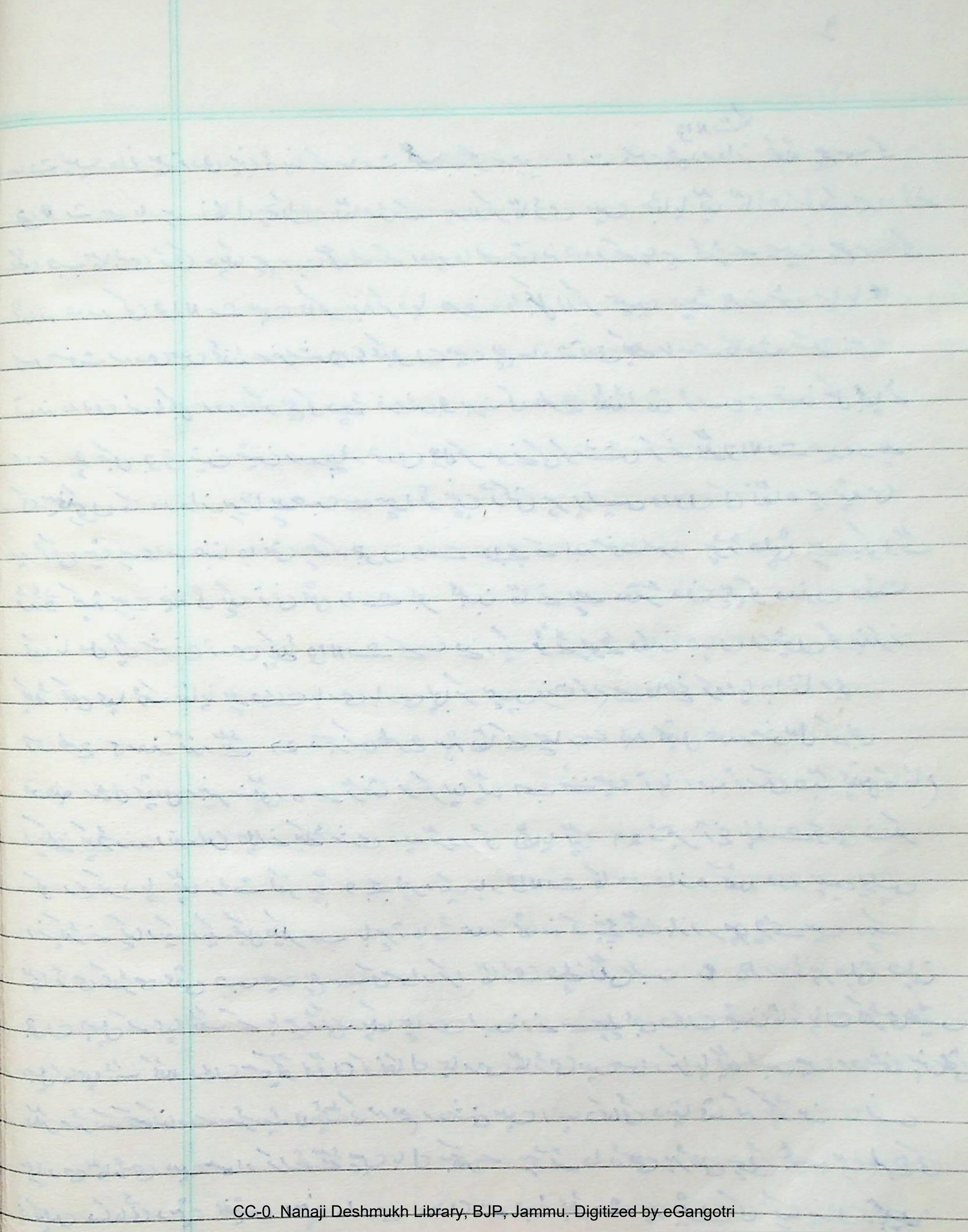
کوشش کرنے میں جواہر لال نہرو کے رفیق بخشی غلام محمد اپنی زنجیریں توڑنے اور شیخ عبداللہ کے جھوٹے وعدوں کو ننگا کرنے کے لیئے ہڑتالیں کیں سکول اور کالج کے طلباء نے شری نگر جموں میں سکول اور کالج کا بائیکاٹ کر دیا مزدوروں نے ہڑتال کر دی کسانوں نے اپنی درانتی کھیتوں میں پھینک دی دکانداروں نے دکانوں کو تالے لگا دیئے [illegible] مجبور اور لاچار جنتا آندولن کی طرح اٹھی پولیس نے پکڑ دھکڑ شروع کر دی لوگوں کو پکڑ پکڑ جیلوں میں بند کرنا شروع کر دیا مگر جنتا میں جوش بڑھتا گیا سمندر کے جوار بھاٹا کی طرح روکنے سے نہیں رکتا تمام باندھ جو راستے میں لگانے کی کوشش کی ستیہ گرہیوں کے سیلاب نے سب توڑ دیئے پولیس اس طوفانی سیلاب کو روکنے میں ناکامیاب ہوتی دیکھ چاچا نہرو کے پاس گئی پنجاب پولیس اور ملٹری کے جتھے جموں پولیس کی امداد کے لیئے آنے لگے پولیس نہتی جنتا پر گولیاں برسانے لگی بیچارے ستیاگرہی مرنے لگے موت کا تانڈو شروع ہو گیا پہلے [illegible] جھنڈا اور لال ہو گیا ایک نہیں درجنوں نوجوان اس آزادی کی بلی ویدی پر قربان ہو گئے مگر سیلاب بڑھتا ہی گیا ماتائیں اپنے اپنے بیٹوں کو بہنیں اپنے بھائیوں کو [illegible] آرتی اتار آزادی کی بلی ویدی پر قربان ہونے کیلئے بھیج رہی تھیں نئی نئی بیاہتا لڑکیاں اپنے سہاگ کو خونی سیلاب میں بھیج رہی تھیں دیش کی عزت بچانے کیلئے اپنا سہاگ لٹا رہی تھیں شو شنکر کا ڈمرو بج رہا تھا گوری تانڈو نرت ہو رہا تھا آزادی کی دیوی اور کتنی [illegible] قربانیاں مانگ رہی تھی 14 دسمبر 1952 کو چھمب میں [illegible] پولیس کی گولی سے [illegible] شہید ہو گئے 21 دسمبر 1952 [illegible] سنگھوں کا ایک [illegible] نے جلوس نکالنے کا پروگرام بنایا اسی بات چیت میں کافی رات گذر گئی ہم میں سے ایک ساتھی نے کہا ایک ماہ سے ہم نے ایک منٹ کیلئے بھی آرام نہیں کیا ابھی رات بہت باقی ہے دو گھنٹے آرام کرنے کے بعد 5 بجے سے پہلے پہلے ہم یہاں سے نکل جائیں گے کیونکہ دن کو تو ہم کبھی کھیتوں میں کبھی [illegible] کے [illegible] میں چھپ کر دن گذارا کرتے تھے اور رات بھر ستیہ گرہ کی کامیابی کیلئے چلتے رہتے تھے ابھی رات کے 4 ہی بجے تھے مکان کے چاروں طرف بھاری بوٹوں کی آوازیں آنی شروع ہو گئیں۔ ایسا لگتا تھا مکان کو چاروں طرف سے گھیر لیا گیا ہے دروازہ کھولا [illegible] کوشش کی مگر کوئی راستہ نہیں ملا جدھر دیکھو پولیس ہی پولیس مکان کے چاروں طرف پولیس ہی پولیس ہم سب کے سب پکڑے گئے [illegible] سلسلہ [illegible] کا [illegible] ضروری دستاویز ہم نے ایک



اُس مکان کی کوٹھڑی کے اندر لگے بھوسے کے ڈھیر کے نیچے چھپا دیئے پولیس کو رپورٹ تھی کہ ان لوگوں
کے پاس ہتھیار نکالنے کی مشین ہے جو ہماری طرف سے ہر روز نکالے جاتے تھے پولیس نے ہر چند اُس
مشین اور چھپے ہوئے ہتھیار ڈھونڈنے کی کوشش کی مگر کامیاب نہ ہو سکے۔ سب انسپکٹر لتنہ
دھن راج آج اپنی کامیابی پر بہت خوش نظر آرہا تھا کئی دنوں سے یہ چھپے بلی کا کھیل جاری تھا
آج کی کارروائی میں 2 سب انسپکٹر ایک D.S.P جموں ایک پنجاب پولیس کا S.P
2 C.I.D افسر اور کم سے کم 45 جوان جموں اور پنجاب پولیس کے ہم پر چھاپہ مار گرفتار
کرنے والوں میں شامل تھے پورے گھر کی تلاشی لینے کے بعد جس گھر سے ہمیں گرفتار کیا گیا تھا
اُس گھر کے مالک پنڈت ٹھاکری شنکر کو بھی ہمارے ساتھ ہی گرفتار کیا گیا یہ ساری کارروائی
لتنہ کے نزدیکی گاؤں موہنو سیلیڑ میں ہوئی ہماری چھپنگ موہنو سیلیڑ کے گاؤں پنڈت ٹھاکری شنکر کے
گھر ہو رہی تھی۔ ہم چھ انڈر گراؤنڈ ورکروں میں سردار شری یش پال کھبین۔ ہیمراج شرما
لچھمن سنگھ۔ کنول سنگھ۔ رام ناتھ شرما اور میں تھا سب کو ہتھکڑی لگا گاڑی میں سوار کر
ابھی سورج بھی پوری طرح نہیں نکلا تھا جموں سٹی تھانہ میں لا کر حوالات میں بند کر دیا
دوپہر 2 بجے تک نہ روٹی نہ پانی ہم نے بار بار شور کیا پر پولیس کے کان پر جوں تک بھی نہیں رینگی
شام 5 بجے لتنہ کا سب انسپکٹر دھن راج آیا اور کاغذ نکال ہم سب کو دستخط کرنے کو کہا۔ پہلے روٹی
بعد میں دستخط ہم نے جواب دیا دھن راج بولا پیسے نکالو میں آپکو بازار سے روٹی منگوا دیتا ہوں
ہم نے کہا عجیب بات ہے گرفتار تو آپ کریں اور روٹی ہم گھر سے منگوائیں مگر کوئی جواب نہیں
رات کے آٹھ بجے تک یش پال کھبین کی جیب میں 2 روپے تھے وہ نکال پہرے پر کھڑے سنتری
سے کہا 2 روپے میں جو مل سکتا ہے ہمیں کھانے کیلئے بازار سے کچھ منگوا دو پولیس کے سپاہی نے ہمیں
کسی تندور سے روٹی اور دال لا کر دی ہم چھ آدمیوں کے حصے آدھی آدھی روٹی آئی کھا کر پانی پیا
اور سو گئے جیسے جیسے رات بڑھنے لگی سردی بھی بڑھنے لگی کیونکہ دسمبر مہینہ سخت سرد مہینہ ہوتا ہے ہم نے
شور مچایا ہمیں رات سونے کیلئے کمبل دو دو کمبل کے انچارج افسر نے کہا کہ ابھی آپ کے بارے میں
کوئی فیصلہ نہیں ہوا آپ کو کہاں رکھنا ہے فیصلہ ہونے کے بعد دیکھا جائے گا صبح دس بجے سے لیکر رات
دس بجے تک جب بھی کسی پہرے والے کی ڈیوٹی ختم ہوتی آنے والے سپاہی کو گنتی گن کر پوچھے



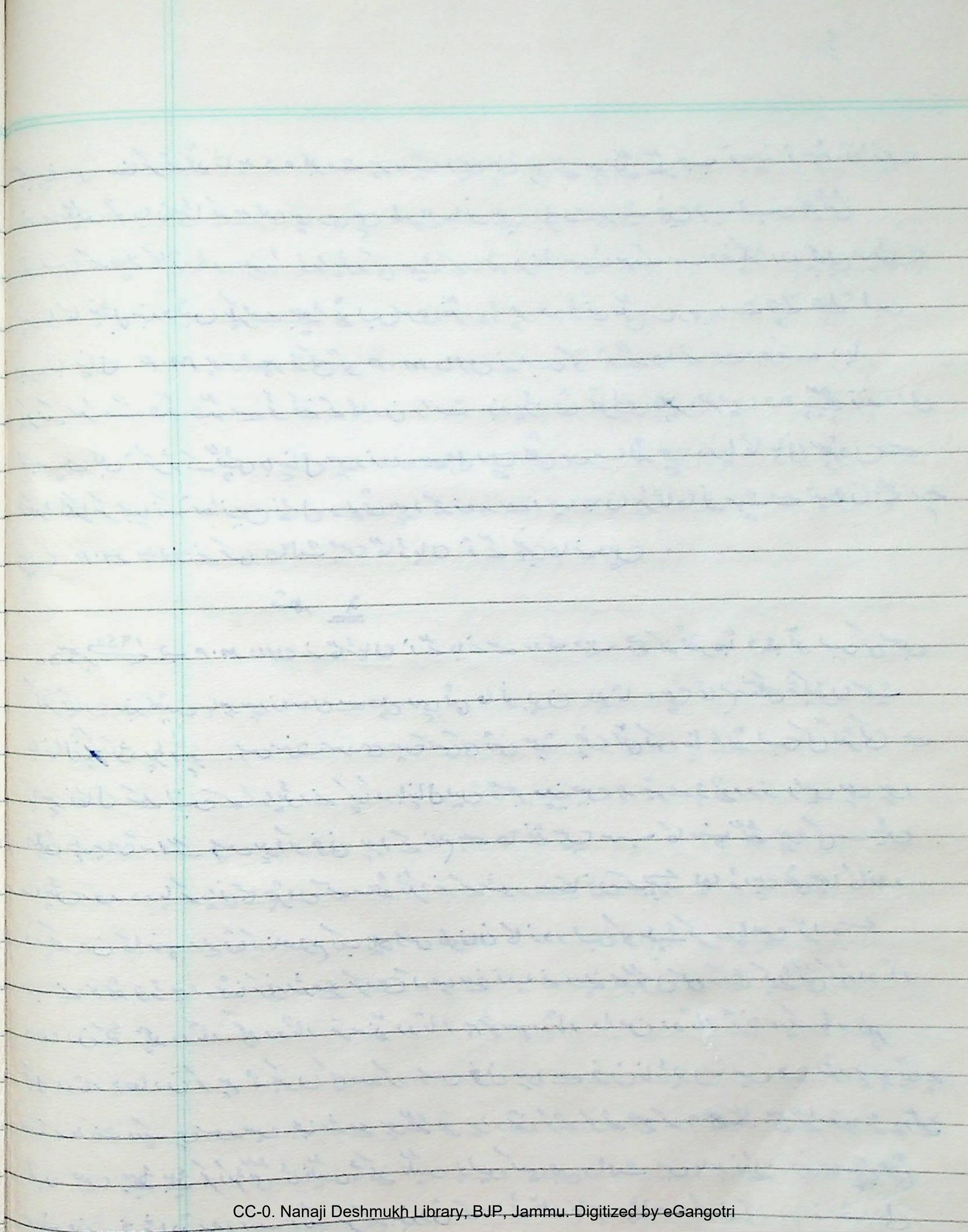
حوالات کا
سات ہیں جانو ہم آدمی ہیں دنیا کے سات عجوبے ہیں رات دس بجے دروازہ کھلا ہم سب کو
حوالات سے باہر نکال ہتھکڑی لگا سڑک پر لاکر گاڑی میں بٹھایا گیا گاڑی سڑک پر دوڑنے
لگی جب گاڑی رُکی دیکھا ہم سب گھمٹ کے اوپر والے تھانہ صدر کے باہر کھڑے ہیں ہم سب کو
تھانہ صدر کی حوالات میں لاکر بند کر دیا صرف ۲ کمبل لاکر ہمیں دیئے ہم نے شور مچایا *
اس سخت سردی میں ٹھنڈے فرش پر ۲ کمبلوں میں ہم سات آدمی کیسے رات کاٹ سکتے ہیں
تھانہ والوں نے ۲ کمبل اور لاکر ہم کو دیئے فرش جو برف کی طرح ٹھنڈا تھا اُس پر تین کمبل بچھائے
اور ½ کمبل جوڑ تین تین اور چار آدمی مل کر سونے کی کوشش کرنے لگے حوالات میں لوہے
کی سلاخوں کا دروازہ ہوتا ہے جس سے ہوا تو نہیں رُکتی پر پولیس والوں کی نگاہ ہر قیدی
پر لگی رہتی ہے عام جنتا جانتی ہے کہ جموں رات ۱۰ بجے کے بعد سخت سرد ہوا چلتی ہے جس کو لوگ
ٹھنڈو کہتے ہیں نیند کیسے آنی تھی رات بھر کانپتے رہے دوسرے دن ہم کو دونوں وقت
کھانا مل گیا شوچ آدمی کیلئے حوالات کے ساتھ ایک چھوٹا سا مکان جہاں قیدیوں کو بند کرنے
کیلئے بھی کیا ٹھیک بنایا ہے وہاں باری باری لیجا کر ہمیں نیت کرم سے فارغ کروایا جاتا رہا
اسی طرح ۵ روز گذر گئے ۲۷ دسمبر کسی طرح پتہ لگا کے ہمارے لیڈر کپل صدر سٹوڈنٹ کو بھی
جوہنا ریمل کپل رنبیر سنگھ پورہ سے گرفتار کر لیا گیا اب منہ میں آیا اب اُس کی جگہ کپل کا کام
دیکھنے کیلئے اور اندولن چلانے کیلئے شری وید گرو کو لگایا گیا ۲۹ دسمبر آج پنڈت سگوری شنکر
کو رہا کر دیا گیا رات گذر گئی ۹ بجے پھر ایک بار حوالات کا دروازہ کھلا اور ہمیں پولیس
انسپکٹر نے کہا ایک ایک کمبل لیکر سب باہر آ جاؤ صدر تھانہ کے نیچے گھمٹ بازار چوک میں ایک
لمبی گاڑی کھڑی تھی جس میں ہم سب کو سوار کرا گاڑی چلنے لگی بس B.C روڈ پر چلتی چلتی
جموں جیل کے پاس گیٹ کے باہر رُکی دیکھا ہماری بس آنے سے پہلے بھی وہاں تین گاڑیاں کھڑی تھیں
جیل کا پھاٹک کھلا وہاں سے کچھ لوگوں کو نکال ہماری گاڑی میں سوار کرایا گیا بس میں روشنی نہیں تھی
لیکن سڑک کے کنارے سٹریٹ لائیٹ کی مدھم روشنی میں ایسا دکھائی دیتا تھا کہ کچھ بن مانس
ہماری گاڑی میں سوار کرائے گئے ہیں بال بکھرے ہوئے داڑھی بڑھی ہوئی عجیب ہی طرح کی
شکلیں دکھائی دیتی تھیں ایسی داڑھی وہاں سے جب بھوت پریتوں کی کیا پہچان۔ پچھ۔



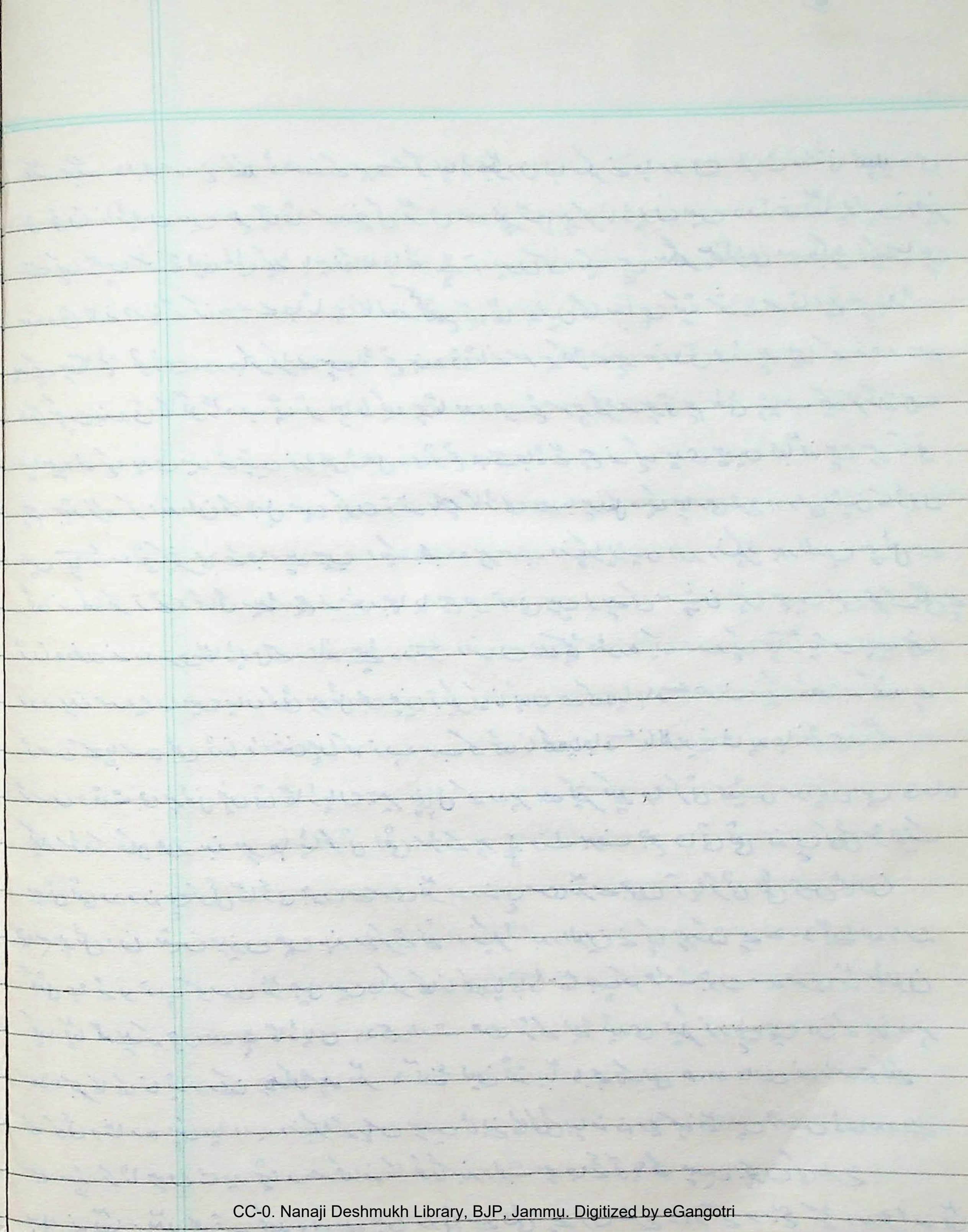
بچپن سے سنا کرتے تھے شاید وہ بھوت پریت ایسے ہی ہوتے ہونگے مگر جب ڈراؤنی آسیبی آوازیں
آنے لگیں تو جان پڑا کہ یہ بھی ہماری ہی طرح مانو ہیں بھوت پریت نہیں جب بس بھر گئی
تو بس کے چلنے کا آرڈر ہوا۔ ڈرائیور کی سیٹ کے ساتھ فرنٹ سیٹ پر ایک سب انسپکٹر اور پچھلی سیٹوں
پر دو کانسٹیبل بندوقیں پکڑے بیٹھے تھے بس سری نگر روڈ پر دوڑنے لگی ساری رات چلتے چلتے بس
جب بانہال M.P. پوسٹ پر رکی تو M.P. والوں نے بس کو آگے جانے سے روک دیا
کیونکہ سڑک جگہ جگہ سے ٹوٹنے کے کارن راستہ بند پڑا تھا تھوڑی دیر میں وہ پیچھے آنے والی
بسیں بھی آ کر رک گئیں بانہال میں ہوا زوروں سے چل رہی تھی اور ساتھ ہی دریا کا پانی پتھروں سے
ٹکرا ٹکرا کر بھیانک آوازیں نکال رہا تھا ہوا کے زور سے ایسا جان پڑتا مانو بہت سے شیطان چیخ رہے
ہیں M.P. والوں نے کسی حالت میں گاڑیاں آگے نہیں جانے دیں۔

شطر 2

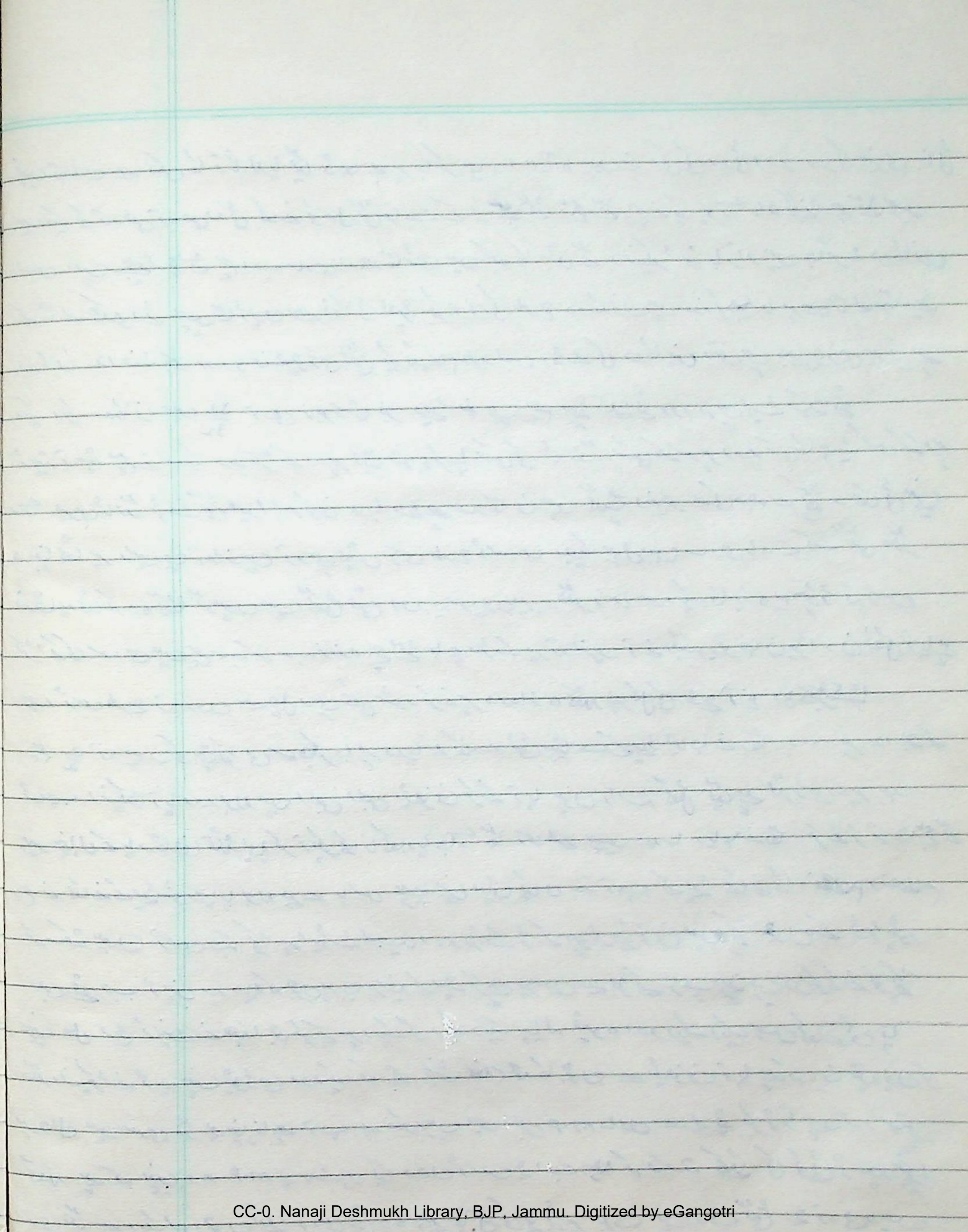
30 دسمبر 1952 جب M.P. والوں نے گاڑیاں آگے جانے سے روک دیں صبح کے تقریباً 6 بجے تھے بس کی سبھی
کھڑکیاں بند تھیں باہر ہوا زوروں سے چل رہی تھی مانو پون دیوتا اپنی تمام شکتیوں سمیت
بانہال پر کود پڑا ہو۔ اس سخت سردی میں کسی کی ہمت نہیں تھی کہ اپنا منہ بس کی کھڑکی سے
باہر نکال سکے بس کے ڈرائیور نے کہا کہ بانہال میں دسمبر مہینے میں ہر تیسرے چوتھے روز ایسی ہی ہوا
چلتی ہے یہاں کے لوگ اس ہوا کو خونی ہوا کے نام سے جانتے ہیں سب کانپ اٹھے ہوا کی سائیں
سائیں اور دریا کے پانی کا پتھروں کے ساتھ ٹکرانے کے شور سے کانوں کے پردے پھٹ رہے تھے ہوا کا زور
دیکھ من کانپ رہے تھے کہ نامعلوم کب یہ اس طوفان کا زور بس کو پلٹ کر دریا میں گرا دے
سب نے مل کر جور جور سے پرارتھنا کرنی شروع کر دی کہ بھگوان آپ نے اپنے بھگتوں کی رکشا کیلئے کئی کئی اوتار
دھارن کئے مچھ اوتار کچھ اوتار نرسنگھ اوتار پرشورام اوتار وامن اوتار آج ایک بار پھر
بھی اوتار دھارن کر ہم دکھیوں کی مدد کرو اس خونی ہوا سے خون نالیوں میں جمنا شروع ہو گیا ہے
سب کے دانت ایک ہی سور میں بجنے شروع ہو گئے تھے پرارتھنا کرتے کرتے صبح کے 9 بج گئے ہوا تھوڑا ٹھہر گئی
بس میں بیٹھے بیٹھے کمر اکڑ گئی ٹانگیں دکھنے لگیں پولیس کسی بھی حالت میں باہر نکلنے نہیں دیتی تھی
بہت منت کی تو شاید بعد ایک ایک کر کے بندوق کے سائے تلے باہر پیشاب کرنے کی اجازت ملی



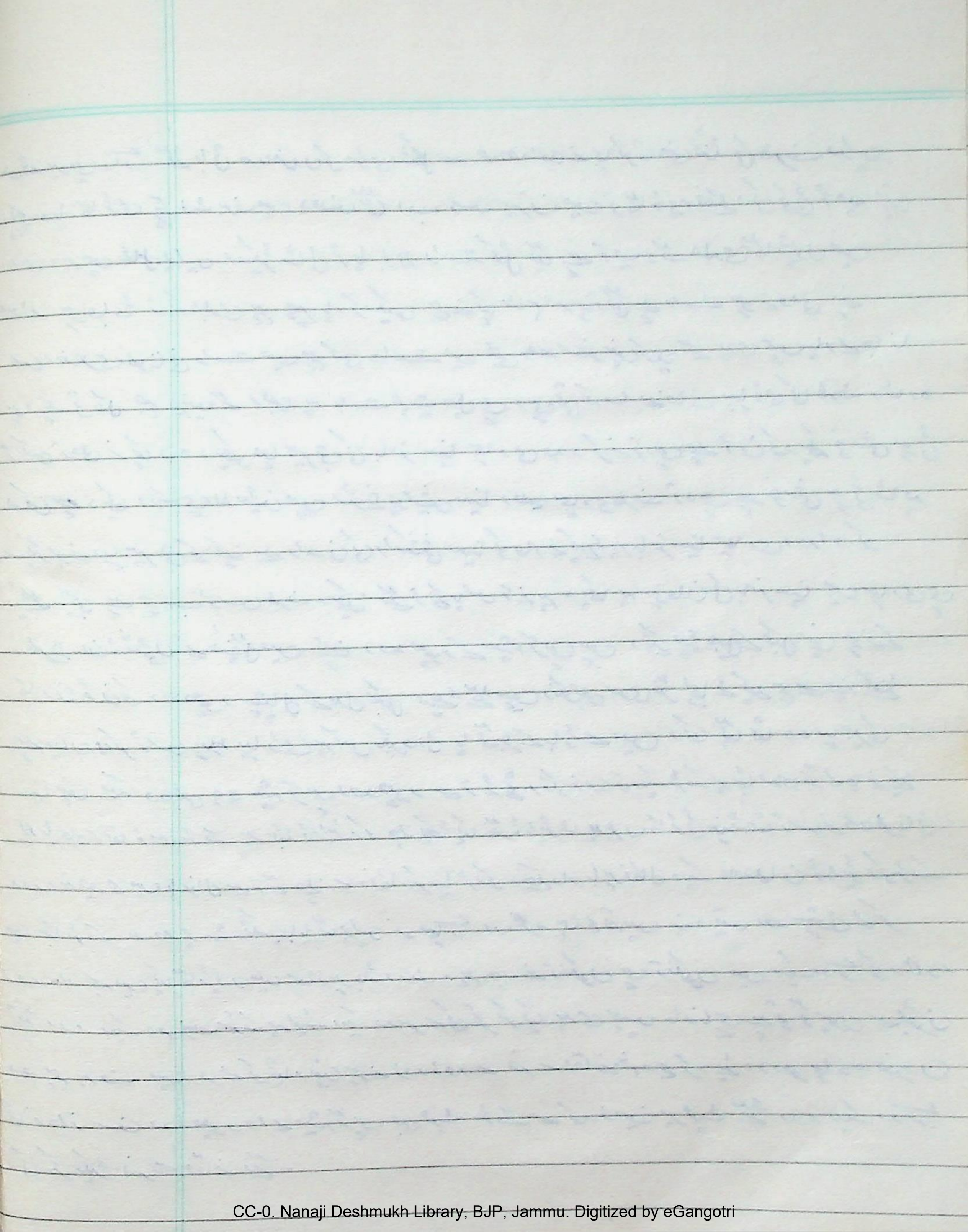
ٹھیک ٹھیک 10 بجے سورج نکلا دھند کے پردے کو پھاڑ کر اُس کا سکوت چاروں طرف روشنی پھیلا دی
جو دھند گاڑیوں میں جم گیا تھا سورج کی گرمی سے پھر گرم ہو کر گاڑیوں میں دوڑنے لگا پولیس آفیسر
سے کہا ہمیں شوچ لینی ہے کیونکہ باہر نکال دیا جائے 2/2 آدمیوں کو ایک ہی ہتھکڑی سے جکڑ کر ایک سپاہی
بندوق تانے دریا کے کنارے لے جاتا ہوا کا زور کم تھم گیا تھا پولیس کا سپاہی کہتا شوچ سے فارغ ہو جاؤ
یہ کہتے ہوئے کہ تم تھوڑی دور جا کر کھڑے ہو جاؤ ہم بندوق تانے سر پر کھڑے ہیں بندوق لوڈ ہے ہوا کے زور سے
اگر ہمیں بندوق کا گھوڑا دب گیا تو ہمارا کیا ہوگا اور جب ہم سر پر کھڑے ہیں تو ہم کیسے پیشاب کیسے کر سکتے ہیں
سپاہی نے کہا بدی میں نے تمہیں ذرا بھی ڈھیل دی تو تم بھاگ جاؤ گے ہم نے کہا بدی ہمیں بھاگنا ہی ہوتا تو
ہم بینڈ کر کے اندولن کر جیل میں کیوں آتے باہر گاڑی سے باہر نکل دیکھا ہماری طرح اور بھی تین گاڑیوں
میں ہمارے ساتھی کشمیر ہی جا رہے ہیں ایک بجے دوپہر سب انسپکٹر پولیس اور انسپکٹر بدر الدین ہوٹل سے
کھانا کھا کر آتے دکھائی دیئے ہم نے شور مچایا ہم بھی آدمی ہیں کل سے کچھ نہیں ملا ہمیں بھی بھوک لگی ہے
اِن دونوں نے دوسری گاڑیوں کے ساتھ بیٹھے دوسرے رفیقوں سے کچھ مشورہ کیا اور کہا ہمارے پاس پیسے نہیں
اور اِن سردیوں میں یہاں کوئی ہوٹل بھی نہیں آپکو کھانا کہاں سے کھلایا جاوے صرف ایک ڈھابہ کھلا ہے
اُس کے پاس بھی اتنا راشن نہیں کہ آپ سب کو کھانا کھلایا جاوے ناظرین شاید جانتے ہوں گے
اُس وقت جواہر ٹنل نہیں تھی گاڑیاں بیہر بنہال کے اوپر سے گزر کر جایا کرتی تھیں سردیوں میں 3 ماہ
کیلئے سڑک مکمل طور بند ہو جایا کرتی تھی سڑک پر 3/5 فٹ برف جم جاتی تھی نہ ہی کوئی ٹریفک
ہوتی تھی اور نہ ہی کوئی گاڑی جموں سے سری نگر اور نہ ہی سری نگر سے جموں آیا کرتی تھی اس کارن
تمام ہوٹل اُن تین مہینوں میں بند رکھے جاتے تھے انسپکٹر بدر الدین نے کہا ہو سکتا ہے 2-3 گھنٹے بعد راستہ
کھل جائے تو آپ کو سری نگر جیل میں جا کر کھانا کھلایا جاوے گا جبکہ حالات جموں سے سری نگر ٹیلیفون
پر بتا دیا گیا ہے کہ جموں سے 4 گاڑیاں 29 دسمبر رات سری نگر کے لئے قیدی لیکر آ رہی ہیں اُن کے لیے دوپہر
30 دسمبر کا کھانا تیار رکھنا ~~[illegible]~~ مگر 3 گھنٹے لینی لگ بھگ 4 بجے تک بھی P.W.D. والوں نے راستہ کھلنے
کا کوئی اشارہ نہیں دیا اب انسپکٹر کے پاس ہمیں ٹالنے کا کوئی بہانہ نہ رہا کہنے لگا میں اس ڈھابہ والے
سے بات کرتا ہوں شاید تھوڑا سا کھانے کا کوئی بندوبست ہو جائے گویا کہ ہمیں بچوں کی طرح
بہلانے لگا - لگ بھگ کل دوپہر سے نہیں روٹی ملی تھی ہم کس طرح شام کے 7.00 بجے تک اندھیرا ہو گیا



پکیں ٹھاٹھل سے مکئی کا آٹا لایا گیا ڈھابے پر جا کر یہی ۲۰ آدمیوں نے مکئی کی روٹی اور آلو کی سبزی بنائی
ہر ایک کو آدھی آدھی روٹی کھانے کو مل گئی رات کے نو بج گئے ہم نے پورے ۱۵ گھنٹے ہو گئے ہیں
بس میں بیٹھے بیٹھے ہم اب ساری رات گاڑی میں کیسے کاٹیں گے انسپکٹر نے بازار میں جا کر ۲ دکانوں
کے تالے کھلوائے ہمیں گاڑیوں سے نکال بھیڑ بکریوں کی طرح دوکانوں میں بند کر دیا باہر سے تالے لگا دیئے
دوکان ۱۲ فٹ لمبی اور ۵ فٹ چوڑی تھی کیونکہ عام طور بس اڈے کی دوکانیں اتنی ہی لمبی چوڑی ہوتی ہے
ایک ایک دوکان میں 32/32 آدمی زبردستی ٹھونس دیئے گئے ہم بیٹھ سکتے تھے اور نہ ہی لیٹ سکتے تھے
آہستہ آہستہ ہم نے ایک دوسرے کے اوپر لیٹنا شروع کر دیا کسی کی ٹانگ کسی کے سر پر اور کسی کا پیٹ کسی کے سر پر
اور میری ٹانگ ٹوٹ گئی میرا سر کون دبا رہا ہے دوکان میں گھپ اندھیرے کی وجہ سے کچھ دکھائی نہیں
دیتا تھا پر ایسی ہی آوازیں آ رہی تھیں اسی طرح اس بلیک ہول میں ساری رات کٹ گئی مگر
قدرتی یہ تھا کہ وہ گھٹن گرمیوں میں گھٹن تھی اور یہ سردیوں میں مگر اس سے ایک فائدہ یہ ہوا کہ اس
کڑاکے کی سردی میں ہم سب کے سب زندہ بچ گئے باہر سڑک پر آوازیں آنے لگیں تو جان پڑا دن نکل آیا ہے
پھر اسی طرح زوروں سے چل رہی تھی شور کرنے پر دروازہ کھلا پھر کل کی طرح آج ۳۱ دسمبر ۱۹۵۲
ہم ۲۰ آدمیوں کو ہتھکڑی سے جکڑ باہر دریا کے کنارے ٹٹی پیشاب کے لئے لیا جانے لگا۔ دوپہر ۱۲ بجے کے
قریب انسپکٹر آیا اور بولا میں ابھی ابھی ٹیلیفون کر کے آیا ہوں راستہ کھل گیا ہے تھوڑی دیر بعد
بیر بنیہال کے پار کافی فنڈ ہے پکا کر آپکو کھانا کھلایا جائے گا اسی طرح ہمیں دلاسا دیا جانے لگا۔ کرتے کرتے ۳ بج گئے
ہم نے کھانے کے لئے شور مچایا بولا میرے پاس پیسے نہیں میں کہاں سے آپ کے لئے کھانے کا انتظام
کر سکتا ہوں اسی وقت کچھ پرائیوٹ بسیں اور ٹرک آئے ہوئے تھے اُن میں کچھ جموں کے ڈرائیور
بھی تھے جب انہیں پتہ چلا کہ جموں پرجا پریشد کے ستیہ گرہی پرسوں سے بھوک سے تڑپ رہے ہیں ان کو کھانے کو کچھ
نہیں مل رہا انہوں نے چندہ جمع کر کے ہر ایک کو ایک ایک پیالہ قہوہ اور ایک ایک رس کھانے کو دیا
مگر انسپکٹر نے مزید نہیں چھوڑی اور کہا کہ مجھے بخشی غلام محمد کا جموں سے ٹیلیفون آیا ہے کہ ان قیدیوں کو
ہر حال میں سری نگر پہنچانا ہے آپ بے فکر رہیں میں ابھی P.W.D والوں سے پوچھ کر آتا ہوں کہ راستہ
کھلا ہے کہ نہیں وہ P.W.D ہیڈکوارٹر گیا وہاں اس جواب ملا کہ راستہ کھلنے کی کوئی امید نہیں
سری نگر سے ایک بس جموں کیلئے آ رہی تھی وہ بیر بنیہال کی چوٹی پر برف میں دب گئی ۲ آدمی دبے

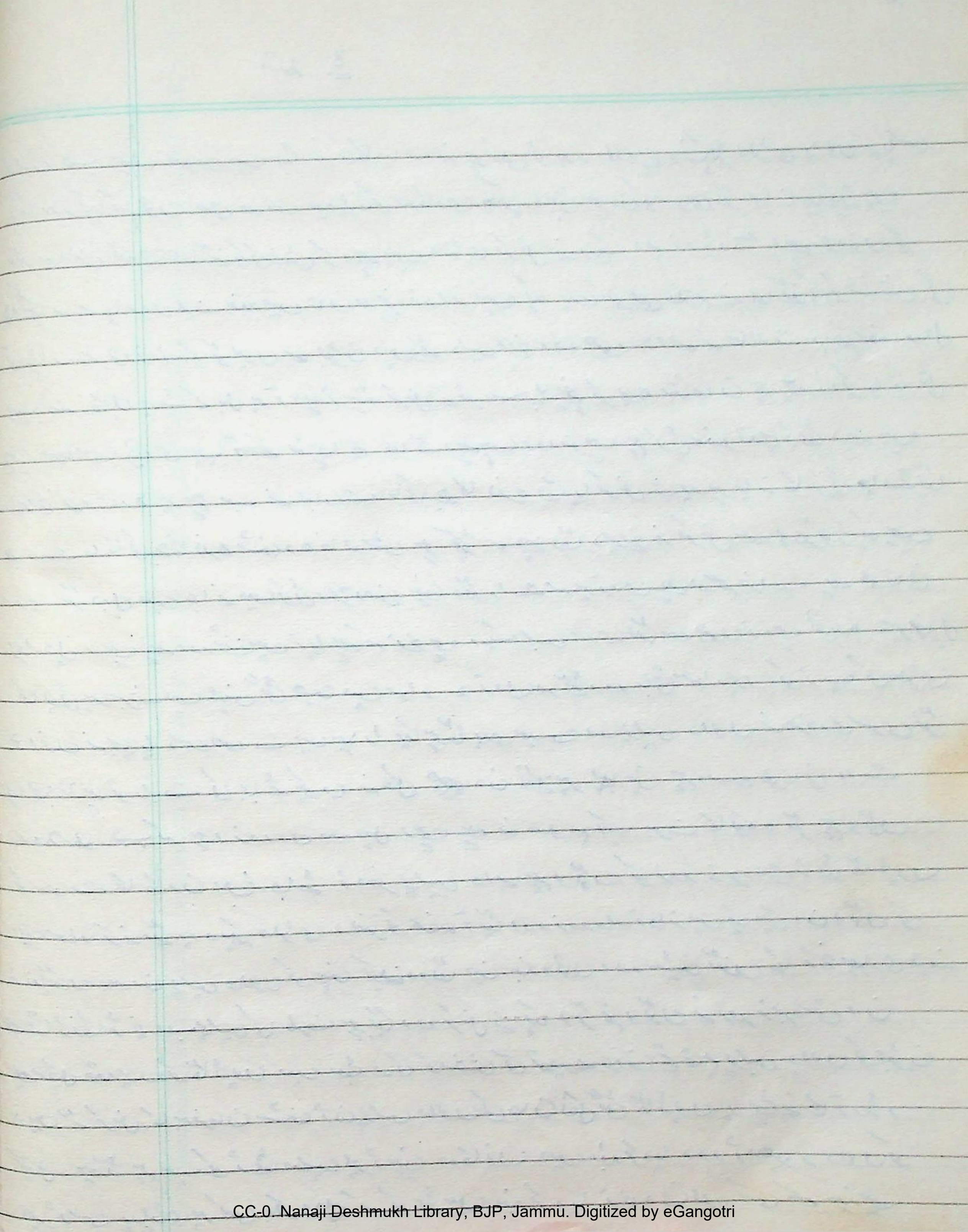


نو قسم پر ہی مارے گئے باقی مسافروں کو بڑی مشکل سے B.R.O. والوں نے بچا کر قاضی کنڈ کی طرف واپس
بھیج دیا گاڑی کچھ فٹ برف میں دھنس گئی اب اس سیزن میں تو گاڑی نکلنے کی کوئی امید نہیں
تھی دیر میں غلام پولیس انسپکٹر شال آیا بولا راستہ کھل گیا ہے آپ لوگ جلدی گاڑیوں میں
سوار ہو جائے تاکہ جلدی ہم ویر پار کر سکیں ہم نے کہا شام سر پر آگئی ہے رات ہونے والی ہے
اس اندھیری طوفانی رات میں ہم کسی حالت میں بھی سفر نہیں کریں گے یدی ہمیں مارے جانا
ہی ہے تو کل صبح چلیں گے ابھی یہ بات چیت چل ہی رہی تھی کہ سامنے والی پہاڑی کی طرف اشارہ
کر کسی آدمی نے کہا وہ دیکھو شیاما ہیر جی کی بانر سینا ہماری مدد کرنے آ رہی ہے اُن کو دیکھ خوشی ہوئی
غور سے دیکھا ایک ہی لائین میں سرخ پوشش سینا ہماری طرف آ رہی ہے خوشی ہوئی شاید
سیکڑوں میں ہیر جی کے کہنے سے راون کی راکشسی سینا کو مارنے کیلئے یہ بانر سینا ہماری امداد کو
بھیجی ہے ہم سب اس طرف دیکھنے لگے اُنکے پاس آنے پر دیکھا یہ ہنومان کی بانر سینا نہیں ہماری ہی
طرح ان دشمنوں کے چنگل میں پھنسے اور مجبور کے ستیہ آگرہی ہیں انکے پیچھے جیل کے کمبل میں ہونے کے
کارن ان کو اور مجبور ہسپتال کے لال کمبل دیئے گئے ہیں انکو بھی سری نگر لیجانے کیلئے ہم سے چند گھنٹے
پہلے یہاں لاکر اس پہاڑی پر کسی مکڑ وال یا آنگن کے باڑے میں رکھا گیا تھا وہ شیاما ہیر کی
سینا نہیں تھی وہ بھی 29 ستیہ آگرہی اور مجبور سے آئے تھے انکو زبردستی ایک ٹرک پر بٹھا سری نگر لے جانے کیلئے
لایا جا رہا تھا اس ٹرک پر بٹھا ڈرائیور کو چلنے کیلئے کہا مگر ڈرائیور شاید جموں کا کوئی ہندو تھا اس نے اس طوفانی
اور اندھیری میں پہاڑ سے آگے چلنے سے انکار کر دیا تو انکو دھکے مار باہر نکال ایک مسلمان ڈرائیور کو ٹرک
میں بٹھا ٹرک B.R.O. پوسٹ تک لے جایا گیا پولیس نے ہمارے ارد گرد ہی ہاتھ میں بندوقیں اور پستول لے کر
زور دار لہجہ میں کہا گاڑیوں میں سوار ہو جاؤ ورنہ . ہم سب نے آنکھوں ہی آنکھوں میں ایک دوسرے کو اشارے
کئے اور ایک دم سڑک پر لیٹ ایک دوسرے کی کمر پکڑ لی یدی ہمیں مارنا ہی ہے تو گولیوں سے بھون
دو ہم برف میں مرنے کو تیار نہیں ہم نے زور زور سے نعرے لگانے شروع کر دیئے ادھر ہمارے نعروں
کی آواز سن اور مجبور والے ستیہ آگرہی بھی جھٹ ٹرک سے کود زمین پر لیٹ گئے اور ایک دوسرے
کی کمر پکڑ نعرے لگانے لگے۔

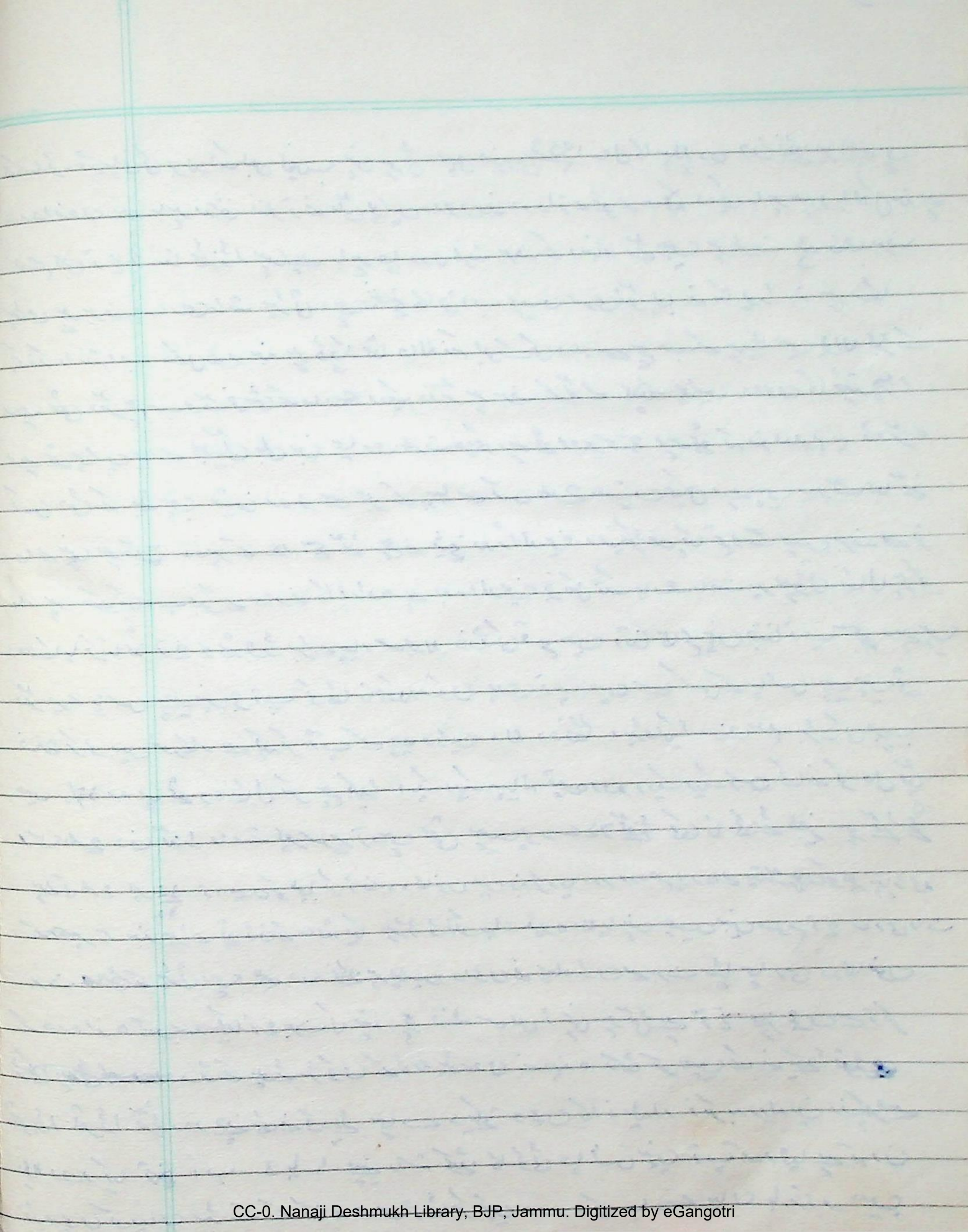


قسط 3

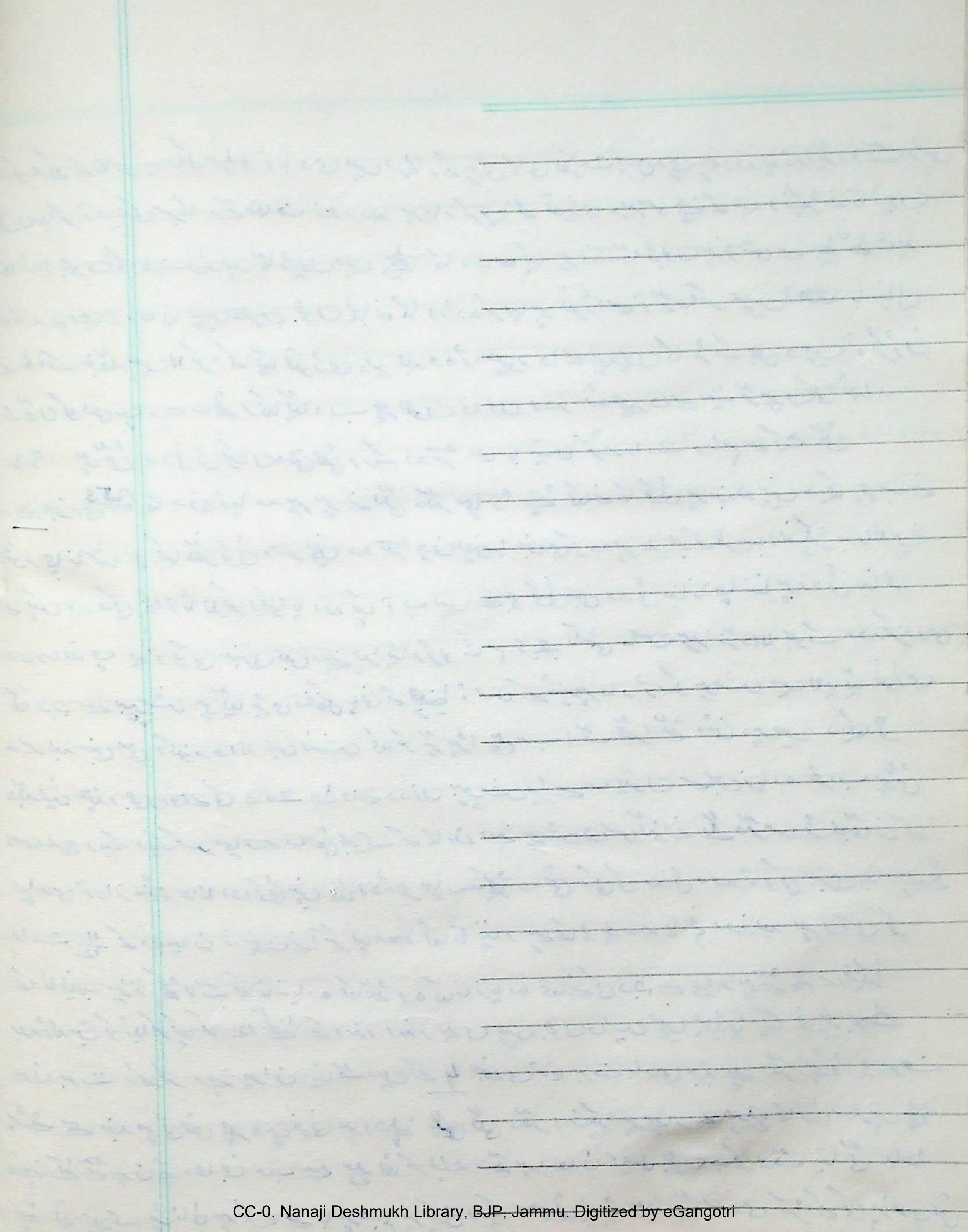
پولیس جب ہمیں لیبوں میں ٹھکانے کی کامیاب نہ ہو سکی تو بدر الدین انسپکٹر ملٹری والوں کے پاس
گیا اور کہا کہ جموں جیل سے ان قیدیوں کو سرکاری حکم مطابق ہم ان کو سری نگر لے جانا چاہتے ہیں
مگر یہ ملازم قیدی کو بھاگنے کی کوشش کر رہے ہیں ملٹری کے کرنل نے ایک دم آرڈر دے اپنے جوانوں کو
بلڈنگ کے چاروں طرف بندوقیں تان دو یعنی آواز میں کہا پولیس کسی بھی ملازم نے بھاگنے کی کوشش کی
تو بیچارے جوان گولیوں سے بھون دیں گے ولیس رنج اور دھیور والے نے حالات دیکھ کر سفید رومال
جیب سے نکال پیٹ کے بل پر آہستہ آہستہ کرنل کے قریب پہنچ کر بولا کہ ہم چندر کو یاد تک
نہیں سیاسی قیدی ہیں نہ ہی ہم بھاگ رہے ہیں اور نہ ہی ہم کوئی غلط قدم اٹھا رہے ہیں
دھیرج کی رات رہ پیر ہم سب نے بھارت ماتا کی جے کا نعرہ لگایا کرنل شاید یہ جانتا کہ کوئی جاتی تھی
بھارت ماتا کی جے کا نعرہ سن وہ خاموش ہو گیا سوچنے لگا دھیرج نے کرنل سے کہا جو کہا ہمیں
سری نگر جیل میں جانے میں کوئی اعتراض نہیں مگر رات سر پر آ رہی ہے موسم خراب ہے طوفانی
ہوا چل رہی ہے اور سننے میں آ رہا ہے کہ آج ہی ایک بس سری نگر سے جموں آ رہی تھی وہ پیر پنجال
کی چوٹی پر برف میں پھنس گئی جس میں سوار 2 آدمی مر گئے اور باقی سواریوں کو آپ کی ملٹری
جوانوں نے بچایا اس صورت میں ہمارا کیا ہوگا یہی ہمیں ان پولیس والوں نے ضروری سری نگر
لے جانا ہے تو رات کی بجائے کیوں نہ کل صبح دن نکلنے پر لے جائیں ہم اس طوفانی رات
اور اس جب کہ ہوا زوروں سے چل رہی ہے نہ معلوم کب برف کا تودہ گر ہم لوگوں
کی موت کا کارن بن جائے ادھر پولیس والے ہم لوگوں کو زور زبردستی اٹھا کر گاڑیوں
میں سوار کرنے لگے یہ دیکھ ملٹری افسر کو غصہ آ گیا اور زور دار آواز میں کہا میں ان لوگوں کی
زندگیوں سے ان پولیس والوں کو کھیلنے نہیں دوں گا جب بندوقوں اور سٹین گنوں کا رخ ہماری طرف
تھا اب اٹھا کر رخ اب پولیس کی طرف ہو گیا اور کرنل نے کہا اگر تم لوگوں نے زور زبردستی ان
بے بس قیدیوں کو گاڑیوں میں بٹھانے کی کوشش کی تو میرے جوان تم تمام پولیس والوں کو بھون
دیں گے کرنل کا یہ فرمان سن کر پولیس والوں کی جان نکل گئی گاڑیوں پر بٹھانے کا آرڈر
کینسل ہو گیا ہم سب کو اٹھا کر پھر سے پولیس کی دکانوں میں بند کر دیا اور آدھے والوں کو
پھر دوسری بیرکوں میں کسی بلڈنگ کے کمرے میں بند کر دیا آج دن بھر کسی کسے منہ میں



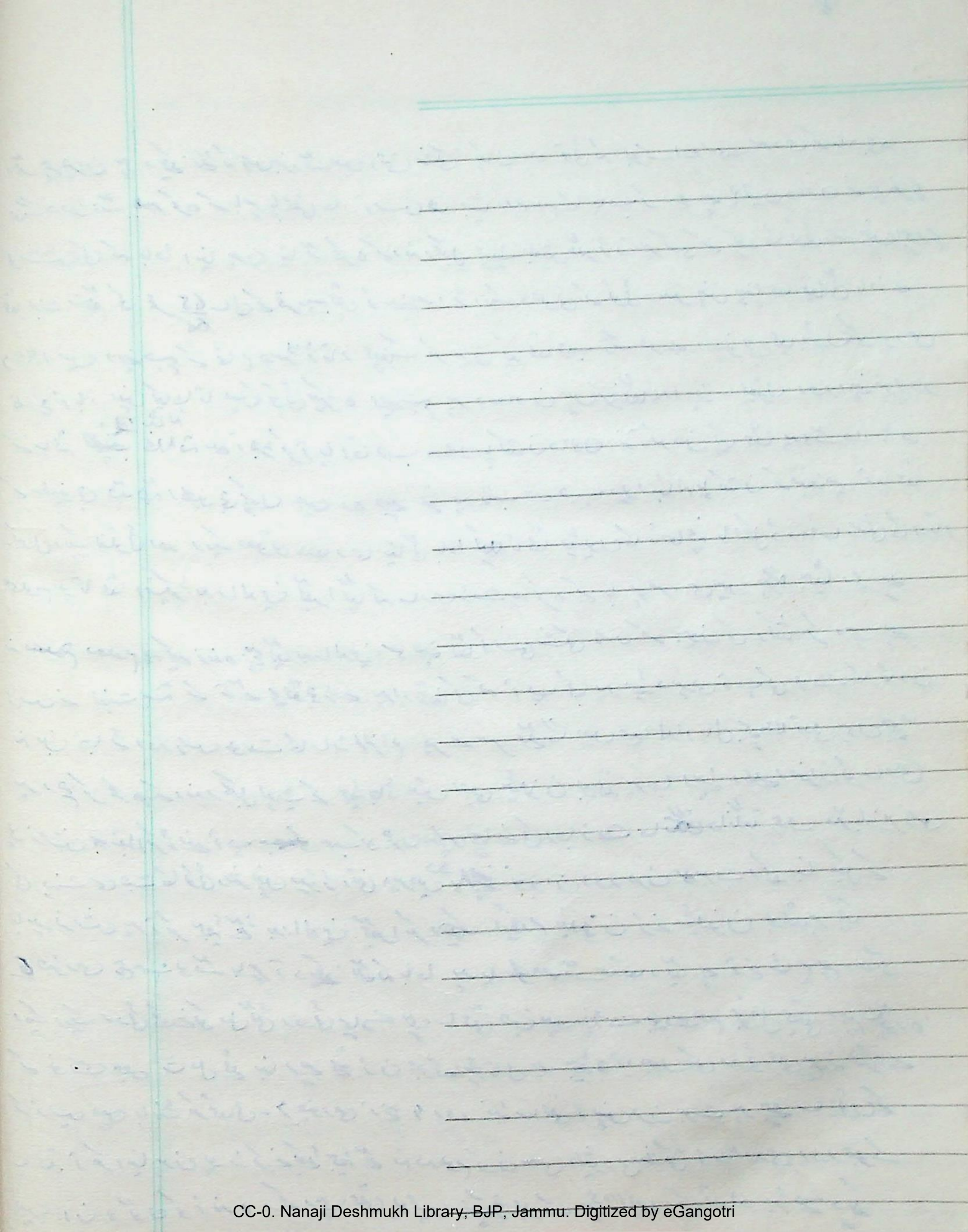
کھانا تو دور پانی کی بوند تک بھی نصیب نہیں ہوئی پہلی جنوری 1953 سال کا پہلا دن دن نکلنے پر جیسے ہی
دروازوں سے باہر روشنی نظر آنے لگی پولیس والوں نے دروازے کھولے ہم نے دیکھا باہر ہوا بالکل بند ہے
موسم بھی آج اتنا ٹھنڈا نہیں ہے باہر چاروں طرف برف کے انبار لگے ہیں ہر طرف 2½ فٹ برف
پڑی ہے برف ساری رات پڑتی رہی ٹھنڈ کا تو اب ہمیں سردی لگ جانے کا ڈر ہی نہ ہو سکا
کیونکہ راستہ اب مکمل طور بند ہو چکا تھا حالانکہ بھوک کی وجہ سے ہم سب کے پیٹ میں چوہے دوڑ
رہے تھے مگر ہم سب لوگ خوشی کے مارے ایک دوسرے پر برف کے گولے پھینک پولیس والوں کا غصہ چڑھا
رہے تھے پولیس والے بھیگی بلی بنے بیچارے ہماری طرف دیکھ رہے تھے اور سوچ رہے تھے کہ نہ معلوم یہ لوگ
کس مٹی کے بنے ہیں تین روز سے بھوکے پیاسے کس طرح سے کھیل رہے ہیں یہ لوگ بھاگنے
والے نہیں ہو سکتے دوپہر کے 12 بج گئے ہم نے شیخ بدرالدین انسپکٹر سے کہا تم لوگ ہمیں برف سے تو
مار نہیں سکے کیا اب بھوکے مارنے کا ارادہ ہے بدرالدین جو کل تک بات بات پر پستول نکال ہم کو
دھمکایا کرتا تھا آج ہاتھ جوڑ بڑے پیار سے بولا خدا کی قسم میں اتنا ظالم نہیں جتنا آپ سمجھ رہے ہیں
مگر میرے پاس پیسے نہیں جو آپ کو کھانا کھلا سکوں پھر آپ میں سے کسی کے پاس پیسے ہیں تو
خرچ کرو میں دوکاندار سے کہہ کر آپ کے پیسے واپس دلا دوں گا ایڈوکیٹ سنت رام بڑو کی جیب
میں 35/- روپے تھے وہ نکال کر ہم کو دیئے ایک ایک پیالہ قہوہ اور ایک ایک رس کھانے کو مل گئی
اسی طرح دن گذرا رات پھر سر پر آ رہی تھی ہمیں پورے 72 گھنٹے کھانا کھائے بغیر ہو گئے تھے
پہلے کی طرح پھر 32-32 آدمیوں کو ملا کر ان دو کانوں میں بند کر دیا اور ادھم پور والے ستیہ گرہیوں کو پھر پہاڑی
کے حصے پر بند پڑے تھے ان کے ساتھ کیا بیتی ان کو چائے قہوہ ملا یا نہیں ہمیں نہیں معلوم آج ساری رات
برف ملائم کی پڑتی رہی صبح دن نکلنے پر پولیس والوں نے پھاوڑوں سے برف ہٹا ہٹا کر دوکانوں
کے دروازے کھولے دیکھا آج برف کی تہہ 5/2 فٹ سے بھی اونچی ہو گئی ہے آج پھر صبح سے ذکر
رکی ~~ہوئی~~ ٹرک کے بیچ سڑک کی کے ڈرائیوروں نے چندہ اکٹھا کر ہمیں کھانے کیلئے تھوڑی
تھوڑا تھوڑا آٹا اور چنے کھانے کو دیئے یہاں سے دیکھئے وہاں کا تحصیلدار آ کر بدرالدین انسپکٹر سے
علیحدہ ہو کر آج اب 3 یا 4 مہینے راستہ کھلنے کا کوئی چانس نہیں آپ کو رکھا ہے کہ ان
قیدیوں کو یہاں سڑک کے کنارے سے ہٹا کر کہیں اور رکھا جائے یہاں بازار میں



انکو رکھنے کے کارن یہاں کی ہندو آبادی میں سرکار کے پرتی کافی نفرت پھیل رہی ہے اور یہ ڈرائیور لوگ واپس
جموں جاکر آپ کی سرکار کے خلاف زور دار پرچار کریں گے تھوڑی دیر سوچنے کے بعد انسپکٹر نے گاڑیوں
کا رخ جموں کی طرف موڑ دیا گاڑیوں میں بیٹھنے کا اشارہ کیا ہم لوگ گاڑیوں پر خوشی سے بیٹھ گئے شاید
سرکار نے ہمیں پریشان ہمیں واپس جموں بھجانے کا ارادہ کر لیا ہو تھوڑا سا آگے جاکر ہمیں ڈھلک بانیال
کے ڈاک بنگلہ میں لاکر رکھا گیا تھوڑی دیر بعد وہ ادھمپور والے قیدیوں کا ٹرک بھی وہیں آ گیا ان
لوگوں کو بھی ہمارے ساتھ رکھا گیا اب ہم جموں والوں اور ادھمپور والے ستیہ گرہیوں کی تعداد
93 ہو گئی رات تو یہاں حلنی تھی ایک دوسرے سے باتیں کرتے رات آرام سے کٹ گئی
3 جنوری 1953 کا دن آیا دوپہر ہونے لگی مگر ہمارے لئے کھانے کا کوئی پربندھ نہیں دیکھا ہم سب نے
شور مچانا شروع کیا مگر کوئی اثر نہیں دوسرے دن یعنی 4 جنوری کو دوپہر 2 بجے کے قریب انسپکٹر بدرالدین
نے کہیں سے مکئی کا آٹا لاکر رکھوایا اور کہا آپ میں سے جو کوئی بھی روٹی بنانا جانتا ہو روٹی بنا لو
اور ساتھ ہی یہ آلو کی سبزی بھی اپنے لئے تیار کر لو شام 7 بجے ملکھی رام ہیرا نگر والا بھوک اور کمزوری
کی وجہ سے بیہوش ہو گیا بڑی مشکل پانی کے چھینٹے اس کے منہ پر مار کر اسکو ہوش میں لایا گیا تھوڑی
دیر بعد سنی سل اکھنور والا بھی غش کھا کر گر پڑا ہم سب لوگ گھبرا گئے اتنی دیر میں دیکھا تو
جگدیش چندر جموں والے کی حالت پہلے والے دونوں بیہوش ہوئے ساتھیوں سے بھی زیادہ خراب ہو گئی
اس طرح ایک ایک کر کے ہمارے ساتھی بھوک کے کارن اپنے ہوش و حواس گنوانے لگے مگر سوائے بھگوان کے
ہماری آواز سننے والا اور کوئی نہیں تھا ادھر ہمارے کچھ ساتھی مکئی کی روٹی اور آلو کی سبزی بنا رہے تھے
رات 11/12 کے درمیان انہوں نے آکر کہا کھانا تیار ہے کھا لو پورے پانچ روز بعد ہم لوگوں کو
کھانا نصیب ہوا کچھ لوگ کھانا زیادہ کھا گئے وہ کھانا زیادہ کھانے کی وجہ سے بیمار ہو گئے ہم نے انسپکٹر
بدرالدین کو بلا کر کہا کہ 12 گھنٹے کے اندر اندر ہمیں جموں واپس نہیں پہنچایا گیا تو ہم بھوک
مرن برت رکھ کر اپنے پران تیاگ دیں گے 4 جنوری آج برف باری بند ہے مگر ہوا جو برف
پڑنے سے بند ہو گئی تھی پھر سے کھلی ہوا چلنے لگی مگر انسپکٹر پر ہمارے چیلنج کا کوئی اثر نہیں ہوا
اپنے کئے ہوئے پرن کے مطابق سب سے پہلے ٹھاکر لبھ سنگھ پردھان کمیٹی جموں جکو لوگ پتا جی باوا
کہتے تھے ہڑتال پر کمرہ سے باہر صحن پر کمبل ایک دھوتی لپیٹ بیٹھ گئے سردی سڑاکے کی پڑ رہی تھی



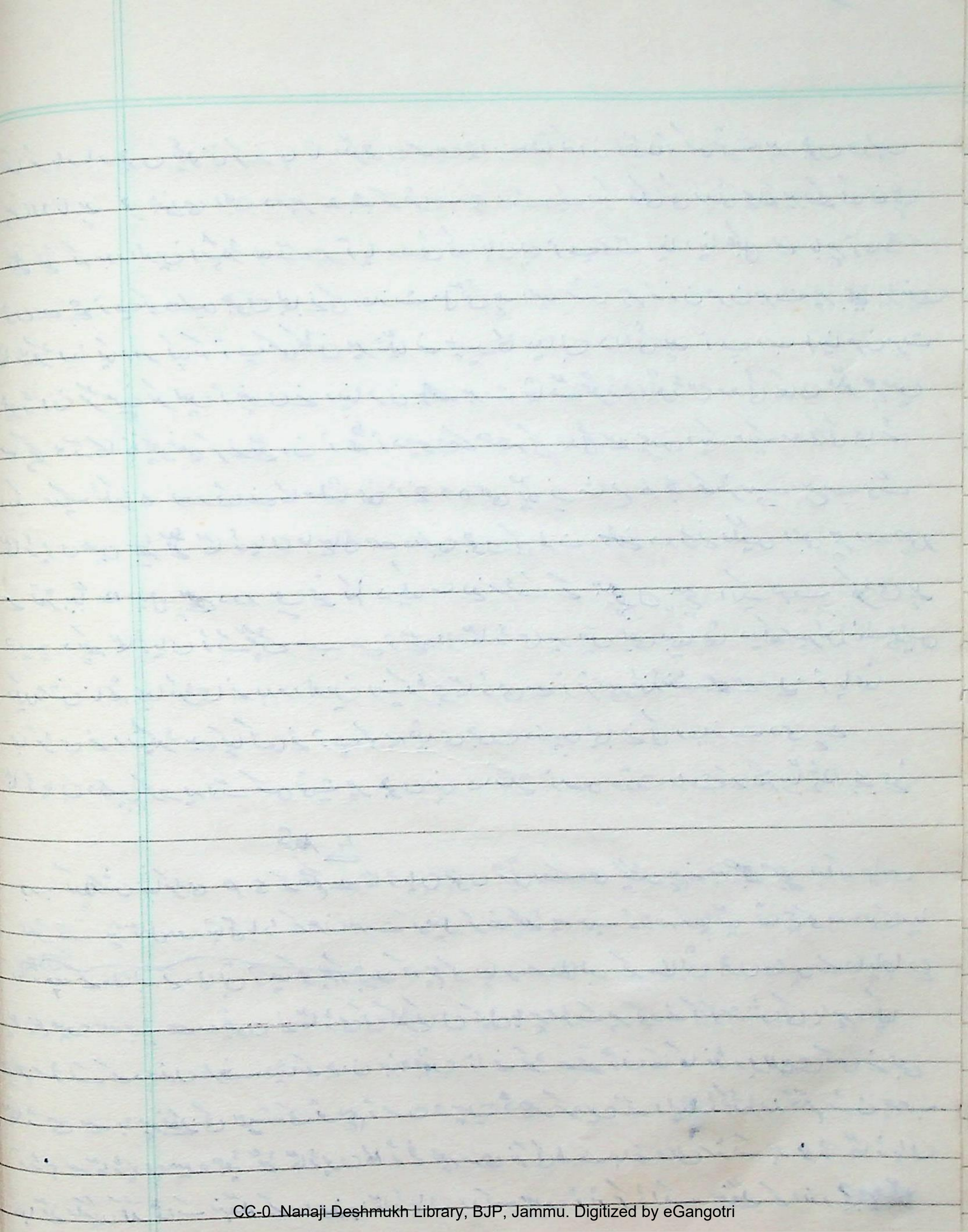
مگر ہم حیران ہو دیکھنے لگے کہ اس بزرگ میں اتنی شکتی کہاں سے آئی کہ بھوک اور سخت سردی کے باوجود
ننگ دھڑنگ بلیہ کمرہ کے باہر پالکی مار کر بیٹھا رام رام کا جاپ کر رہے ہیں پولیس والوں نے ہر طرح
کوشش کی کہ بابا اپنا بدن بچانے کمرہ کے اندر کمبل لپیٹ بیٹھیں مگر ان پر کسی کے کہنے کا کوئی اثر نہیں ہو رہا
تھا لبنت سنگھ کی عمر 65 سال کے قریب تھی انہوں نے سوائے ایک دھوتی کے کوئی دستر نہیں پہنا تھا بتایا گیا کہ بابا نے
1947 میں اپنے جسم کے تمام وستر اتار پھینک کر پرن کیا تھا جب تک میرے ریفیوجی بھائیوں کو پوری
طرح آباد نہیں کیا جاتا میں کوئی کپڑا اپنے جسم پر دھارن نہیں کروں گا یہ اپنے ساتھیوں اور اپنے پریوار
کے ساتھ دیوا بٹالہ علاقہ سے اجڑ کر آیا تھا جب وہاں پاکستان والوں نے آکرمن کیا تھا پرونٹ وار ڈر
کے ریفیوجی جگہ جگہ ریفیوجی کیمپوں میں رہ رہے تھے یہ تب سے جب دیوا بٹالہ پاکستان کے قبضہ میں آیا تھا
کیول ایک لنگوٹی اور ایک دھوتی دھاری بتائی بابا کہلاتا تھا ہڈیوں کا ڈھانچہ بالکل درویش سادھو سنت کا اوتار
معلوم پڑتا تھا انسپکٹر بدرالدین گھبرا گیا کہ ساری رات یہ کمرہ کے باہر سردی میں پڑا بیٹھا رہے ہیں
نہ معلوم یہ کیسے زندہ بچ گیا بدرالدین سوچنے لگا کونسی شکتی اس کے جیون کی رکشا کر رہی ہے
اس نے لبنت سنگھ کے آگے ہاتھ جوڑے پرارتھنا کی کہ آپ کی یہ ہٹ دھرمی آپ کی موت کا کارن
نہ بن جائے اور اس موت کا سارا الزام میرے سر لگے گا میں بال بچے دار آدمی ہوں مجھ
پر رحم کر کمرہ کے اندر کمبل لپیٹ کے بیٹھ جائیں تب ہی ٹیلیفون بوتھ پر جا اپنے اعلیٰ افسران کو ساری
پوزیشن سے بتلا کر کہنے آپ سب کو جموں واپس بھیجنے کی اجازت مانگتا ہوں مگر بابا پر اس
کی بینتی کا کوئی اثر نہیں ہوا اتنی دیر میں دفعدار نوجوان اور صرف برف سے اکھ بنا کمبل کے
باہر فرش پر آکر بیٹھ گئے بدرالدین گھبرا کر ایک ایکدم ٹیلیفون کرنے ٹیلیفون بوتھ پر گیا
6 جنوری ہم سب لوگ باہر آ دیکھنے لگے کہ بابا ہے یا [illegible] ہے آج شام ہم سب کو
ایک ایک روٹی کھانے کو مل گئی روٹی ہمارے ہی ساتھی جب سے ... چودھری رام بجوال بھیل ...
کے نوکری بھی شامل تھے بنا رہے تھے ان بھوک ہڑتال پر بیٹھے 3 آدمیوں کی روٹی بھی ہم نے ٹکڑے
کر آپس میں بانٹ کر کھا لی۔ 7 جنوری آج 6 روز ہو گئے تھے ہم فرش پر بیٹھے ساتھیوں کے
ساتھ آکر اپنا بدن پورا کرنے بیٹھ گئے نہ معلوم کون سی الوکک شکتی اس سردی اور بھوک
میں ان لوگوں کو زندہ رکھ رہی تھی پولیس رجسٹر بھوک ہڑتالیوں کی تعداد بڑھتے دیکھ



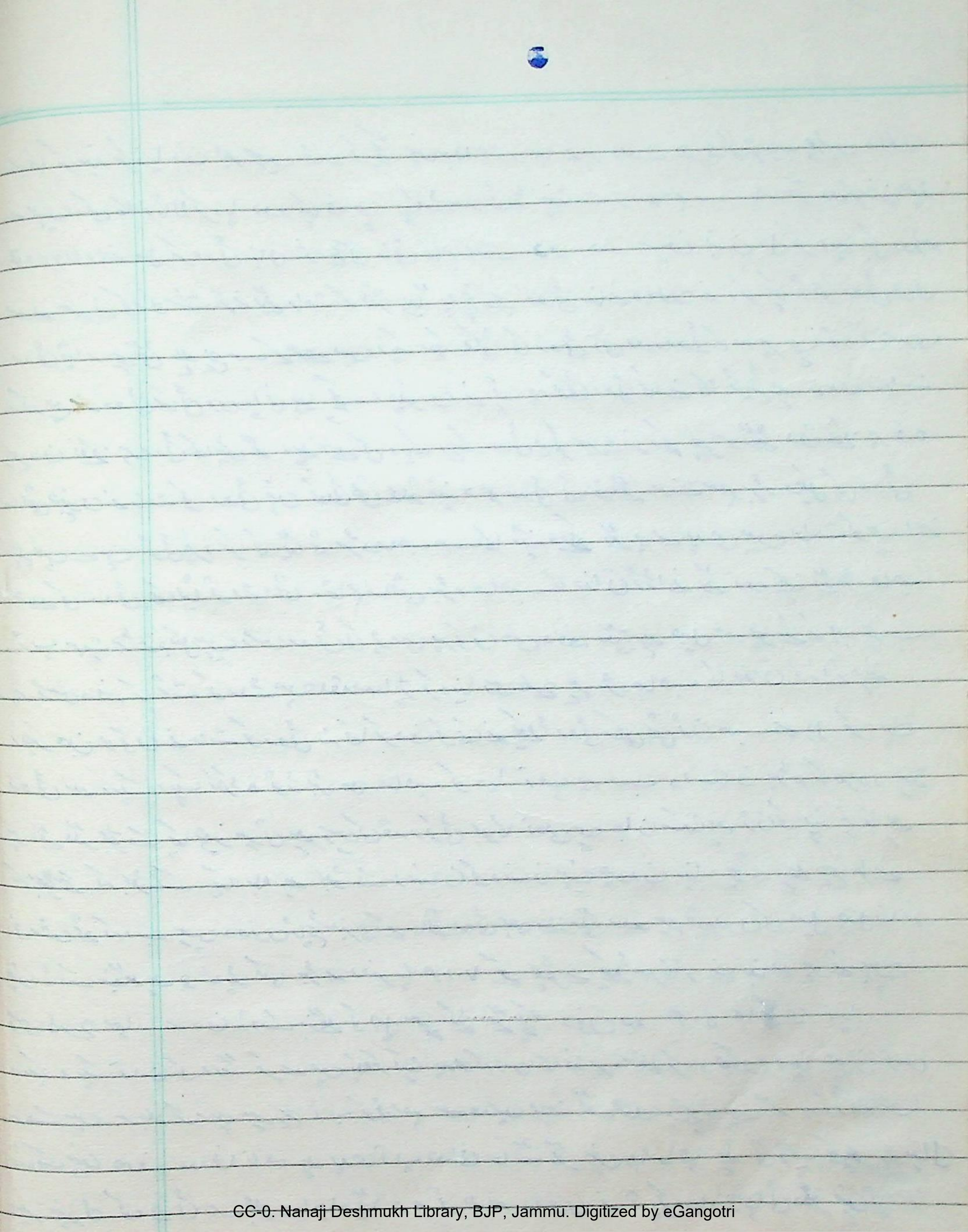
لگاتار بار بار جموں ٹیلیفون کرتے جاتا مگر جموں سے یہی جواب ملتا کہ ان لوگوں کو کسی قیمت پر جموں واپس
نہیں لانا ہے۔ 7 جنوری ابھی دوپہر 2 بجے کے قریب ہی لوگ ایک ایک مکئی کی روٹی ہاتھ پر رکھ کھانے ہی
لگے تھے کہ بدرالدین انسپکٹر پھاٹک پر آیا روٹی کھا پانی پی آپ لوگ اپنا اپنا بستر لے باہر آجائیے
جموں سے مجھے آپ کو واپس جموں لیجانے کی اجازت مل گئی ہے ایسا سن ہم نے اپنے بستر پر بیٹھے پرانیوں
کا شکر ادا کیا اور کہا کہ آپ کی کوشش پر ٹیکیا نے ہمیں کامیابی دلائی ہے آپ اب اپنا اپنا بستر
چھوڑ ان کو سمیٹ لگ لیں قیدیوں نے اپنا اپنا بستر باندھ لیا تھا تھوڑی تھوڑی روٹی کھائی مگر ہم میں
سے کچھ لوگ کا ناکھونسی کرنے لگے ان آدھے آدمیوں کے حصہ کی روٹی سے ہمیں ایک ایک روٹی کی بجائے
ایک ایک ٹکڑا 5 روٹی کھانے کا ملتا تھا آج وہ بھی پکی تھی شام 6 بجے کے قریب ہم سب لوگ
گاڑیوں میں بیٹھ گئے ہی گاڑیاں بانہال سے واپس جموں کی طرف دوڑنے لگیں ابھی ہم ادھمپور
سے تقریباً 12 میل پیچھے دور ہی تھے کہ دیکھا سامنے سڑک کے بیچوں بیچ ایک جیپ کھڑی ہے
جیپ دیکھ گاڑیاں رک گئیں سب سے آگے والی گاڑی پر میں بھی بیٹھا تھا دیکھا سپرنٹنڈنٹ پولیس
جگدیش ناتھ بھاگڑی نے بدرالدین انسپکٹر جو گاڑی سے اتر سپرنٹنڈنٹ سے ملنے آیا تھا
بھاگڑی نے انسپکٹر سے کہا کس نے آپ کو یہ قیدی جموں واپس لیجانے کی اجازت دی ہے
گاڑیاں واپس کرو یہ لوگ کسی قیمت پر جموں نہیں جا سکتے اس وقت رات کے تقریباً 12½ بجے تھے

قسط 4

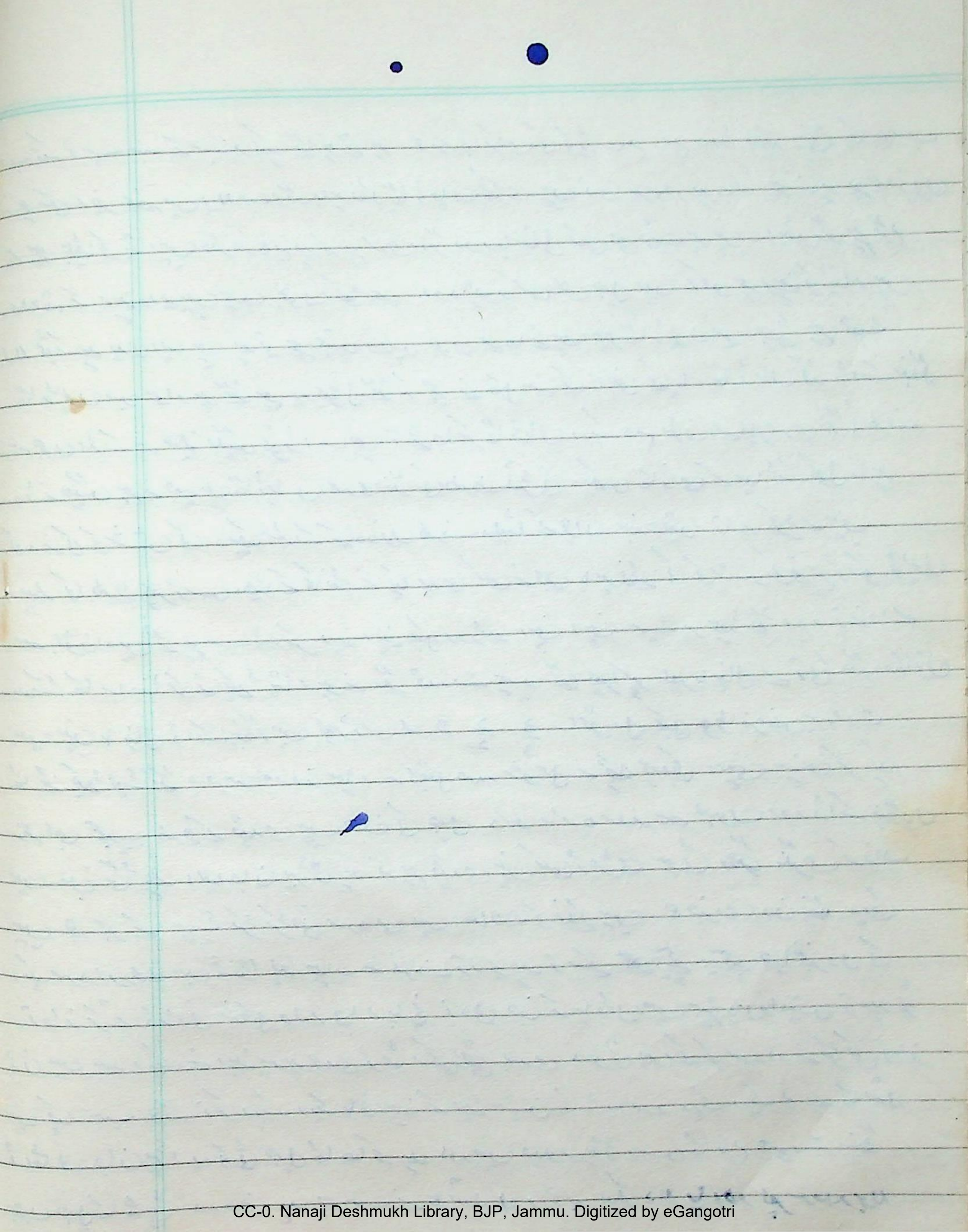
جب جگدیش بھاگڑی S.P. کے حکم سے گاڑیاں جموں آتی روک دی گئیں ہم نے یہ سمجھ لیا کہ ہماری
کمیٹی کے پنڈت تمال اور شبائی باداکے صرف بستر کو فیل کرنے کیلئے یہ سب ڈرامہ رچا گیا تھا ہم کو یہ دھوکا دیا
کہ ہم کو ہمارے مطالبہ کے مطابق جموں واپس لے جایا جا رہا
ہے ہم میں سے بہت سے قیدیوں نے گاڑی کی کھڑکیاں کھول باہر سڑک پر کودنے کی کوشش کی باہر دیکھا
سڑک کے دونوں طرف ملیشیا کے جوان بندوقیں تانے کھڑے تھے ان کا کمانڈر بولا یدی کسی نے بھی
گاڑی سے باہر نکلنے کی کوشش کی تو ہم اسے وہیں ڈھیر کر دیں گے ایسا ڈکٹیٹرانہ حکم سن ہم سب
آرام سے گاڑیوں میں بیٹھ گئے گاڑیوں کا رخ پھر سری نگر کی طرف جانے والی سڑک پر دوڑ گاڑیاں
کبا گئے لگیں لد ڈاک بنگلہ کے سامنے جا گاڑیاں روک ہمیں اتر کر ڈاک بنگلے کے اندر لیجایا گیا



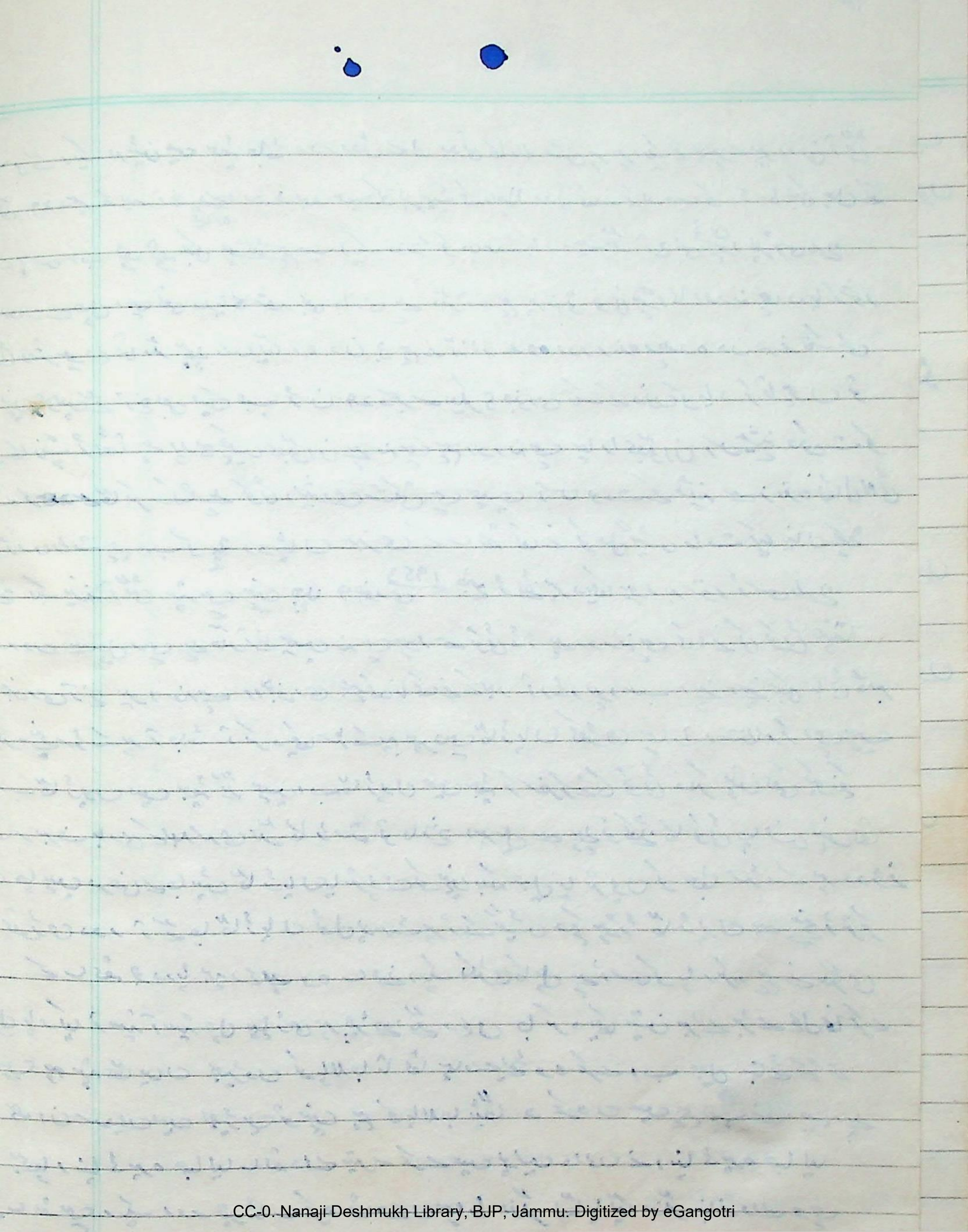
سے جا کر بند کر دیا دن بھر ہمیں کھانے کو کچھ نہیں ملا شور ہی نے پھر رات کے بجے کے قریب پولیس والوں
نے ہمیں مکئی کا آٹا لا کر دیا اور کہا خود ہی پکاؤ اور کھاؤ۔ پنڈت جودھم سم۔ وید پال ساگر اور کرشن چند
جموں والوں نے مل کر روٹی بنانی شروع کی باقی تمام لوگ دو دو تین تین مل کر اپنے بکس اوڑھ کر
سونے کی کوشش کرنے لگے رات کے تقریباً پانچ بجے روٹی بنانے والوں نے آکر کہا آؤ روٹی کھاؤ
روٹی تیار ہو چکی ہے ہم سب کے حصے میں ایک ایک مکئی کی روٹی آئی اور روٹی کے اوپر ہی آلو کی سبزی
رکھ ہم نے روٹی کھائی اور پانی پیا کچھ ساتھیوں نے کہا یہ کوئی روٹی کھانے کا ٹائم ہے نہ دن نہ رات
ہم دن نکلنے پر روٹی کھائیں گے اپنے حصے کی ایک ایک روٹی لیکر سرہانے رکھ کر سو گئے دن نکلنے پر وہ
ساتھی جنہوں نے رات کو روٹی نہیں کھائی تھی کہنے لگے ہماری روٹی کھا گئے ہیں ہم بزرگ وکیل کی روٹی
ہم میں سے ہی کوئی چرا کر کھا گیا تھا بزرگ صاحب سب کا منہ دیکھنے لگے بولے پیٹ میں رات کو ہی اپنے
حصے کی روٹی کھا لیا تو اچھا تھا۔ تمام ساتھی بزرگ صاحب کا مذاق اڑانے لگے اور کہنے لگے بزرگ صاحب
آپ بہت بڑے وکیل ہیں اس روٹی کی چوری پر کون سی دفعہ لگتی ہے جیل سے چھوٹنے کے بعد ہم سب
پر اسی دفعہ کے تحت کورٹ میں مقدمہ دائر کر دینا اسی طرح ہم بزرگ صاحب کا مذاق اڑاتے رہے
آخر جن لوگوں نے رات کو روٹی نہ کھا کر دن کو کھانے کیلئے روٹی رکھی تھی ان سب نے مل کر اپنی
روٹی میں سے ایک ایک ٹکڑا توڑ بزرگ صاحب کو دیا آپ یہ سب داستان پڑھ کر مزے لے رہے
ہونگے مگر بھوک کیا چیز ہوتی ہے اس کی قدر کوئی بھوکا آدمی ہی جان سکتا ہے ان کو پتہ ہوتا ہے
کہ بھوک کیا بلا ہے بھوک انسان کو انسان نہیں حیوان بنا دیتی ہے ہم بڑے
خوش تھے کہ اب ہمیں دونوں ٹائم سبزی کے ساتھ روٹی بھی ملنے لگی اور ہم قیدیوں کی جیل جیل خانہ
نہیں ڈاک بنگلہ ہے جو شاید کسی بڑے افسر یا P.W.D کے افسر کیلئے سرکار نے بنائے ہوتے ہیں
اسی طرح ہمارے دن ڈاک بنگلے کو جیل سمجھ کر کٹتے گئے کچھ دنوں بعد D.S.P کھاگڑی آیا
ایک ایک آدمی کو الگ کمرے میں بلا کر کہتا یہ کہ اس کاغذ پر دستخط کر دو تم لوگ اپنا جیون اس
نرکے میں برباد کر رہے ہو ہم آپ کو آرام سے واپس اپنے گھر جموں بھیج دیں گے یہ کوئی خاص
شرط نہیں صرف معافی نامہ ہے یدی آپ معافی مانگ کر نہیں جانا چاہتے تو آپ کو پھر بانہال
پیر پنجال کی چوٹی پر بھیج دیا جائے گا وہ تو ہم والوں نے آپکی جان بچائی مگر نہیں تو



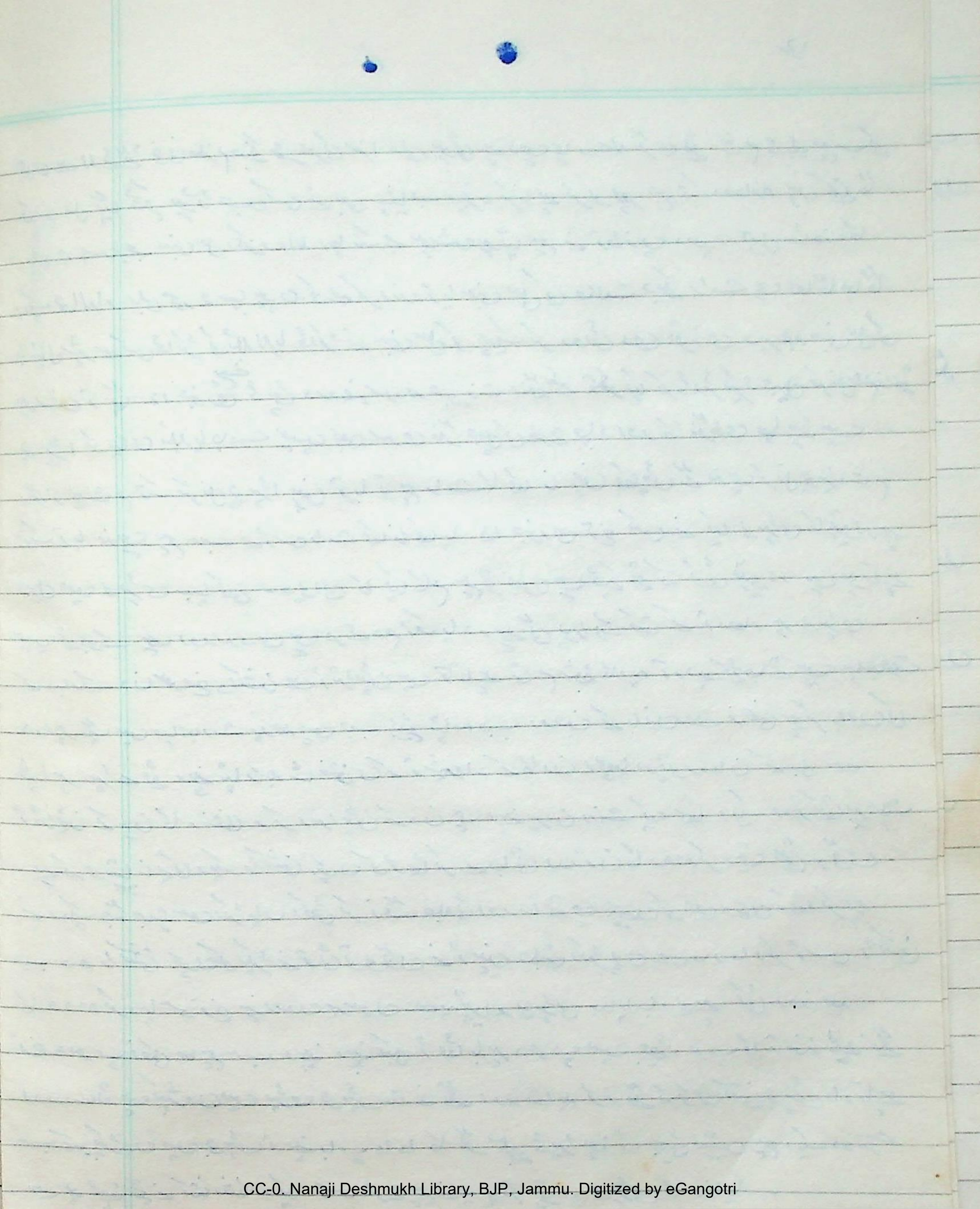
اب تک آپ سب کے سب درکیب ہو گئے ہوتے پر S.P. کیا گرڈی کی کوئی سام دام ڈنڈ بھید نیتی کامیاب
نہ ہو سکی آخر غصہ میں بولا سب لوگ باہر نکلو گاڑیاں کھڑی ہیں ان پر سوار ہو جاؤ ہم نے کہا ہم گاڑیوں
پر بیٹھنے کو تیار ہیں مگر خطرہ یہ ہے کہ ہم سری نگر روڈ یا ہیرانگر کسی بھی جگہ پر نہیں جائیں گے ہم اس
علاقہ کے رہنے والے ہیں ہمیں جموں کو لے چلو اور چھوڑ کسی بھی جیل میں رکھو ہم رہنے کو تیار ہیں
بولا ٹھیک ہے یدی ایسا ہی ہے تو سمجھو واپس جموں لے جاتے ہیں چلو گاڑیوں میں بیٹھو ہم جھٹ
گاڑیوں میں سوار ہو گئے ہم یہ بھول گئے کہ ہم نے کل سے کھانا نہیں کھایا گاڑیاں لد ڈاک بنگلہ
سے جموں سڑک پر چلنے لگیں تھوڑا سا ہی آگے جا کر گاڑیاں ایک دم مڑ کر پھر سری نگر کی طرف
دوڑنے لگیں ہم نے جیسے ہی گاڑیاں سری نگر کی طرف مڑتی دیکھیں گاڑی کے کواٹ کھول باہر
کودنے کی کوشش کی دیکھا سڑک کے دونوں طرف ملیشیا کے جوان بندوقیں تانے کھڑے ہیں
پہلے کی طرح پھر روسی ملیشیا کے کمانڈر نے کہا یدی کسی نے بھی باہر نکلنے کی کوشش کی تو ہم اسکو گولیوں
سے بھون دیں گے ہم سب ڈر کر اپنے اپنے عقل اور دھ اپنی اپنی سیٹ پر بیٹھ گئے اور آنے والے
سنکٹ کا سامنا کرنے کیلئے تیار ہو گئے قدرت ہمیں گھما پھرا کر پھر ہیرانگر لے آئی گاڑیاں
سیدھی ہیرانگر ڈاک بنگلہ میں پھر اسی طرح 2/2 3/3 ساتھی مل کمبل جوڑ فرش پر رات
کاٹنے کیلئے لیٹ گئے دوسرے روز ہمارے کیمپل صدر شوسل نے کچھ پھیکی سی ہنسی ہنس کر کہا
ہم بھی عجیب طرح کے قیدی ہیں جن کی جیل دس بارہ روز سے لیکر ڈاک بنگلوں
میں بن گئی ہے ایسا جان پڑتا ہے کہ ہم قیدی نہیں کسی راجدھانی کے نواب
ہیں جو بھوکے پیٹ گردانی سردی میں سیاحت کو نکلے ہیں 8 فروری دن نکلا دیکھا
ایک سردار ہاتھ میں ڈنڈا لیے ہمارے طرف آرہا ہے اسکے پیچھے پیچھے چھ مجبوروں کی
آواز کرتے ڈراؤنی شکل والے چار پانچ آدمی جن کے پاؤں میں بیڑیاں لگی ہیں آرہے تھے
ان میں سے ایک نے اپنے سر پر بوری رکھی تھی بوری دھرتی پر رکھ کر سردار نے کڑکتی آواز
میں کہا سب لوگ آکر ایک ایک پانی پینے کے پیالے چنے کا ڈبہ اور ایک ایک لوہے کا تسلہ
اٹھاؤ جان پڑا یہ کوئی جیل کا حاکم ہے بعد میں معلوم پڑا اس کا نام ہبونت سنگھ
جموں جیل کا ڈپٹی داروغہ ہے ہم سب نے تسلہ اور ڈبہ لیکر دھوپ لگا کر سر بولا



سب لوگ ایک لائین میں بیٹھ جاؤ اور روٹی لے لو روٹی کا نام سن کر ہر ایک کے چہرے پر رونق آ گئی
کیونکہ 29 دسمبر کے بعد آج دس (گیارہ) روز بعد سب کو پیٹ بھر کھانا ملا روٹی کھانے کے بعد سب کو 5-5 کمبل مل گئے
ہمارے پاس اب کچھ کچھ کمبل ہو گئے ہم سب ایک دوسرے کو مبارک باد دینے لگے آج بھی (فرنی) پھر اسی طرح
زوروں سے چل رہی تھی دریا کا شور بھی جاری ہے مگر آج ہم ڈرتے تو نہیں کیونکہ اور نہ ہی دریا کے شور
کا کوئی ڈر تھا مگر پچھلے دس یا ۱۰ دن جو ہم نے گذارے وہ اور زندہ رہے وہ دن مرنے تک بھی
ہمکو نہیں بھولیں گے آج بھی میں جب اُن 29 دسمبر سے لیکر 8 جنوری تک کے دنوں کو یاد کرتا ہوں تو
کلیجہ کانپ اٹھتا ہے پتہ نہیں بھگوان ہے نہ ہی ہم اور نہ ہی ہمارا بھگوان اس بیچ حکومت کو
معاف کر [illegible] سکتا ہے کوئی ہسٹری شکتی ہی ہمیں اس موت کے منہ سے زندہ نکال لائی
خیر اس رات ہم سب کو 2/2 روٹیاں سبزی کے ساتھ کھانے کو مل گئیں رات کیا خیال کیجئے
سنئے تب نیند آگئی پتہ ہی نہیں چلا 9 جنوری 1953 صبح اٹھنے پر دیکھا پھر بدستور اسی طرح
زوروں سے چل رہی ہے مگر آج ہمیں نہ ہی ہوا سے کوئی ڈر ہے اور نہ ہی کھانے کی کوئی چنتا
۱۰ جنوری آج ہوا بند ہے ۱۱ جنوری صبح کھانا کھانے کے بعد آرڈر ہوا سب اپنے اپنے کمبل باندھ کر
لیکر نیچے سڑک پر آ جاؤ آ کر دیکھا سڑک پہ بہت سی گاڑیاں کھڑی ہمارا انتظار کر رہی ہیں
ہم سب گاڑیوں میں بیٹھ گئے ہمیں اب گاڑیوں میں بیٹھ کر سفر کرنے کی کوئی فکر نہیں تھی کیونکہ
بے شمار برف باری کے بعد سری نگر کا راستہ تو مارچ اپریل سے پہلے تو کھلنے کا کوئی چانس نہیں تھا
جہاں جائیں مرضی سے جائیں گاڑیاں یا شریوں کو نہیں بلکہ جیل یا شریوں کو [illegible] سڑک پر دوڑنے
لگیں تھوڑی دور آ گئے جا گاڑیاں کول پوسٹ پر رک گئیں حکم ہوا گاڑیوں سے نیچے اتر کر
سڑک کے ساتھ جو دریا بہہ رہا ہے وہ سامنے ایک لکڑی کا پل ہے اس کو پار کرو ہم نے لکڑی
کا پل پار کیا آہستہ آہستہ چل پہاڑی پر چڑھنے لگے دو دن جا کر دیکھا ٹین کے بڑے بڑے محل تھا کمرے
بنے ہیں جو پہلے یہاں بھیڑوں کو پالا جاتا تھا ہمارے لئے وہ کمرے اب جیل بنائے گئے تھے
اب ان سردیوں میں بھیڑوں کو نہیں ہم کو پالا جائیگا 2 کمروں میں ہم سب نے اپنے اپنے
کمبل بچھا اپنا اپنا ڈیرہ جما لیا ساتھ والے تیسرے کمرے میں پولیس والوں نے اپنا ڈیرہ جما لیا
تو سب کے ساتھ ہی ایک اور چھوٹا سا کمرہ تھا جس کے [illegible] ہمارا لنگر لگایا گیا لنگر بنانے والے بھی

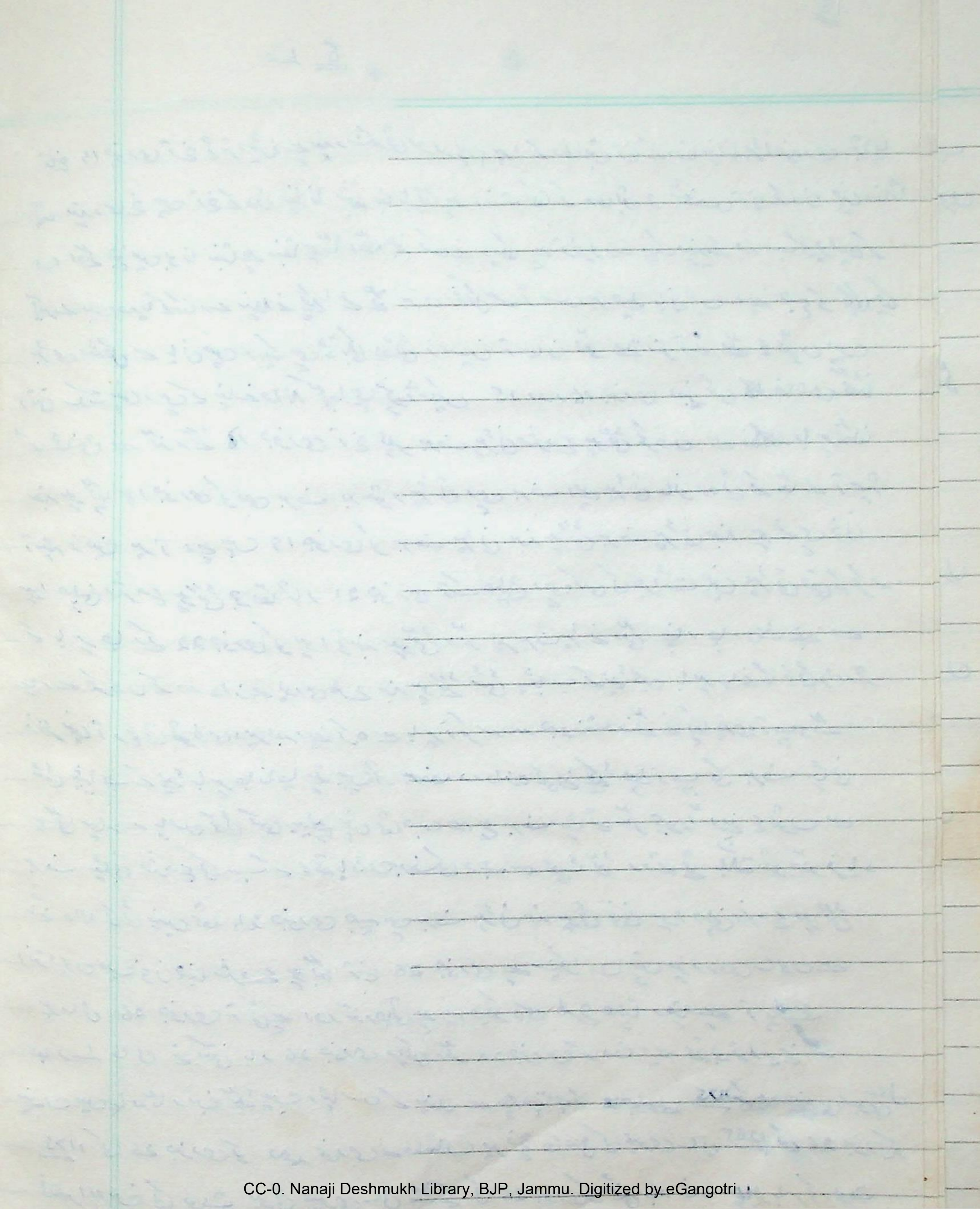


جموں سے لائے گئے خونی ملزم جنکو عمر بھر کی سزا ملی ہوئی ہے دیے گیا دے لانڈری تھے شام کو بجے ہم سب کو
کھانا مل گیا حکم ہوا جب کسی نے بھی پیشاب وغیرہ کرنا ہے کر لو پھر صبح تک دروازہ نہیں کھلے گا
رات دس بجے سینی سل رکھنے والا راجا نک بے ہوش ہو گیا ہم نے آوازیں دیں جیل سٹاف کا
ایک حوالدار علی محمد و سپاہی دوڑے کر اندر آیا سینی سل کی حالت دیکھ رات ہی بھاگا بھاگا
بانیال شہر سے کسی ڈاکٹر کو بلا لایا ڈاکٹر نے سینی سل کو چیک کر دوائی دی تھوڑی دیر بعد سینی سل کو
ہوش آ گیا 12 جنوری ڈپٹی پہنچے دورے سردار جسونت سنگھ [illegible] گیا کہ ڈائریکٹر جیل کرنل سلام ناتھ
چوہدری کو یہاں بلایا جائے ہمیں بھی سری نگر جیل کی طرح چائے اور کانگڑی چاہیے ہیں
اگر آج شام تک کرنل چوہدری نہیں آیا تو ہم رات کا کھانا نہیں کھائیں گے نہ ہی کرنل چوہدری شام
تک آیا نہ ہی ہم سب نے اس رات کھانا کھایا 13 جنوری آج کسی نے کہا لوہڑی کا تہوار ہے
جیل میں لوہڑی منائی ہی - دیوالی کا کیا کام ہم تو بھول ہی چکے تھے کہ کوئی تہوار بھی ہوتا ہے
ہمیں تو بس یہ اور سردی ہی ہر دم تک یاد رہے گی پورانک کتھا کے آدھار پر لوہڑی
کے مبارک دن سورج دکشن سے اترائن میں آتا ہے تمام شبھ کاریہ آرمبھ کیے جاتے ہیں مہابھارت
دواپر یگ میں مہابھارت یدھ میں جب بھیشم پتامہ جب ارجن کے بانوں سے زخمی ہو کر بانوں کی
شیا پر پڑے تھے اپنے پران [illegible] شاستروں کے [illegible] اچھا [illegible] کے بل سے
اترائن کے دن کا انتظار کر اترائن کے دن ہی اپنے پران انت کیے تھے ایک اور کتھا پرچلت
ہے کہ لوہتیا نام کی ایک راکشسی بچوں کو اٹھا کر لے جاتی اور ان کا ودھ کر دیتی تھی لوگوں
نے ایک جگہ بہت سی لکڑیاں اکٹھی کر آگ جلائی اور ساتھ ہی بچوں کو بھی وہاں اکٹھا کر دیں
جب وہ راکشسی بچوں کو پکڑنے آئی تو لوگوں نے اپنی جلتی لکڑیوں سے مار مار کر اس راکشسی
کا ودھ کر دیا تھا آج ہزاروں برسوں سے یہ تہوار لوہڑی منایا جا رہا ہے کئی روز بعد
آج دھوپ نکلی تھی ہم سب اپنے اپنے کمبل اٹھا باہر دھوپ میں بیٹھے دھوپ کا آنند لینے لگے
اور سے تھے ہی کپڑوں میں پڑی جوئیں مارنے لگے اور مقابلہ کرنے لگے کہ کون کتنی جوئیں مارتا ہے
سب کے کپڑوں میں جوئیں اپنے باپ دادا کا گھر سمجھ ڈیرا جمائے بیٹھی تھیں ہم ایک دوسرے
سے پوچھتے تم نے کتنا شکار کیا اس طرح ہم نے یہ پوتر تہوار لوہڑی کا منایا ۔

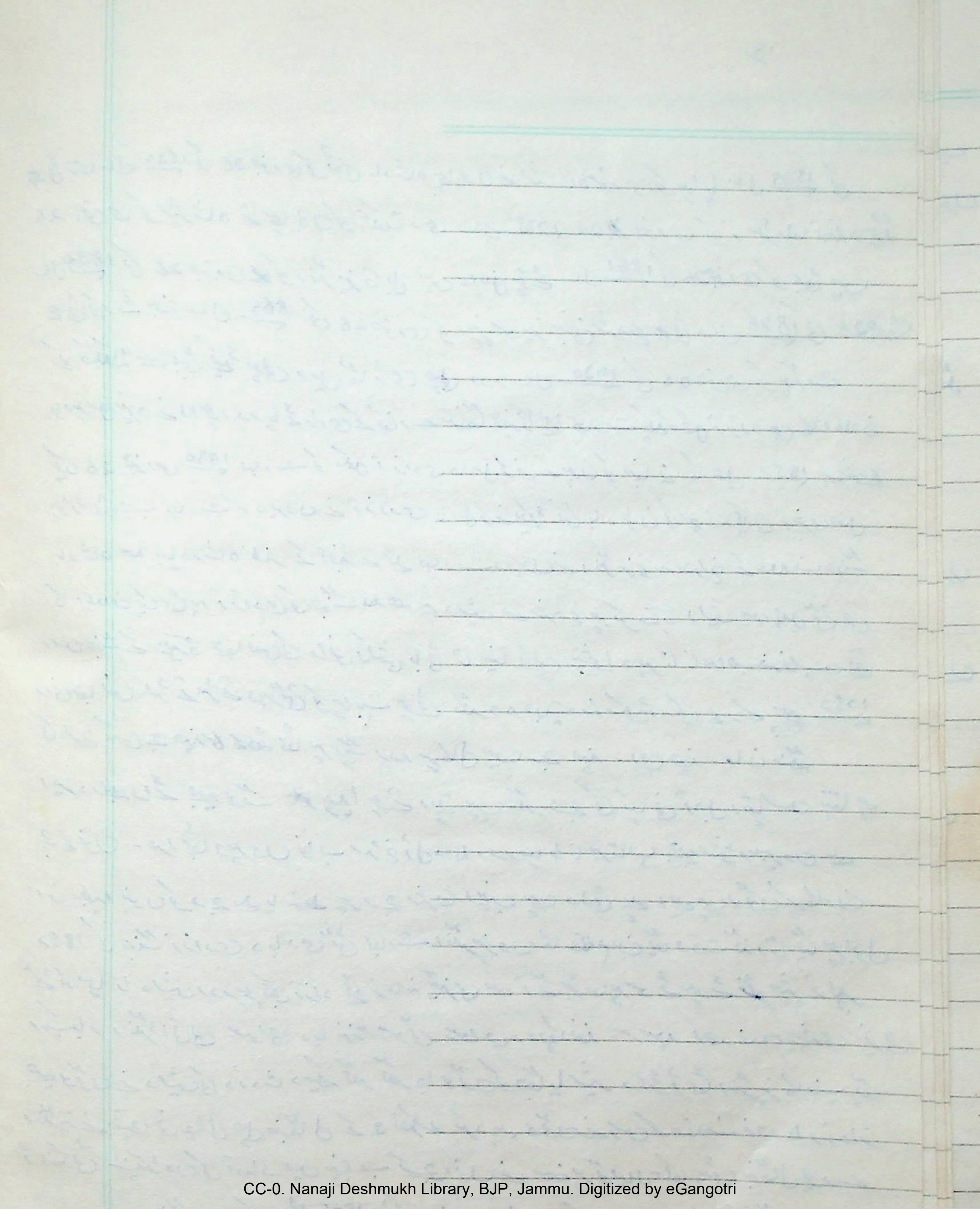


قسط ۵

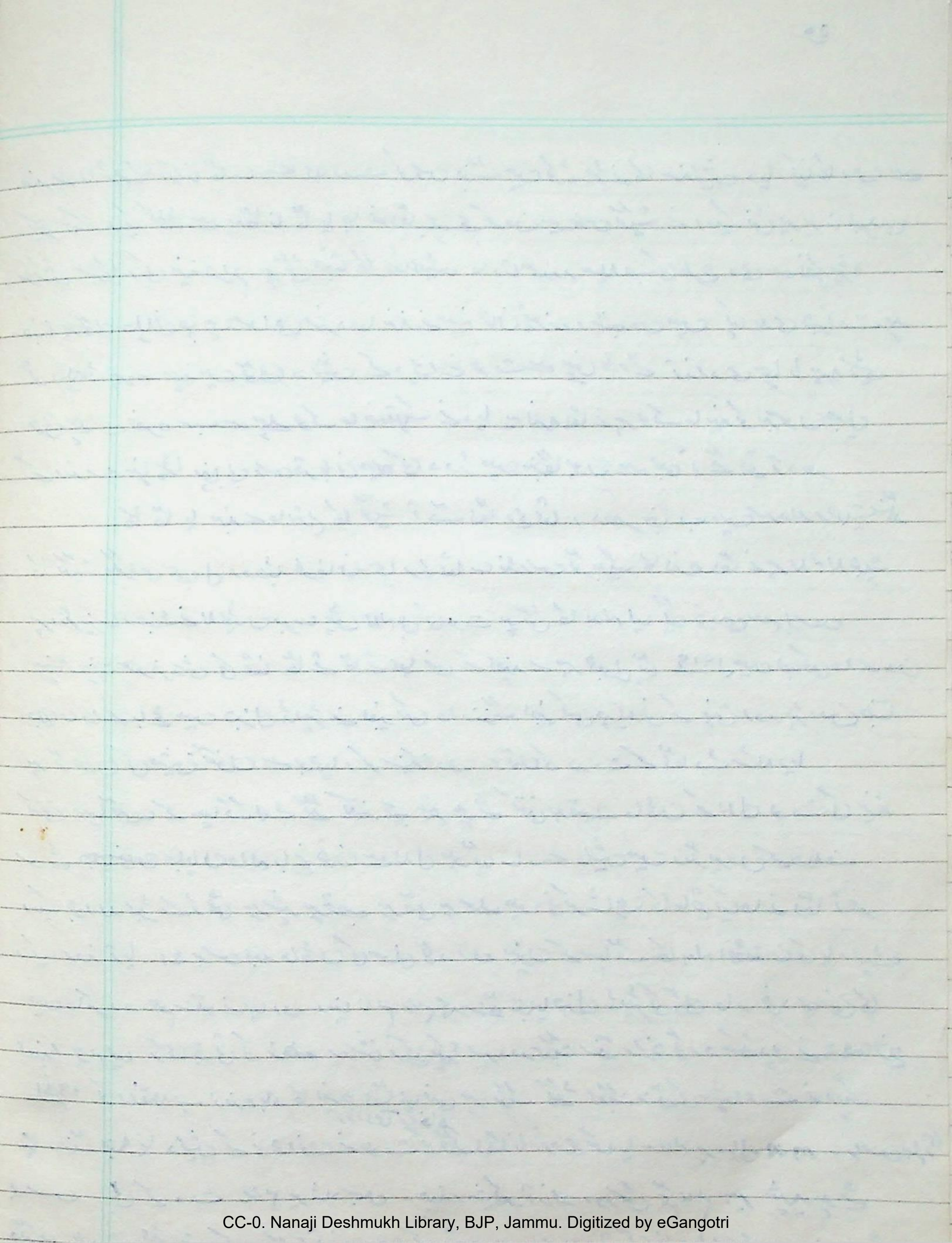
تاریخ 16 جنوری آج ترشاریشن ہے ہندو سنکرانتی اور پرم پرا کے مطابق آج کے دن نہانا بڑا ضروری بتایا
گیا ہندو سماج میں آج کے دن نہانا شبھ بتایا گیا ہے درنت کتھا کے مطابق جو شخص آج کے دن نہیں نہاتا
وہ اگلے جنم میں بونا بنتا ہے بنتا ہوگا اگلا جنم کس نے دیکھا ہے آج پورے ایک مہینے کے بعد سب کو پولیس کے
پہرے میں دریا کے کنارے نہلانے کیلئے لے گئے بڑی مشکل سے اس برفیلے پانی میں اپنے جسم کو گیلا کیا
بڑی مشکل سے پانی میں ایک ہی ڈبکی لگائی زمین آسمان گھومتے نظر آنے لگے ہاتھوں میں
رتی سکت نہیں رہی کہ نہانے والا سمجھا ہی نہ جاسکیں 15 اور 16 جنوری بغیر کسی کھانا خاص کھانا
کے فاقوں سے گذر گئے 17 جنوری آج پھر برف پڑنی شروع ہوگئی کمروں سے نکلنا باہر نکلنا
بند ہوگیا 18 جنوری کو بھی برف بدستور پڑتی رہی برف ایسے پڑتی جیسے روئی کے گالے آہستہ
آہستہ زمین پر آ رہے ہیں 19 جنوری کو برف پڑنی بند ہوگئی برف پڑنی بند ہوتے ہی خونی
ہوا چلنی شروع ہوگئی جو لگاتار 21 جنوری تک چلتی رہی کسی کی جرأت نہیں پڑتی تھی کہ کمرے
کے باہر جا سکے 22 جنوری کو ہوا تو بند ہوگئی مگر پھر برف پڑنے لگی چار چار فٹ جس سے
ہمارے کمروں کے دروازے پوری طرح بند ہوگئے ٹٹی پیشاب کے لیے بھی باہر جانے کا کوئی راستہ
نظر نہیں آ رہا تھا تھوڑی دیر بعد اپنے کمرہ سے باہر آ کر سردار جسونت سنگھ نے کہا بھائی آپ لوگ
ٹٹی پیشاب کے لیے باہر جانا چاہتے ہیں تو بجائے دروازہ کھولنے کیلئے پہلے آپ کو برف ہٹانی
پڑے گی ہمارے پاس کوئی کسی بیلچہ نہیں تھا جس سے ہم برف ہٹاتے مگر مجبوراً اپنے ہاتھوں سے
برف ہٹانی شروع کی سب کے ہاتھ پاؤں برف کی وجہ سے پھٹ گئے روتے تھے بلکتے تھے مگر فریاد
سننے والا کوئی نہیں تھا 24 جنوری جیسے ہی برف پڑنی بند ہوگئی خونی ہوا چلنی شروع ہوگئی
انتڑیوں میں خون جمنا شروع ہوگیا آج 26 جنوری ہے سینکڑوں نہیں ہزاروں سالوں سے
ہر سال 26 جنوری آتی ہے اور گذر جاتی ہے یہ چکر اسی طرح چلتا رہتا ہے آ رہا ہے
ہمارے ملک نے کتنی بار 26 جنوری دیکھی مگر 26 جنوری کے دن ایسے کئی واقعات تاریخ کے
پنوں میں یاد رہ گئے ہیں اتہاس کے پنوں سے پتہ چلتا ہے کہ 26 جنوری عیسوی سال
1175 کی 26 جنوری کو محمد غوری نے ملتان پر فتح حاصل کی عیسوی سال 1265 کی 26 جنوری کو
ناصر الدین کی موت ہوئی عیسوی سال 1530 کی 26 جنوری کو مغل بادشاہ ظہیر الدین بابر کی موت



ہوئی رہی سال 1530 کی 26 جنوری کو مغل بادشاہ ہمایوں نے شیر شاہ سوری کو ہرایا سال 1539 کی
26 جنوری کو شیر شاہ نے ہمایوں کو شکست دی سال 1728 26 جنوری کو آسٹریلیا آزاد ہوا
سال 1832 کی 26 جنوری کو انگریز قابل میں داخل ہوئے سال 1861 کی 26 جنوری کو بمبئی میں
ہائی کورٹ بنی سال 1869 کی 26 جنوری کو نہر سویز بننی شروع ہوئی سال 1876 کی 26 جنوری
کو کلکتہ سے بمبئی کیلئے پہلی ریل گاڑی چلی اور سال 1930 کی 26 جنوری کو پنڈت
جواہر لال نہرو نے لاہور دریائے راوی کے کنارے ترنگا جھنڈا لہرا بھارت کیلئے مکمل آزادی کا اعلان
کیا 26 جنوری 1930 بھارت کو مکمل آزادی حاصل کرنے کے پرن کو نبھانے کا عمل 1857 سے شروع
ہو چکا تھا جب بھارت کے ویروں نے آزادی حاصل کرنے کیلئے کئی بار خون کی ہولی کھیلی آخری مغل
بادشاہ بہادر شاہ ظفر کے جھنڈے تلے بھارت واسیوں نے انگریزی سامراج کے خلاف جنگ
کا اعلان کیا تھا یہ آزادی کی جنگ مدھیہ پردیش سے شروع ہو کر سارے دیش میں پھیل گئی تھی
اس جنگ کے ہیرو جھانسی کی رانی لکشمی بائی تانتیا ٹوپی پیشوا اور نانا صاحب نویس تھے
رانی جھانسی لڑتے لڑتے ویرگتی کو پراپت ہوئی مگر وہ جیت نہ سکی اسکی وجہ سے پیچھے 1857
کی طرح کسی جے چند کا ہاتھ تھا ہر یگ اور ہر کال میں جے چند - ری چند - مان سنگھ
اور درباری جیسے لوگ پیدا ہوتے رہتے ہیں مگر ان کی کہانی آج بھی اتہاس بنتا ہے
جے چند - غدار کیا ویروں نواب سراج الدولہ اور مہا رانا پرتاپ جیسے شورویروں سے
ان بلیدانیوں کو دبا دیا نہ ملے پر وہ ستری اپنی ہی ملتی ہے ایسے ہی لوگوں کے کارن
1857 کی جنگ آزادی دبا دی گئی بھارت انگریزوں کا غلام بن گیا وقت گذرتا گیا ہم بھول
گئے کہ ہمارا دیش اور ہم کبھی آزاد تھے زمانہ تیزی سے آگے بڑھا پرنتو سوئے ہوئے شیر نے پھر
ایکبار انگڑائی لی سوامی دیانند سرسوتی سوامی وویکانند سر سید احمد خان سریندر ناتھ بنرجی
جیسے لوگوں نے دیش کی دُردشا دیکھ کر گھر گھر جا لوگوں کو جگایا شیر دہاڑ اٹھا انگریز کانپ گئے
انگریز نے شیطانی چال چل بنگال کے دو ٹکڑے کر دیئے لوگوں نے اس کے خلاف زوردار آواز
اٹھائی سینکڑوں کی تعداد میں نوجوانوں نے سینے پر گولیاں کھائیں بنگال پورے
زور سے اس جنگ میں کود پڑا 1905 [illegible] لوگوں نے



وندے ماترم کا ترانہ تھا سارے بھارت ورش میں گونج اٹھنے کا سندیش دیا گیا کماری سے
کشمیر تک ایک کنٹھ سے یہ گانا گایا جانے لگا بچے بچے کے من میں اس گیت نے ایک نئی پریرنا بھر دی
برٹش سرکار کی نیند حرام ہو گئی جنتا کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر سیلاب کی طرح دلی سے نکل پڑا
جنتا پر گولی چلانی چاہی سوامی شردھانند نے سینہ تان پرزور شبدوں میں کہا بڑی جرأت ہے
تو چلاؤ میرے سینے میں گولی دیش کے دیوانے موت سے نہیں ڈرتے آزادی ہمارا جنم سدھ
حق ہے یہ نعرہ سب سے پہلے لوک مانیہ تلک نے دیا یہ نعرہ لگانے پر لوک مانیہ کو برسوں جیل
کے اندر رہنا پڑا پنجاب اس قربانی ٹیم کی دوڑ میں بنگالیوں سے بھی آگے تھے ادھر
کاتا تھا بندے ماترم کا گیت آئے لگا رہے تھا ، ادھر پنجاب میں سردار اجیت سنگھ
کا گیت پگڑی سنبھال او جٹا طوفان مچا رہے تھا سائمن گو بیک کا نعرہ لگانے پر لالہ لاجپت
پر انگریز سارجنٹ نے لاٹھیاں برسائیں لالہ جی کی موت ہو گئی کا بدلہ لیا گیا خودی رام بوس
جیسے سینے سرفروشی کی تمنا گاتے گاتے پھانسی کے پھندے پر جھول گئے ۱۹۱۹ میں بیساکھی والے دن
جلیاں والے باغ میں جنرل ڈائر نے بغیر کسی وارننگ بغیر کسی چیتاونی کے نہتی اور پرامن جنتا
پر توپوں کی مشین گنوں سے بوچھار کر سینکڑوں لوگوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا
کتنی سہاگنوں کے سہاگ لٹ گئے کتنے بچے یتیم ہو گئے کتنی بدقسمت ماؤں کے لال موت کی نیند
سو گئے جلیانوالہ باغ خون سے لال ہو گیا سارے دیش میں انگریزوں کے خلاف
ایک جوالا مکھی دہک اٹھی ہر شہر ہر قصبہ ہر گلی ہر محلے میں نوکرشاہی کا ماتم کیا جانے لگا آخر
ایک روز آیا ۲۱ برس بعد ماؤں کی سونی گود اور بہنوں کے سہاگ کا بدلہ انگلستان کی پارلیمنٹ
میں جا کر اودھم سنگھ نے لیا اور اپنا نام رام محمد سنگھ بتایا جنرل ڈائر کو گولی مار خود پھانسی کا
پھندا چوم لیا رسی چومی کو زندہ روشن رکھنے کے لئے سردار بھگت سنگھ راج گورو سکھدیو نے 23 مارچ
1931 کو انقلاب زندہ باد کا نعرہ لگا پھانسی پر لٹک گئے بھگت سنگھ کی شہادت نے ایک
نیا رنگ جما دیا دیش کے نوجوانوں نے آزادی کی خاطر موت کو گلے لگانا شروع کر دیا ۔ لالہ ہردیال ۔ راس بہاری
بوس ۔ بی کے دت ۔ رام پرشاد بسمل ۔ چندر شیکھر آزاد اور کئی گمنام ہیرو شہید ہوئے
مگر یہ جوت بجھ نہ سکی رسی آزادی کے یدھ میں بھارت کی ناریاں بھی پیچھے نہ رہیں

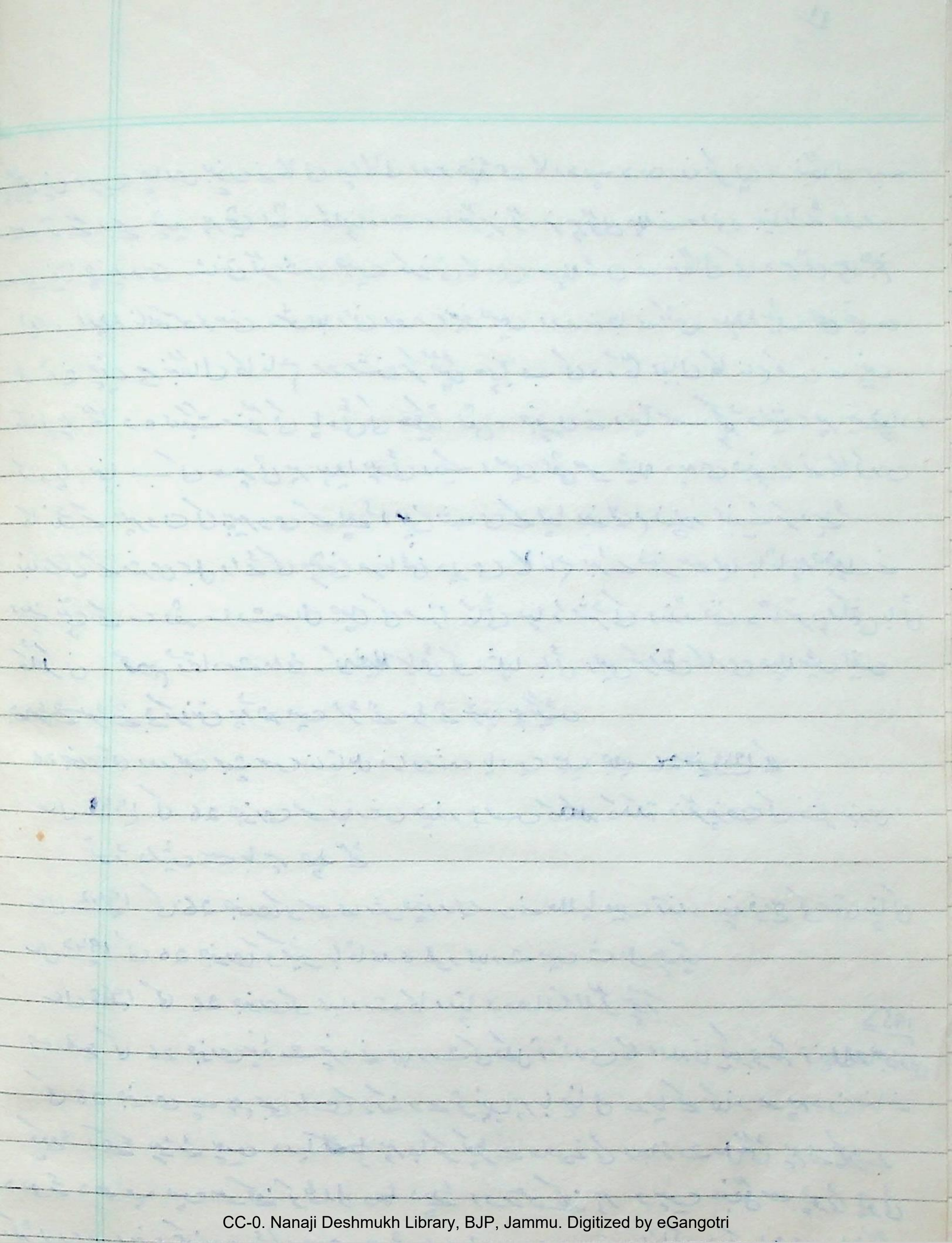


پیچھے نہیں رہیں ہماری بہنوں نے کالی ماں کالی اور چنڈی کا روپ دھارن کر لیا۔ بنگال سب
سے آگے رہے شہید ہوتی گئیں ۔ کلپنا دت ۔ انگریزوں پر گولی چلانے والی بینا رائے اور
سونیتا چودھری ۔ شانتی گھوش جیسی کرانتی کاری مہیلاؤں نے بنگال کی دھرتی پر جنم
لیا ۔ لیلا ناگ سروجنی ۔ شوبھا رانی اور ریپو جیسی اور نہ جانے کتنی مہیلائیں بھی تھیں
جو آج بھی بنگال کا نام روشن کر رہی ہیں پنجاب کی درگا بھابی کا نام کس نے نہیں
سنا ہوگا وہ بھگت سنگھ کی یاد دلی کی حکیما تھی۔ جنہوں نے اپنا سب کچھ دیش پر نچھاور
کر دیا پنجاب کی دھرتی پر پیدا ہوئی ایک ایسی تھی سوشیلا دیدی جنہوں نے کاکوری
کانڈ کے ویروں کی پیروی کے لیے اپنی شادی کے لیے بنے تمام زیور سمپت کر دیئے
بنارس کے شدی جل رائے کی بیٹی مرنالنی دیوی کا نام بڑے فخر سے لیا جاتا ہے جنہوں نے
اپنے پتی کے ساتھ سات سال جیل کی سزا کاٹی مہاراشٹر کی اندو بتی دتا ترپومکتی بائی
کلکرنی ۔ سوشیم تماد سے ۔ کوشیلا بائی کو شلیا بائی ایسی کرانتی کاری مہیلائیں تھیں
جنہوں نے سرکشتر کرانتی یدھ میں لڑتے مرتے شہید ہو گئیں

26 جنوری کی اور بھی بہت سی ناقابل فراموش یادیں ہیں جیسے ~~26 جنوری 1941 کو~~
سال 1941 کی 26 جنوری کو سبھاش چندر بوس ~~کلکتہ~~ کلکتہ انگریزوں کی نظر بندی
توڑ کر دیش سے باہر چلے گئے
سال 1942 کی 26 جنوری کو سبھاش چندر بوس نے ملایا میں آزاد ہند فوج کی ستھاپنا کی
سال 1947 کی 26 جنوری کو کشمیر باقاعدہ طور بھارت میں شامل ہو گیا
سال 1950 کی 26 جنوری کو بھارت کا اپنا ودھان لاگو ہو گیا

1953

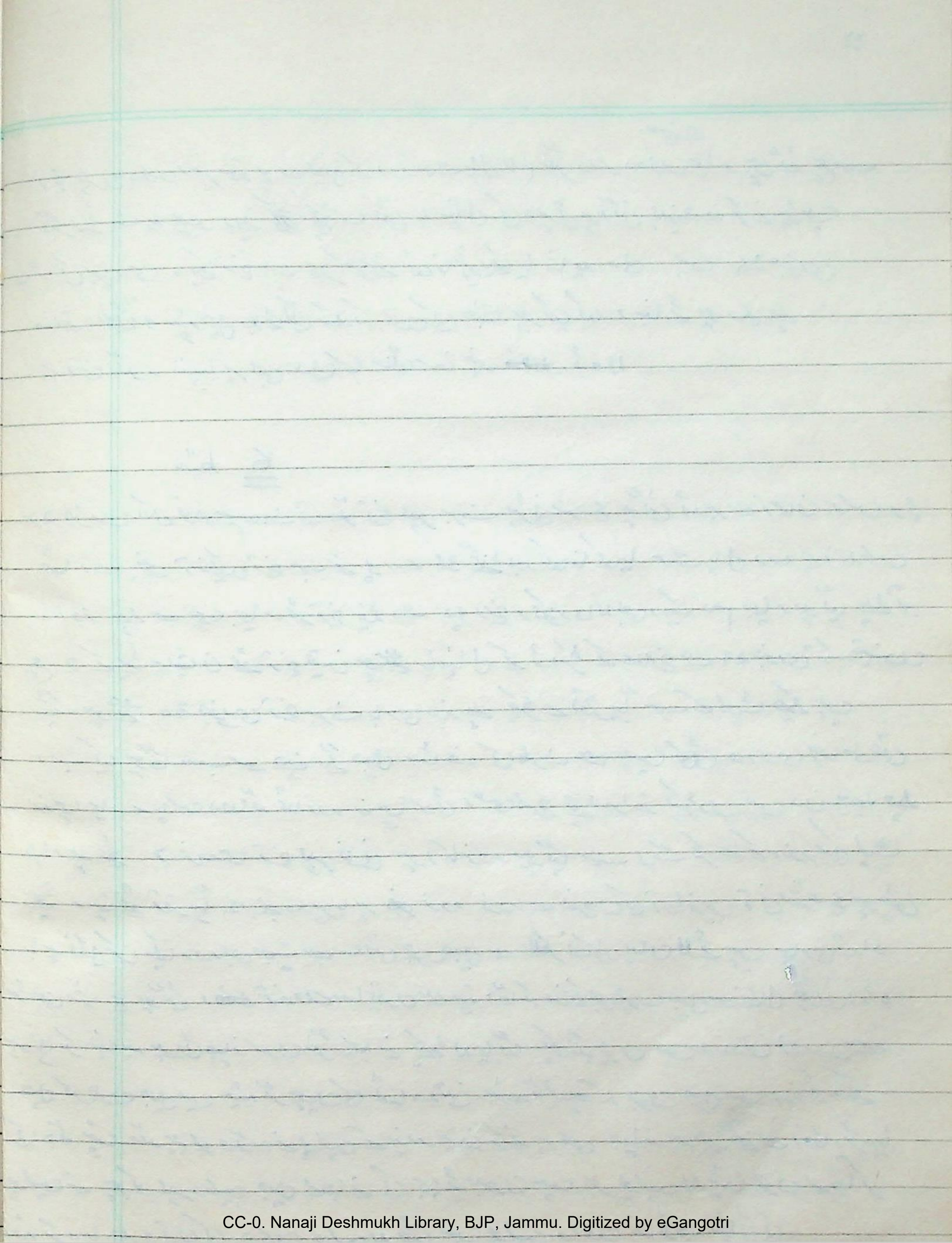
اسی طرح کی 26 جنوری پنڈت نہرو نے بھارت کی مکمل آزادی کا اعلان کیا چونکہ آج جنوری
کی 26 جنوری ہے ہم بھی راوی کے کنارے تو نہیں پر بانیال دریا کے کنارے یہ دن منانے
نکلے ہوئے اکٹھے ہو گئے ہمیں دریا پر جاکر کپڑے دھونے کی اجازت مل گئی ہم نے کپڑے
دھو کے دھوپ میں سوکھنے کو ڈال دیئے اور سوکھنے پر وہیں جنگل سے چھوٹی چھوٹی
لکڑیوں پر اپنی قمیضیں لٹکا پرچم لہرایا اور بھارت ماتا کی جے کے نعرے لگائے گئے



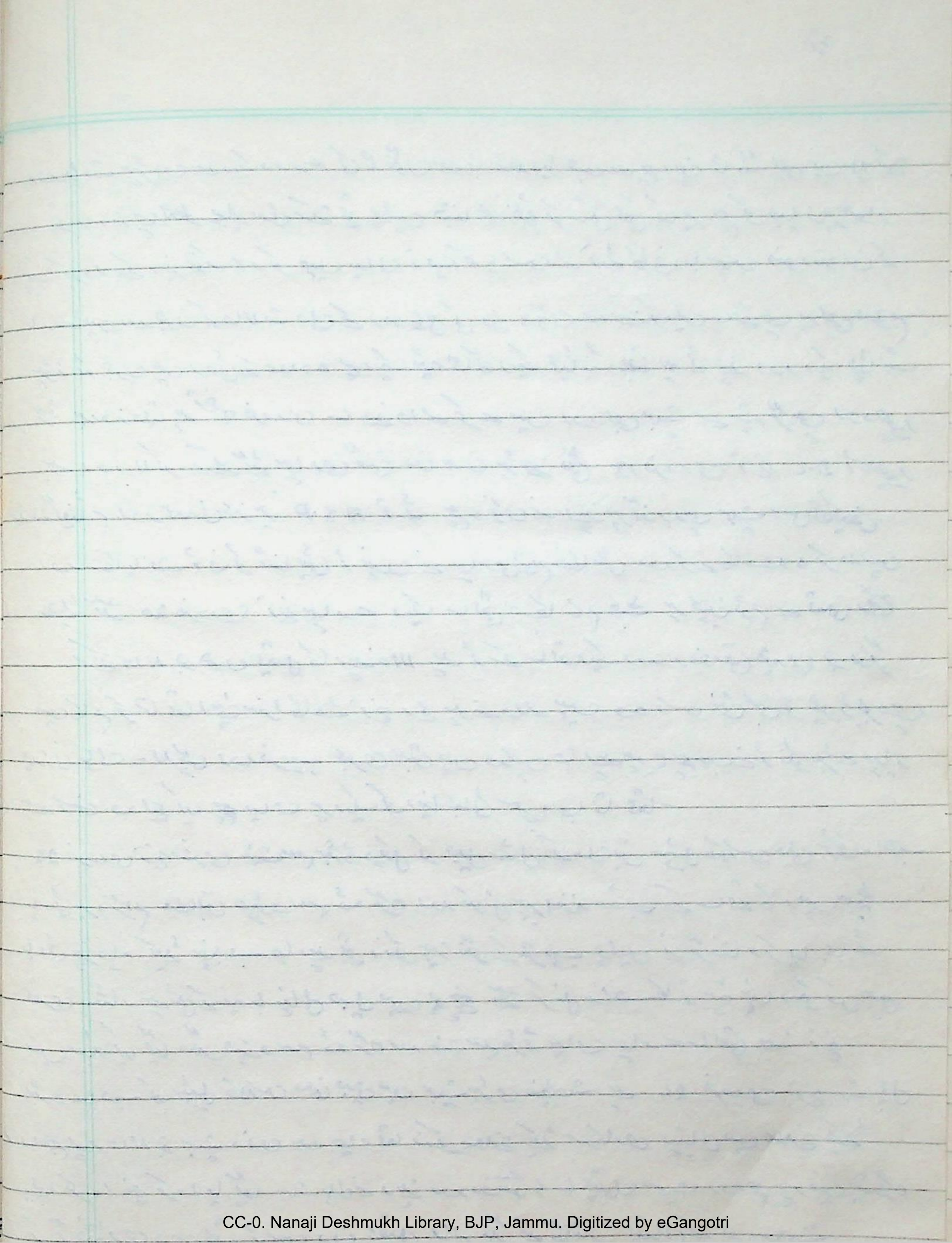
آج چرن داس امبیر سنگھ پورہ تحصیل کے اور (سینئر) ست پال رام نگر والے دونوں بیمار ہو گئے ہم سب
گھبرائے شاید ہمیں اپنے گھر سے تھی یا ہسپتال کی دیر تھی ہو آگئی بینیٹ نہ کرنے پڑے ب
ان کی بیماری دیکھ آج دن بھر کسی نے کھانا نہیں کھایا شاید دلی میں 26 جنوری
منانے والوں کو پتہ چل جائے گی سکے کہ جموں کی جنتا پر کیا کیا اتیاچار ہو رہے ہیں
پر اتنی کوشش کے باوجود پھر بھی دلی کا سنگھاسن نہیں ڈولا

خط 6

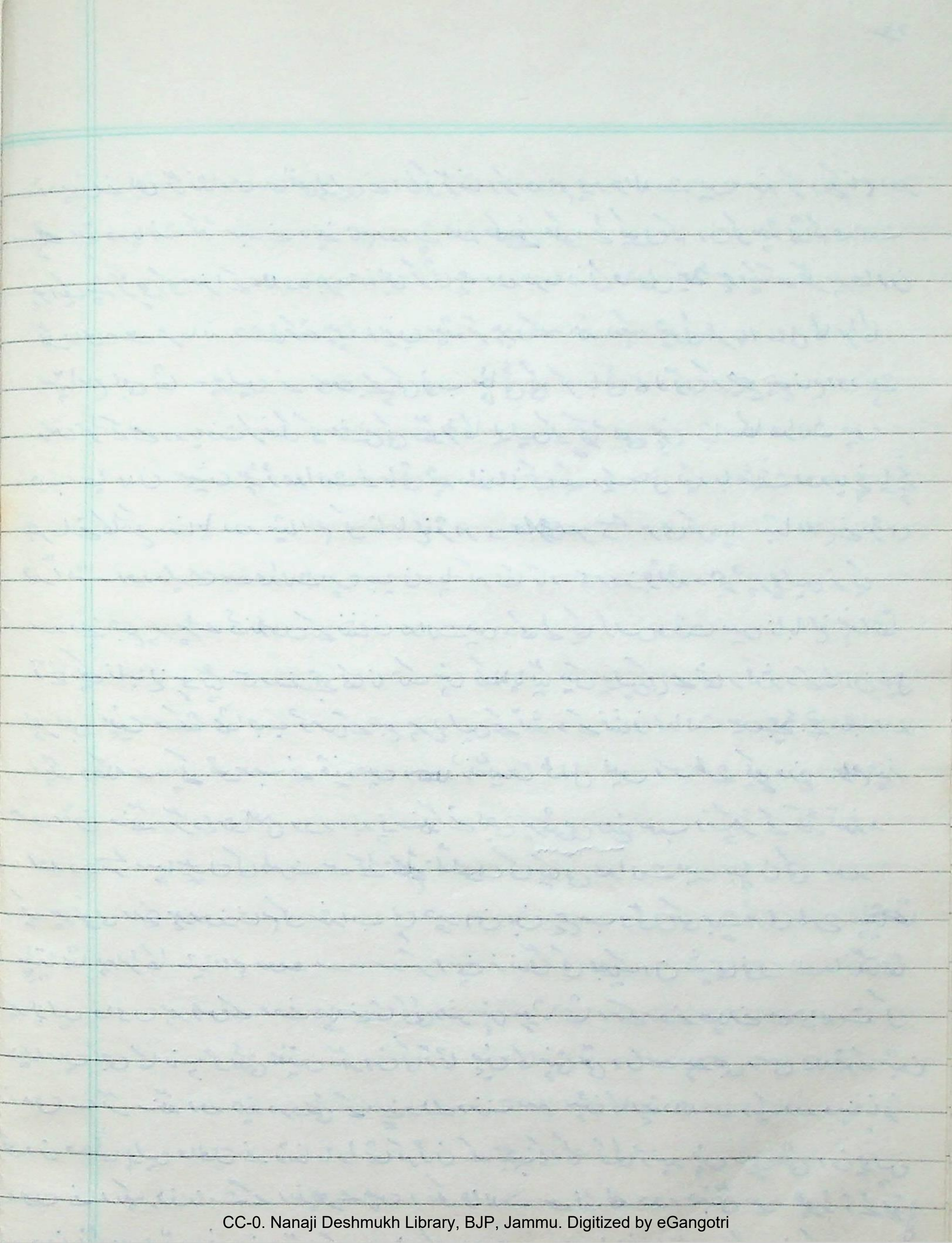
27 جنوری کل تو موسم صاف تھا مگر آج پھر برف پڑنی شروع ہو گئی اوپر سے آسمان برس رہا
تھا اور نیچے آنکھیں آج سب نے پورے 36 گھنٹے بعد کھانا کھایا ست پال اور چرن داس
2 روز پہلے سے ہی بیمار تھے آج پنڈت دیوراج رگھوروالا بھی ایک دم بیمار ہو گئے پہلے تو
ہم 2 کے لیے پریشان تھے آج تین ہو گئے باہسپتال کے ڈاکٹر کے علاج سے 29 جنوری تک تینوں
ٹھیک ہو گئے 30 جنوری آج برف باری بند ہے کپڑے تقریباً سب کے پھٹ چکے ہیں
اب کیا ہوگا سب سوچنے لگے جیل سٹاف کی طرف سے ہمیں کوئی وردی نہیں ملی تھی
نہ ہی ہمارے پاس دھاگا تھا اور نہ ہی سوئی اسی طرح پھٹے پرانے کپڑوں میں دن بیتتے چلے
جا رہے تھے 2 فروری آج پھر خونی ہوا کا زور ہو گیا سب لوگ کمرے کے اندر کمبل لپیٹ
بیٹھے رہتے تھے تقریباً 12 بجے دوپہر باہر زور زور سے نعروں کی آوازیں آنی شروع ہو گئیں
باہر نکل کر دیکھا اور بھی بہت سے ساتھی جموں جیل سے نکال یہاں لائے ہیں ہماری تعداد
بڑھنی شروع ہو گئی دفعہ توڑنے والے ساتھیوں سے پتہ لگا کہ ان کو بھی جموں جیل سے نکال ہوائی اڈہ
پر لے جا کر بذریعہ ہوائی جہاز سری نگر لے جانے کے لئے لایا گیا کیونکہ جموں میں اندولن زوروں سے
چل کر جموں جیل میں ستیہ گرہیوں کی تعداد اتنی بڑھ گئی ہے کہ جموں جیل میں ان کو رکھنے
کی جگہ نہیں تھی ہم لوگوں نے پولیس کے زبردستی کرنے پر بھی جہاز پر چڑھنے سے انکار کر دیا
پولیس نے ہم کو پھر واپس جیل لے جانے کی بجائے بسوں میں بھر پولیس لائن جموں لے جا کر
بند کر دیا ہم لوگوں کی دیکھ پولیس لائن میں پولیس والوں نے خوب پٹائی کی



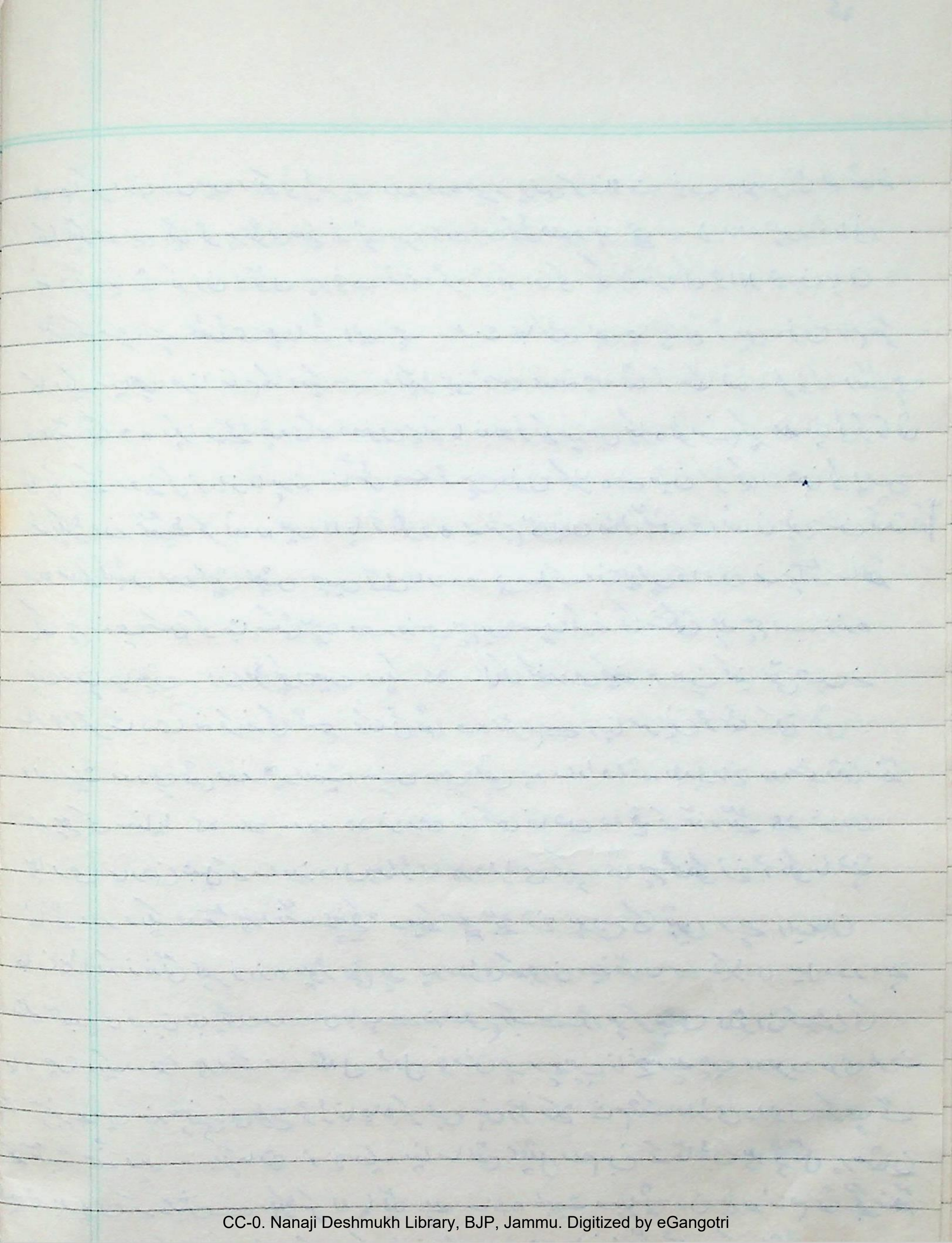
اور رات بیڑیوں سے ایک دوسرے کی ٹانگوں سے باندھ دیا جب سے ہم اپنی ٹانگ بھی نہیں ہلا سکتے
تھے اور نہ ہی کروٹ پہلو بدل سکتے تھے پولیس جتنا بھی ظلم کر سکتی تھی کیا پر ہم کو جبا زیر سوار
نہیں کروا سکے آخر تھک کر ہمیں یہاں ڈپ کے پاس لے آئے کافی باتیں ضرور ہندوں کے
بارے میں اور جموں کے حالات دلی کے ردعمل کی ان لوگوں سے سننے کو ملیں ساتھ ہی پھر بھی معلوم
پڑا کہ جموں میں ردعمل کے علاوہ ہر ایک قیدی کو ایک چپاتی تک ملتی ہے چنے اور ایک چپاتی تک
ملتی پھر روزانہ ہے تم 9 فروری سے سیف والے کمرے میں اور بھی بہت سے بیٹھ گئے ہیں اور دھیرے
سے اور لاکر رکھے گئے ہماری گنتی دن بدن بڑھنے لگی 13 فروری آج D.C ڈپٹی کمشنر
سپرنٹنڈنٹ گگھناتھ اور عبدالعزیز A.S.P آئے ہم لوگوں نے اپنے پر گزر رہی بہت سی تکلیف
اور شکایات ان کو سنائیں انہوں نے ہماری تمام شکایات دور کرنے کا وعدہ کر کے واپس
چلے گئے 20 فروری آج ہمارے ایک ساتھی جس کا نام ہے پرچین قوم سے تعلق رکھنے
رکھنے والا جو جموں تحصیل کا رہنے والا ہے انکے ساتھ ایک اور رفاقتی قیدی جو لنگر
میں کام کرتا تھا اپنی سزا کاٹ آج رہا ہونے والے ہیں وہ اس نئی بستی کو چھوڑ کر پھر
پرانی بال - لالچی اور فریب بھری بستی میں واپس جا رہے ہیں ہم سب نے انکو بڑے پیار
سے ہنسی وداع کیا ہم یہاں ہر ایک کو اپنا بھائی سمجھا جاتا تھا۔
22 فروری آج شری سنت رام بزرگ وکیل کو جیل روڈ کے ملٹری سپیشل کلاس ملی بزرگ صاحب
پارٹی پروگرام مطابق ہیڈ ماسٹر گودیڑہ اور کرنل پیرا سنگھ صاحب کے ساتھ کار میں بیٹھ
پارٹی پرچار کیلئے نواب جا رہے تھے انکو ہیرا نگر کے قریب پولیس نے گرفتار کر لیا بجائے
کٹھوعہ سنٹرل جیل کے یہ باتیں جیل میں پہنچے گئے کرنل صاحب کا تو پتہ نہیں انکو کس جیل
میں بند کیا گیا مگر ہیڈ ماسٹر گودیڑہ اور سنت رام بزرگ یہاں ہمارے ساتھی بنے آج
بزرگ صاحب کو سپیشل کلاس ملنی جیل میں بہت بڑی شکایت ہے 24 فروری آج سنت پال
ادھم پور والا جو بہت دنوں سے بیمار تھا انکو علاج کیلئے سرکاری ہسپتال میں علاج کیلئے
بھیج کر داخل کروا دیا گیا سنت پال نے اپنے اور دس بارہ ساتھیوں سمیت ادھم پور میں ستیہ گرہ
کر کے گرفتاری دی تھی اسی دن تحصیل رام نگر کے گاؤں کٹھیال کے بھی سات



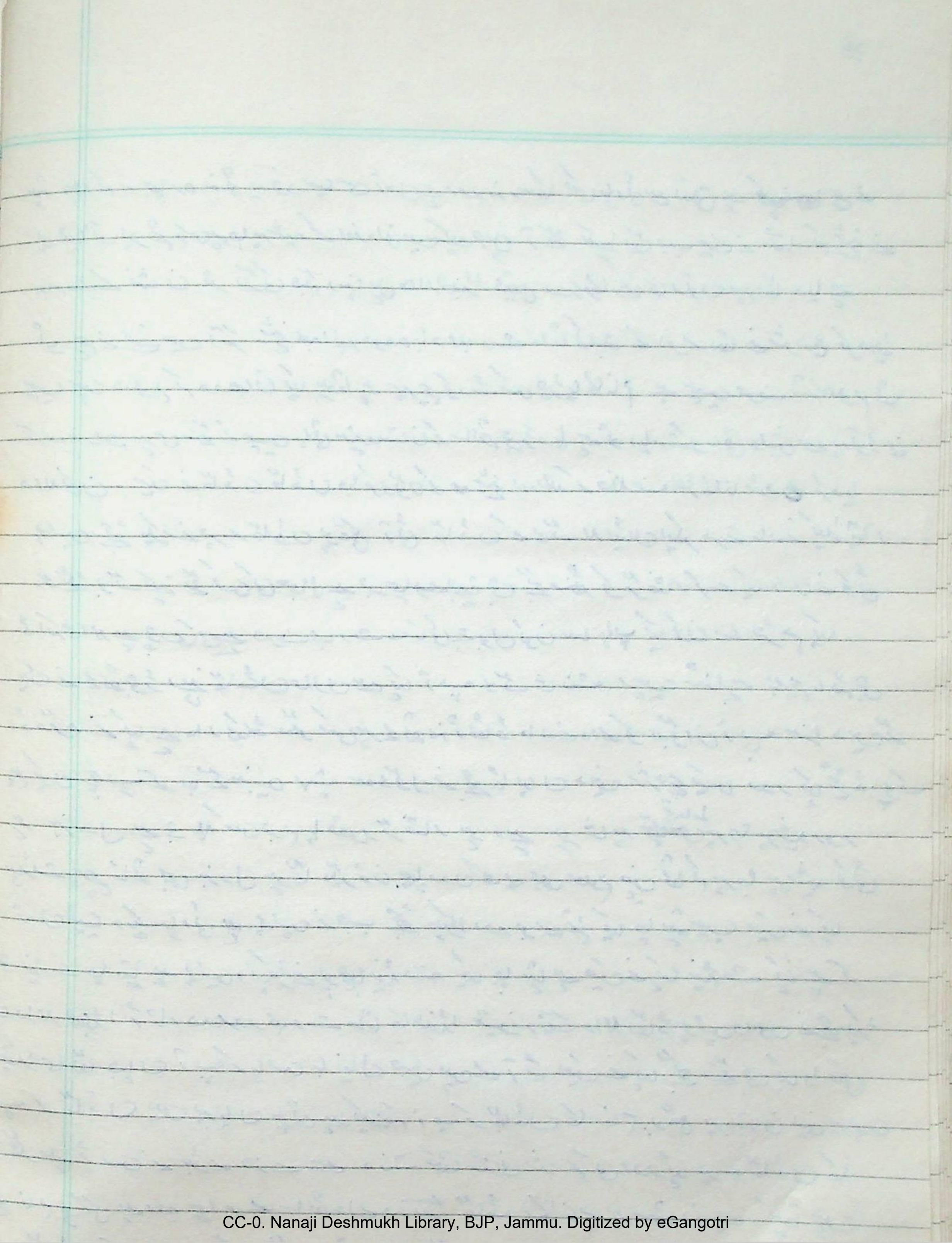
آدمیوں نے بھی گرفتاری دی تھی پولیس نے ان کو گرفتار کر کے جموں کی حوالات میں بند کر کے ان کے نام اور
پتے دریافت کئے سب نے اپنے نام اور پتے غلط لکھوائے کیونکہ ان کو پتہ تھا کہ عدالت
ہر ایک ستیہ گرہی کو سزا کے علاوہ جرمانہ بھی کرتی ہے اور جرمانہ کی وصولی کیلئے ہر ایک کے گھر جا کر ان
گھر والوں سے جرمانہ وصول کرتے ہیں ان سب ستیہ گرہیوں کے ساتھ ایک چھوٹی عمر ۱۴ سال کا لڑکا
ستیہ پال بھی تھا ۔ پولیس نے اس بچے کی خوب پٹائی کر کے باقی کا لوگوں کے صحیح صحیح نام اور پتے
اس لڑکے سے دریافت کرنے کی کوشش کی مگر لڑکا پولیس کو کچھ بھی نہیں بتا سکا عدالت میں
جب جج مدن سیشن جج نے عدالت نے باقی چھ ملزمان کو ایک ایک سال قید با مشقت اور پانچ پانچ
جرمانے کا حکم سنایا اور ستیہ پال کو نابالغ قرار دے کر بری کر دیا ستیہ پال نے بڑی
جرأت اور دلیری سے عدالت میں بیان دیا کہ لگاتار ۵ روز تشدد مجھ پر پولیس نے کیا
اور اپنے جسم پر پڑے ڈنڈوں کے نشان عدالت میں دکھائے کیا اس وقت میں نابالغ نہیں تھا
آج کیسے نابالغ ہو گیا ۵ روز مجھے کھانا تک نہیں کھلایا گیا ہیڈ پولیس کی بے شمار تشدد کے کارن چل
پھر بھی نہیں سکتا تھا جب اس کے جسم پر پولیس کے تشدد کے نشان عدالت میں پہنچے جج صاحب اور
دیگر وکلاء نے دیکھے تو سب نے غصہ میں دانتوں تلے انگلیاں ڈال لیں اس طرح کچھ روز ۔ رام چند
ہنس راج سنگھ سردار بحری لال اور بلدیو سنگھ نے بھی پرتھوی راج سب انسپکٹر کے کئے تشدد
اور دوسرے سپاہیوں کی طرف سے کئے ظلم ظلموں کی کہانی عدالت میں بیان کی اور
کہا پرتھوی راج ہر روز شام کو شراب پی کر حیوان بن کر ہم سب لوگوں کو بہت بری طرح پیٹتا تھا
پیٹتا تھا پہرے دار ستیہ پال وغیرہ وغیرہ ۔ اور کہ اپنی زندگی کی بھیک ان شیطانوں سے مانگتا تھا
پر پولیس والوں پر اس کے رونے چلانے کا کوئی اثر نہیں پڑتا تھا اسکے رونے چلانے سے حوالات کی
دیواریں بھی کانپ اٹھتی تھیں مگر ان کی آتما نہیں کانپتی تھی ان سے پہلے بھی اسی علاقہ کے شری
آر ڈی سنگھ اور چندر دکھی کے رہنے والے رنجیت سنگھ کا بیٹا دلا اور ایک اور دینا ناتھ
کو ان وحشی پولیس والوں نے اتنا مارا تھا کہ ان کے بچنے کی کوئی امید نہیں رہی تھی ان پولیس
والوں نے ایک دن رات کے اندھیرے میں ان کو حوالات سے نکال کر دور جنگل میں چھوڑ آئے تھے
جب دن نکلنے پر لوگوں نے ان لوگوں کو بیہوشی کی حالت میں لاوارث پڑے دیکھا ان کو جموں



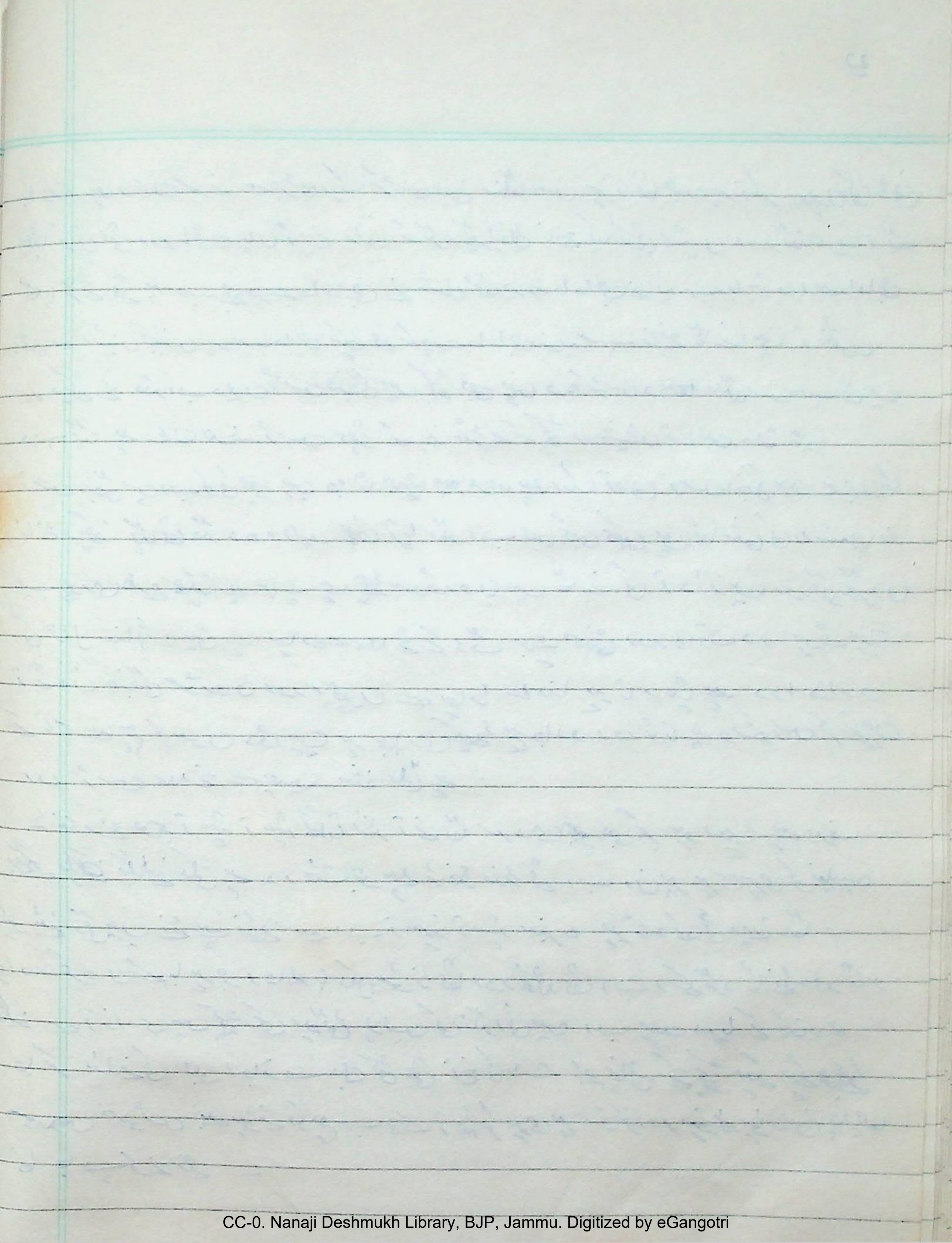
سے جا کر اخباروں میں انکے فوٹو دیے اور ڈی ایس پی پولیس کے خلاف خوب جلوس نکالے تھانہ
کا گھیراؤ بھی کیا تو پرتھوی سنگھ نے کہا میرا اس میں کوئی قصور نہیں مجھے D.C اور ایس پی درانی
نے حکم دیا تھا کہ ان لوگوں پر خوب تشدد کرو تاکہ ان کو دیکھ کر باقی کی جو آگ جو دل بدن
پر بھڑک رہی ہے ٹھنڈی ہو جائے ایسے ہی D.C کیا کرتی بھی چاہئے تھے انہی دنوں رام نگر
کا ایک سپاہی مرزا نام کا ایک سب انسپکٹر بھی اسی تھانہ میں تھا اس کا تعلق ڈوگرہ کا الٹا ہی
ذہنیت تھا وہ پکڑے ہوئے قیدی کے دونوں ہاتھ باندھ کر اسکے منہ میں کپڑا ٹھونس کر اس کی پٹائی کرتا تھا
تاکہ اس کے رونے کی آواز باہر نہ سنائی دے انہی دنوں کٹھوعہ سے تین لڑکیاں جن کو پولیس
نے پکڑا اور گھسیٹ کر تھانہ میں لایا ان کو وہ بے شرم گالیاں نکالی گئیں جو انسان نہیں سن سکتا تھا
وہ روتی تھیں اور کہتی تھیں ہمیں گولی مار دو جو سلوک ان پولیس والوں نے ہمارے ساتھ
کیا ہم نہ ہی کسی کو بتا سکتی ہیں اور نہ ہی ہم میں سہن کرنے کی شکتی ہے ہم اب زندہ
نہیں رہنا چاہتیں ۔ ان لڑکیوں میں ایک 25 سال کی کنواری لڑکی برہمن کنیا تھی جس نے
ساری عمر شادی نہ کرنے کی قسم کھائی تھی وہ شرم سے اپنا سر نہیں اٹھا سکتی تھی
انسانیت رو رہی تھی اور حیوانیت ہنس رہی تھی یہ سارا واقعہ بلدیو راج اور شوری سنگھ
نے ہم کو سنایا 25-26 اور 27 فروری بنا کسی خاص واقعہ کے گذر گئے 28 فروری
ہماری عارضی جیل کے سامنے والی پہاڑی پر ملٹری کیمپ تھا ہم انکو اور وہ ہم کو نا دیکھ
سکتے اور ایک دوسرے پر رنگ پھینکے دیکھ سمجھ گئے آج ہولی کا تہوار ہے ایسا جان
جان پڑا کہ زندگی پھر زندہ ہو رہی ہے پر ملٹری کے جوان اپنے گھروں سے سینکڑوں میل دور اپنے
سگے سمبندھیوں بہنوں بچوں اور ماں باپ سے نہ معلوم کب سے جدا ہو کر یہاں بھگوان کرشن کی
یاد میں ایک دوسرے پر رنگ اور گلال ڈال خوش ہو رہے ہیں ناچ رہے ہیں ادھر دوسری طرف
ہم پنجرے میں بند پنچھی کی طرح اڑنا چاہ کر بھی نہیں اڑ سکتے شام تک ملٹری والوں کے بیاگ
کے گیت سنتے رہے ۔ پتہ چلا آج ایک نیا ساتھی کشمیری لال بن کر آیا جو پکا پرستھان
یعنی پہاڑیوں کے دیش سے پکڑ کر لایا گیا ہے سادہ طبیعت دیہاتی ان پڑھ نام تھا مجھے نظر
آیا ہم سب لوگ جو کہ بڑے میٹھے جیل کے باہر کی دنیا کے حالات جاننے لگے اس کی باتوں سے



پتہ چلا کہ یہ بیچارہ نہ تو یہ خود سیاسی آدمی ہے اور نہ اس کا کسی پارٹی سے تعلق ہے ۔ بیچارے نے
پوچھا تو پھر تم اس پیرجا پیرشید کے ان دنوں میں کیسے جیل آ گئے کہنے لگا جب میں نے سنا کہ شیخ نے
بھارت کے نشان اور ترنگے کی جگہ اپنا ہل والا جھنڈا تحصیل اور سرکاری عمارتوں پر لگا دیا ہے
تو مجھے غصہ میں آ کر ۔ شیخ عبداللہ مردہ باد اور بھارت ماتا کی جے کے نعرے لگانے شروع کر دیئے
ہمیں نہیں معلوم کہ پاکستان کیا ہوتا ہے سپریم کورٹ کس چڑیا کا نام ہے ہمیں صرف اتنا معلوم تھا
کہ مہاراجہ ہری سنگھ نے ہمیں باقی ہندوستان کے ساتھ جوڑ دیا ہے تو ریاست کو باقی دیش سے یہ توڑنے
والا کون ۔ میں نے گاؤں گاؤں جا کر لوگوں کو شیخ عبداللہ کے خلاف بھڑکانا شروع کر دیا
پولیس مجھے پکڑنے میرے گاؤں پہنچ گئی ۔ گاؤں کے لوگ لاٹھیاں لیکر ان کے مارنے کیلئے تیار
ہو گئے لوگ کہنے لگے کس کی مجال ہے جو ہمارے جیتے جی بھگت سنگھ کو گرفتار کرے کیا اس نے کوئی
ڈاکہ ڈالا ہے چوری کی ہے صرف بھارت ماتا کی جے بولی کون سا پاپ کیا کون سا جرم کیا
میں نے ہاتھ جوڑ دیئے گاؤں والوں سے کہا آپ لوگ شانت رہیں سنا ہے پریم ناتھ جی
ڈوگرہ نے کہا ہے مار کھاؤ مگر کسی پر ہاتھ نہ اٹھاؤ مارنے والے کو بھگوان آپ سزا دیں گے
ہم کیوں پاپ کے بھاگی بنیں بہت سے لوگوں نے مجھے گالیاں دینی شروع کیں اور کہا تم ڈرپوک
ہو بزدل ہو جو بلا کسی جرم یا قصور گرفتار ہو رہے ہو شاید تمہارا پیرجا پیرشید اور
پنڈت پریم ناتھ بھی بزدل ہو گا مگر ان بیچاروں کو یہ بھی معلوم نہیں تھا کہ پیرجا پیرشید کوئی
آدمی نہیں ایک پارٹی ہے پولیس نے جب مجھے پکڑا اور بولے تم کیا چاہتے ہو میں نے کہا
جو پنڈت جی چاہتا ہے پولیس انسپکٹر نے پوچھا پنڈت جی کیا چاہتا ہے میں نے کہا پنڈت جی کہتا ہے کہ
ہل والا جھنڈا اتار دو اور بھارت ماتا کا جھنڈا تین رنگ والا لگاؤ پولیس والوں نے مجھے پکڑ کر
ہتھکڑی لگا جہاں آپ کے پاس بانیال جیل میں لے آئے میں نے کہا بھگت سنگھ جی کیا واقعی
آپ کے گاؤں میں پریاں بستی ہیں کیونکہ آپ کے گاؤں کا نام پوگل پرستان یعنی پریوں
کا گھر ہے اس نے بڑے فخر سے دانت نکال کر ہنسی شروع کی اور کہا میرے گاؤں کا
صحیح نام پوگل ہے اور ہمارے ساتھ والے دوسرے گاؤں کا نام پرستان ہے کہتے ہیں
اس گاؤں کے پاس ایک جنگل ہے اس جنگل میں ایک بہت پرانا [illegible] ٹھہرا



بنا ہوتا ہے وہاں سامنے سے جڑی ایک کرسی یعنی سنگھاسن ہوتا تھا جس پر آکر پریوں کی رانی
بیٹھا کرتی تھی اور باقی پریاں اس رانی کے گرد گھیرا ڈال ناچ کیا کرتی تھیں اور گندھرب لوگ
گایا کرتے تھے یہ سب مجھے میرے دادا جی نے سنایا تھا میرے دادا جی نے یہ سب باتیں اپنے دادا
جی سے سنیں کہتے ہیں میرے دادا جی کہتے تھے کہ میرے دادا جی نے یہ سب ناچ گانے اپنی آنکھوں
سے دیکھے تھے مگر اب وہاں اس جنگل میں کچھ بھی نہیں وہ کرسی وہ سنگھاسن سب ٹوٹ گئی ہیں
اب بس یہ ہے وہاں صرف اس پتھر کے بنے ٹکڑے کے کچھ روشنیاں آج بھی ملتے ہیں
اس جنگل میں اب کوئی بھی نہیں جاتا ہے بہت عرصہ ہوئے ایک آدمی اس جنگل میں پریوں کا
ناچ دیکھنے گیا تھا مگر وہ واپس نہیں آیا مگر اب بھی کبھی کبھی پورنماشی کی رات چاند
جب پوری طرح چمکتا ہے بہت ہی نیچے سے گھوڑوں سے گانے کی آوازیں اور گھونگروں
کی جھنکار سنائی دیتی ہے ہمارے علاقے کے لوگ بہت محنتی اور طاقتور ہوتے ہیں
آج دن جنگلی جانوروں اور ریچھوں سے ہمارا سامنا ہوتا رہتا ہے دوا دارو
کے نام سے ہم لوگوں مندروں میں پجاری بیٹھے ہیں جادو اور ٹونا پر وشواس کرتے ہیں
اور اسی علاج سے ہمیں شفا ملتی ہے ۔
فروری شروع ہوتے موسم آہستہ آہستہ کھلنے لگا تھا سردی بھی کم ہو رہی ہے برف
پگھلے پگھلنے لگی ہے درخت جو پہلے ٹنڈ منڈ تھے اب ان پر ہری ہری کونپلیں
پھوٹنے لگی ہیں نئے پتے نکلنے سے اب آہستہ آہستہ سبزہ ہی سبزہ دکھائی دینے لگا ۔
ہمارے گھروں کے باہر جو راستہ بالکل سونا تھا اور اکیلا تھا اب اس کے گرد کانٹے دار تار
لگنے سے آزادی میں کچھ کمی ہو گئی پولیس کی نگرانی میں اب ہمیں دریا کے کنارے
جا کر نہانے کی بھی اجازت مل گئی تھی آج کی رات بھونچال کے کچھ ہلکے ہلکے جھٹکے
محسوس ہوئے تو ہم سب لوگ اٹھ کر ہری ہر ستوتر اور [illegible] ہنومان چالیسا
کا جاپ کرنے لگے ۔





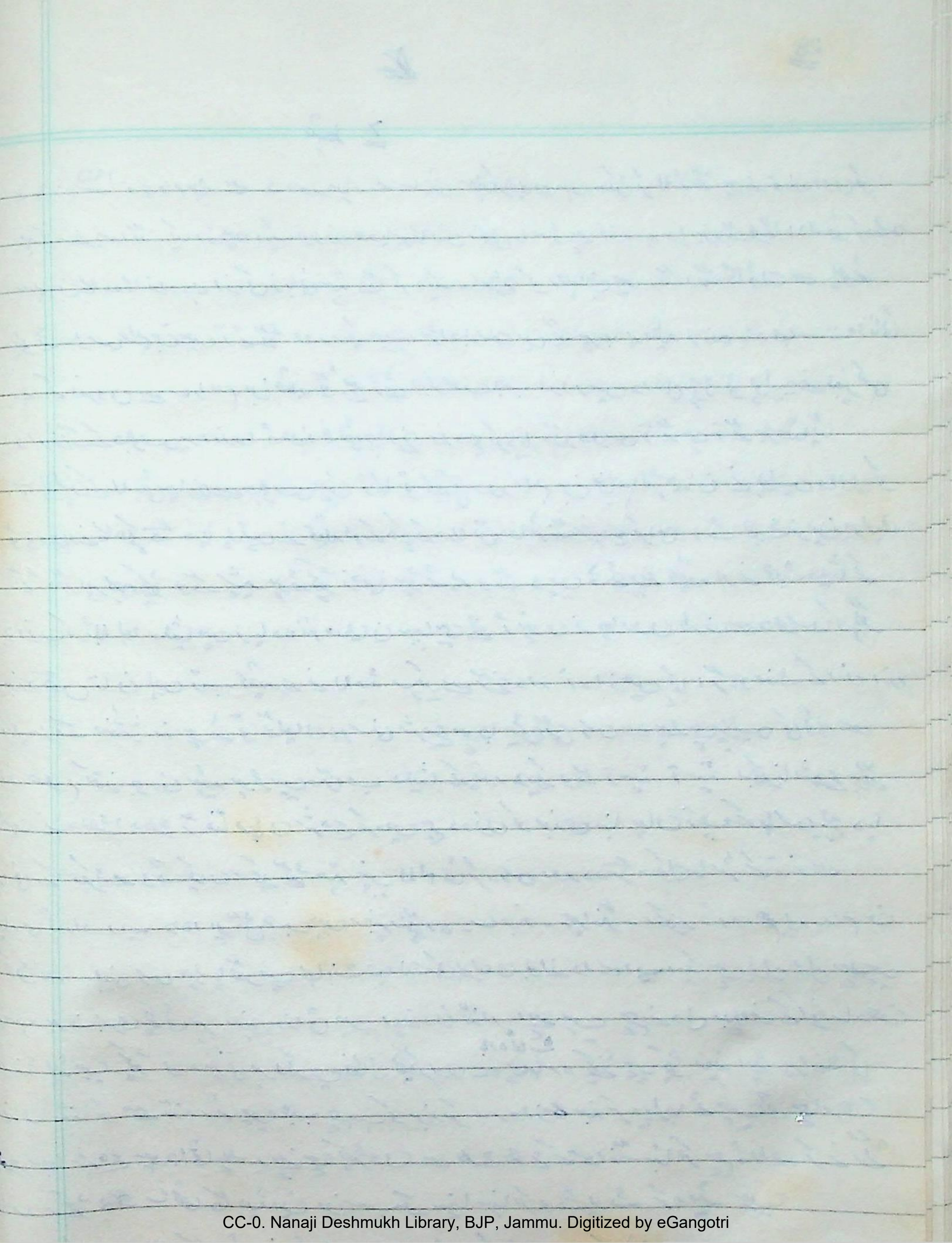
ضمیمہ 7

3 مارچ 1953ء کو رام بن سے دو ہمارے ساتھی ستیہ گرہیوں میں جکڑ کر لائے گئے ہم نے آنے والوں کو بڑے جوش سے ملاقات کی ان میں ایک نوجوان وید پرکاش سکول ماسٹر ہے اور دوسرا بزرگ عمر کا لالہ ٹھاکر داس رام بن کا رہنے والا ہے ان کی زبانی معلوم ہوا کہ ایک مارچ کو رام بن میں اردگرد کے گاؤں سے چھوٹے چھوٹے جلوس رام بن میں آئے تھے اور ایک بہت بڑا جلوس بن گیا ہر جا پرشاد زندہ باد بھارت ماتا کی جے کے نعروں سے سارا رام بن قصبہ گونج اٹھا جلوس جب بازار میں داخل ہوا تو پولیس نے بغیر کسی وارننگ کے جلوس پر اندھا دھند لاٹھی چارج شروع کر دیا مگر جلوس آگے ہی آگے بڑھتا گیا

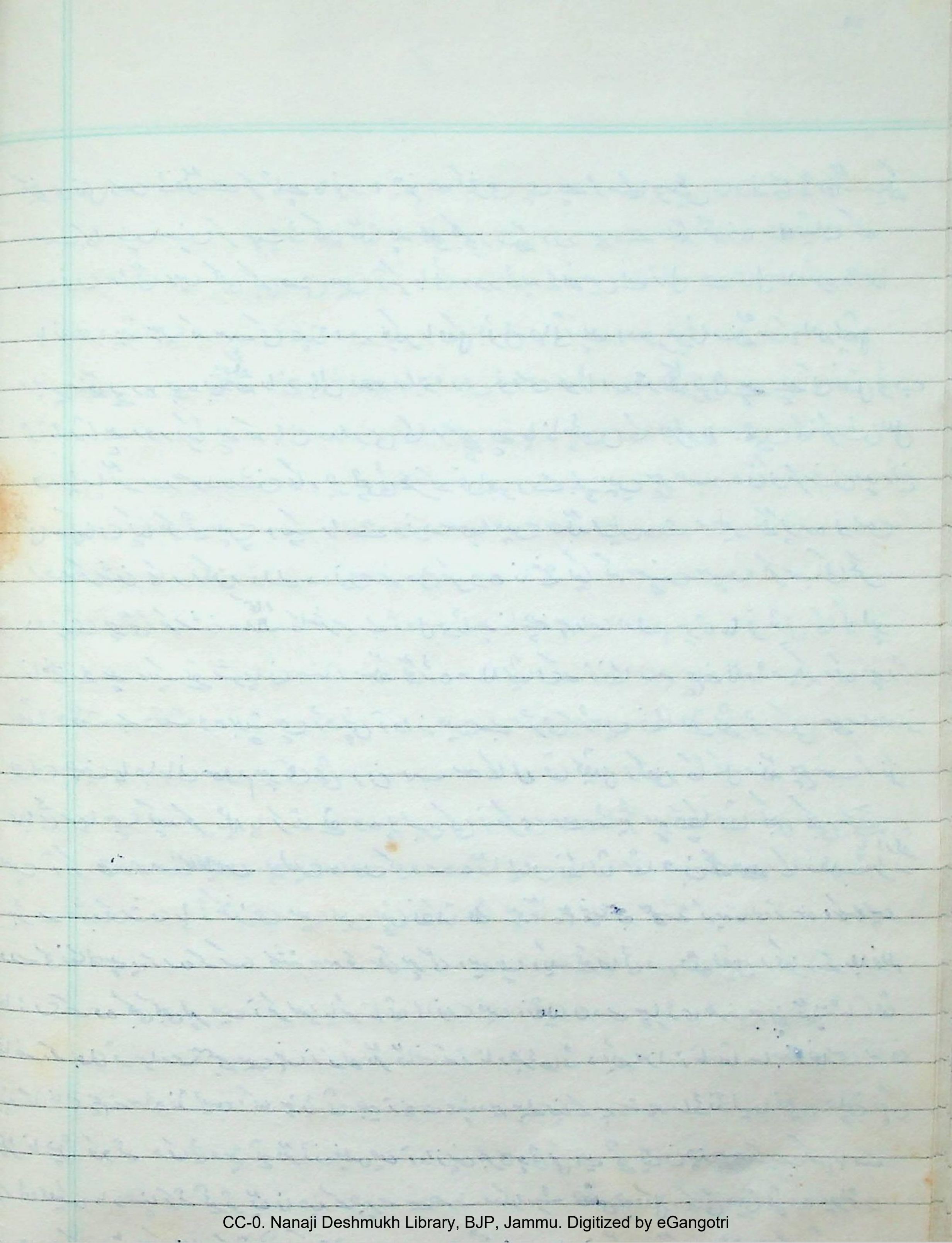
جب پولیس کی لاٹھی چارج سے جلوس نہیں رکا تو تحصیلدار رام بن غلام الرحمان نے پولیس والوں کو گولی چلانے کا حکم دے دیا پولیس نے تحصیلدار کے حکم کی تعمیل میں فائرنگ شروع کر دی لوگ جھٹ زمین پر لیٹ گئے مگر پھر بھی کچھ لوگ شہید ہوئے کچھ زخمی ہوئے پر لوگ وہیں ڈٹے رہے تحصیلدار نے جھٹ ملیشیا کے جوانوں کو بلا لیا ملیشیا میں زیادہ تر مسلمان سپاہی تھے انہوں نے چاروں طرف سے جلوس کو گھیر بندوقیں تان لیں تب تحصیلدار نے لاؤڈ سپیکر سے خبردار اعلان کیا اگر دو منٹ کے اندر اندر آپ لوگ منتشر نہ ہوئے تو گولیاں برسنی شروع ہو جائیں گی اس سے پہلے ہی پولیس کی گولی سے نہ معلوم کتنے جوان شہید ہو چکے ہیں مگر اب ملیشیا کے تیور دیکھ لوگ آہستہ آہستہ بکھرنا شروع ہو گئے پولیس نے دھڑا دھڑ گرفتاریاں شروع کر دیں ہم دونوں کو بندی بنا یہاں آپ کے پاس بھیج دیا

باقی کے پکڑے لوگ کہاں رکھے گئے معلوم نہیں لالہ ٹھاکر داس اور دوسرے سکول ماسٹر کے آنے سے ہماری تعداد اب 155 ہو گئی جب میں رنبیر منگوترہ - سانبہ - ہیرانگر - اکھنور - ادھمپور - رام بن کٹھوعہ - یعنی اس جگہ پاتھر میں بھانت بھانت کی بولیاں بولنے والے اب ایک ہی بولی بول رہے ہیں ہم سب برف بھری چوٹی پر ہنسی مذاق میں اپنے دن گذار رہے ہیں ہم نے دل بہلانے کے کئی سادھن ڈھونڈ لیے ہیں کچھ تو دیوار پر لکڑی نکال کھڑکیوں سے بارہ ٹاپ گنتے ہیں کچھ اپنے اپنے پرانت کی کہانیاں سنا کر سمے گذارتے ہیں جب ہم سب کو بند کر دروازہ بند کر دیا جاتا ہے تو ہماری وہ خود سبھا شروع ہو جاتی ہے اپنے ہی کپڑوں سے طرح طرح کے سوانگ بنا کر ہم ڈرامے کرنے لگے ہیں اور کچھ دیگر ساتھی کا میڈیم بن سب کو ہنسا ہنسا کر لوٹ پوٹ کر دیتے ہیں

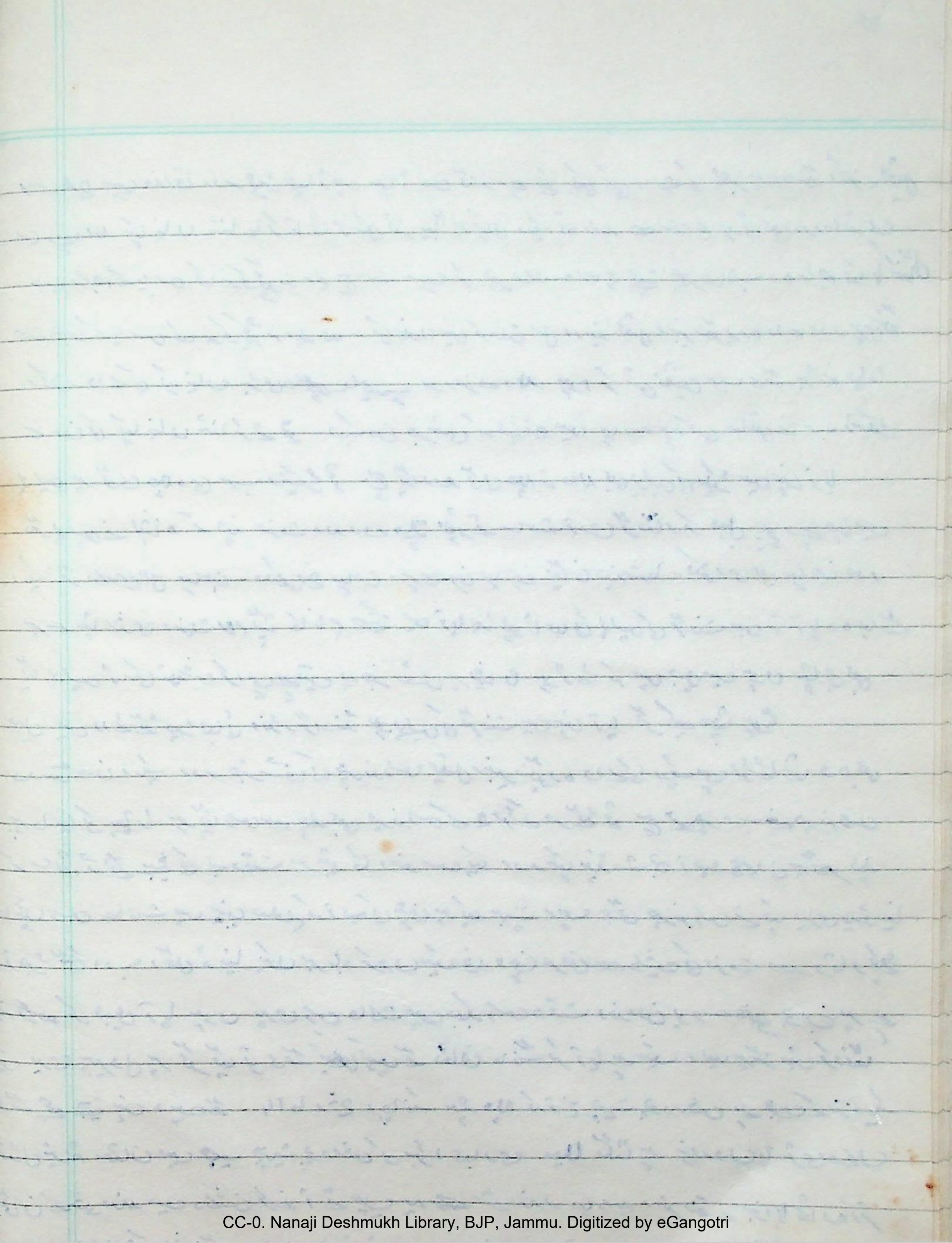
نرسنگ لال اکھنور والا کا میڈیم ڈرامہ بہت بڑھیا کرتا ہے اور نرسنگ لال ادھمپور والا



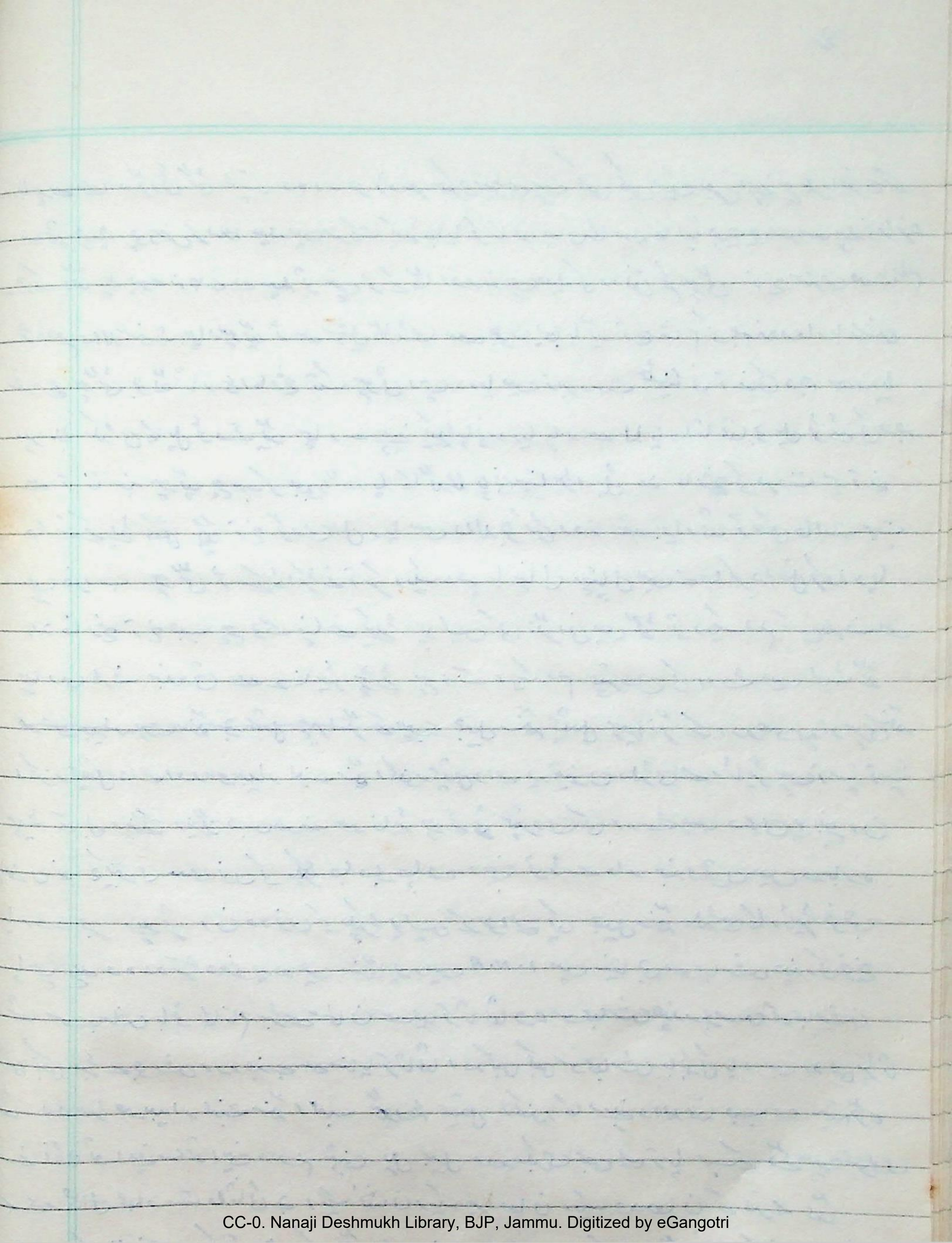
کنجری نقل اس ڈھنگ سے کرتا ہے مانو وہ جنم سے کنجری ہی ہے اسکا جو ٹھمکے مارنے کا ڈھنگ دیکھ
سب کا ہنسی ہنس کر پیٹ دکھنے لگتا ہے کھجور سنگھ اور ہردے سنگھ کورڑہ سلاتھیاں کے
دونوں راگی ہیں کبھی کبھی مستی میں آکر بانی اور [illegible] ایسے کمال حال کر دہ سماں
باندھ دیتے ہیں کہ سب کی چنتا اور فکر بالکل بھول جاتی ہے ادھر بوٹا سنگھ سکنہ اللہ کیتھل
رنبیر سنگھ پورہ [illegible] راج بالی [illegible] راجواری نوسی ہوتا اور قد کا چھوٹا ہے ہے کی نقل خوب
کرتا ہے اور لگتا ہے کہ بالی مداری کا ریچھ ہے یا ناٹیوں کا بھروالا ۔ جموں کا کرشن لال
اور پامالنگر اور سومدرشن کمار جو چھوٹی عمر کے خوبصورت بچے ہیں ہم سب ان کو کرشن مہاراج
کی سکھیاں کہا کرتے ہیں ایک رات ونود سبھا میں جلبندر سنگھ وت رنبیر سنگھ پورہ نوسی
اور کرشن کمار رکھنور والے دونوں نے مل کر وہ ناچ کیا کہ ہنس ہنس کر سب کی کمر
دوہری ہو گئی کرشن [illegible] کا شریر بے ڈول ہوتا ہے ناچتے ہوئے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ نوٹنکی کا کو لیو
ناچ رہے ہیں ایک تھے شری مان سنسار سنگھ کورڑہ سلاتھیاں کے ان کا نام ہم نے لاؤڈ سپیکر رکھا ہوا
تھا وقت بے وقت وہ بہت ہی اونچی آواز میں بے تکے سُر نکالتے تھے اسکی سمجھ سادھوں
بولی چینی یا جاپانی معلوم ہوتی تھی ان سب سے کمال تھا کھیل رکھنور کا مگل سنگھ ہم سب انکو
بھائی سبھا ہی کہہ کر بلایا کرتے تھے وہ پولیس کی نوکری سے ریٹائر ہو چکا تھا کبھی کبھی موج
میں آکر [illegible] پولیس والوں کو وہ گالیاں نکالتا تھا جن کا مطلب بڑے بڑے
بڑے شبدکوش یا ڈکشنری میں بھی نہیں نکلتا تھا ہم نہیں سمجھ سکتے کہ یہ گالی اس نے ایک پولیس
والے کی نکالی ہے یہ اس کو کس رشتہ دار کو لگی ہوگی ایسے ہی ایک تھے بھائی امر سنگھ کیل رکھنور کے بلانوالہ
سکالر سے وہ کبھی کبھی لہر میں آکر ایسا پاکر تا تھی لگانوں میں [illegible] پہاڑی طرز پر کچھ گیت گاتا تھا
گانے کے بول تو ہماری سمجھ میں نہ آتے تھے مگر گانے کا ترنم [illegible] بڑا مزا آتا تھا سابنہ نوسی پٹھان
جینیند کا نام ہم نے ساونڈ لیس رکھا ہوا تھا جیسے آج سے بہت دیر پہلے سنیما کے پردے پر ساونڈ لیس فلمیں چلتی تھیں
ایکٹر ناچتے کودتے دکھائی دیتے تھے مگر ان فلموں میں آواز نہیں بھری ہوتی تھی ایسے تھے پٹھان جینیند جی کہ جب کسی بات
پر ٹھاٹھیں مار ہنسا کرتے تھے تو پٹھان جینیند کے چہرے سے صرف مسکراہٹ جھلکتی دکھائی دیتی تھی وہ ہونٹوں
پر ہی مسکراہٹ لا کر [illegible] بہت کم تو



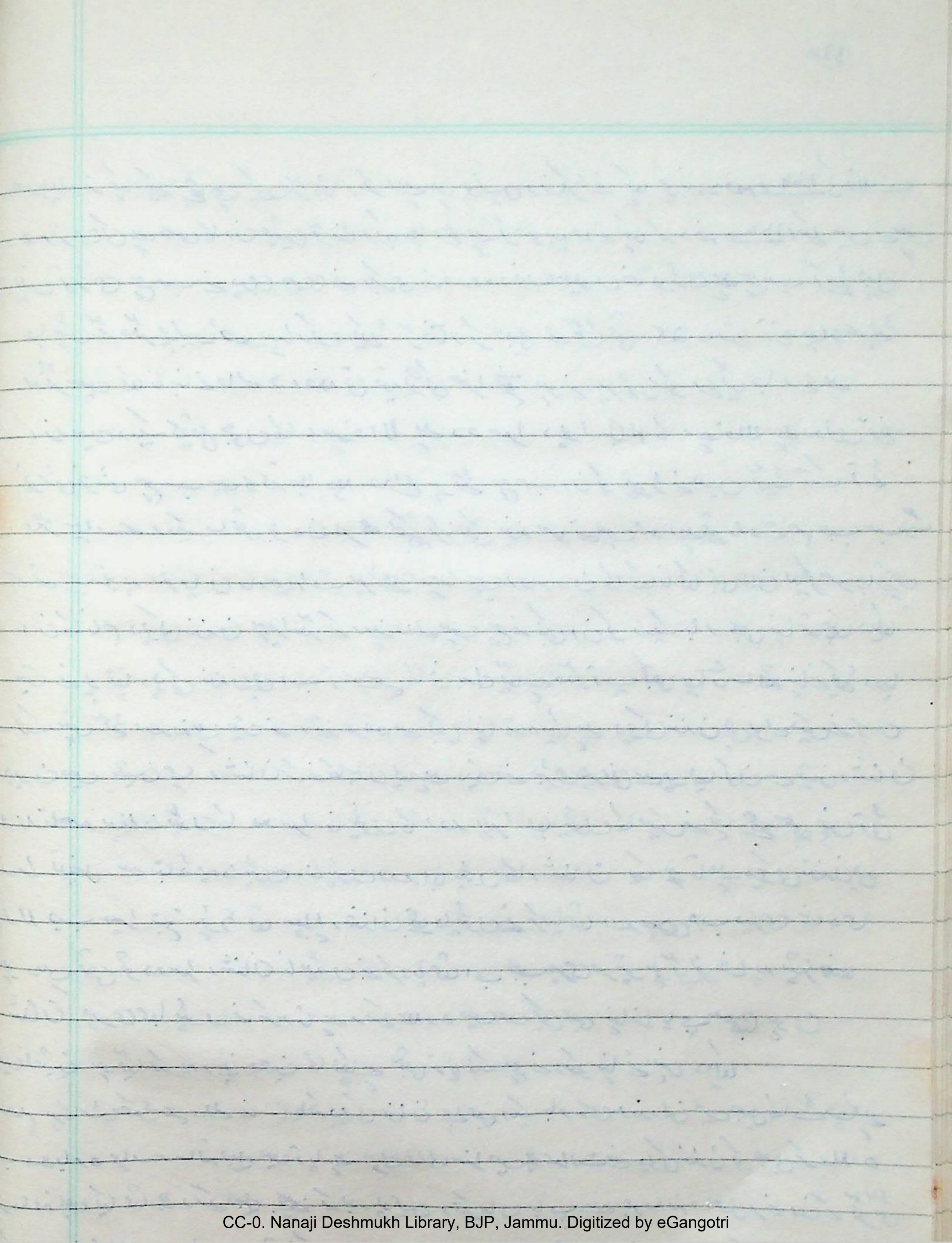
اسی طرح ہنسی مذاق اور چھیڑ چھاڑ میں ہمارے دن گذر رہے تھے کبھی کبھی رات کو مہجر ہری سنگھ اکھنور تحصیل
کی دینے والا کہانیاں سنایا کرتا تھا جس کی تفسیر ہوا ہر کہانی ایک تھا راجہ سے شروع ہوتی تھی اور ساتھ ہی
جب راجہ کے پاس کھانے کو کچھ نہ رہ گیا ہم سب ہنس کر مہجر صاحب سے پوچھتے مہجر صاحب وہ راجہ تھا یا کنگال
جس کے پاس کھانے کو کچھ نہ رہا تھا - کہانیوں میں گرشن لال اور چند تحصیل رنبیر سنگھ پورہ والے اور ہری کشن
اکھنور والے کی کہانیاں بڑی دلچسپ اور مزے دار ہوا کرتی تھیں سب لوگ بڑے چاؤ
سے ان کی کہانیاں سنا کرتے تھے - ایک دن خبر ملی کہ لشبانہ میں ہمارے ہی کسی ساتھی نے سب انسپکٹر
پولیس پر گولی چلا دی سب انسپکٹر تو بچ گیا اور گولی چلانے والا بھی پولیس کی پکڑ میں نہیں آیا
لیکن پولیس نے لشبانہ کے چند عزت دار اور چلتے پھرتے سات آدمی گرفتار کر جیل بھیج دیئے جن میں
ایک گرداری لال مہاجن - مکند [illegible] مہاجن - ہری کشن مہاجن گیان چند شرما - گنگو رام لال مہاجن اور
میرے بہنا شری رتن لعل گپتا کا نام [illegible] میں آتا ہے [illegible] پولیس کی گرفت میں نہ آیا وہ بھاگ
گیا پولیس اس کی تلاش کر رہی ہے لیکن یہ خبر سن کر پریشان ہو گیا کہ میں جیل میں ہوں [illegible] بھی
جیل میں لائے گئے [illegible] پولیس کی گرفت میں نہیں آیا لیکن کیسے بچا ہوگا
دوسرے دن ایک اور خبر ملی کہ چندر داس تحصیل رنبیر سنگھ پورہ والے کا ایک ہی لڑکا تھا وہ بھی
بیماری کی وجہ سے مر گیا اس سے پہلے بھی چندر داس کے 2 لڑکے مر گئے تھے ہم سب نے چندر داس
کے ساتھ [illegible] بیٹے کی بے وقت موت کا افسوس کیا اور کہا پنڈت جی آپ پیرول پر گھر چلے
جائیں اس حالت میں نہیں معلوم کہ آپ کی پتنی پر کیا بیت رہی ہوگی چندر داس نے کہا میری یہ دنیا
تو اجڑ گئی اب اگلی دنیا کیوں برباد کروں میں خود اپنی مرضی سے دیش کی عزت اور وقار کی خاطر
یہ سمجھ کر جیل آیا ہوں میری اس حالت میں جبکہ اس وقت اندولن پورے زور پر ہے
میں میری پیرول پر گھر گیا تو دیش بھگتوں کے لئے معافی مانگ کر آیا ہے ایسا ہرگز نہیں کرونگا
دیش بھکت جیتے جی مر جاتے ہیں - مہاراجہ اچانک پتہ چلا کہ آج جیٹھ چودس ہے جموں کے نزدیک
پرمنڈل تیرتھ استھان میں جیٹھ چودس کو بڑا بھاری میلا لگتا ہے ہزاروں یاتری دور
دور سے [illegible] کے شو مندر میں درشن کرنے آتے ہیں یہ شو مندر مہاراجہ رنبیر سنگھ نے بنوایا تھا وہ اتنی
بیڑی [illegible] پرمنڈل تک [illegible] بنانا چاہتے تھے [illegible] مہاراجہ رنبیر سنگھ کے عہد میں



باہر سے منگوائی گئی تھیں وہ ادھر ادھر بکھری پڑی ہیں کبھی کبھی میں بھی اپنے ہم عمر ساتھیوں کے
ساتھ بیٹھ کر چودس کے میلہ میں شرکت کیلئے جایا کرتا تھا یہاں کا میلہ نما لیا بیٹ چودس سے پہلے نوراترہ
تک لگتا ہے پیر نہ جانے سے میلہ تو نہیں رکے گا اور نہ ہی میلہ کی رونق کم ہوگی آج شری ہمت رام
کو دھم وال اسسٹنٹ بیمار ہو گئے تو سے سپیشل گاڑی سے جموں لے جایا گیا آج شام کو بڑے زوردار بارش
شروع ہو گئی جو لگاتار ۱۸ مارچ تک ہوتی رہی دریا میں زبردست طغیانی آنے کی وجہ سے دریا
پر بنا لکڑی کا پل ٹوٹ گیا ہمارے پینے کیلئے پانی دریا پار سے لایا جاتا تھا جو پل ٹوٹنے کی وجہ
سے آنا بند ہو گیا ہم سب کو مجبوراً "دریا کا گدلا پانی پینا پڑا پل ۲۰ مارچ کو مرمت ہو جانے
جانے کے بعد کھل گیا آج گوری مل ریاسی والا جو کئی روز سے بیمار تھا اسکی حالت بہت
ہی خراب ہو گئی تو اسکے ڈاکٹر نے آکر ایک دم بانہال ہسپتال میں لے جا کر داخل کروا دیا
۲۴ مارچ آج جب ہم لوگ نہانے کیلئے پولیس کی نگرانی میں گئے تو ایک دم کسی طرف سے
ہماری طرف بندوق سے ۲ فائر ہوئے ہم لوگ ایک دم پتھروں کی اوٹ میں لیٹ گئے
~~صوبیدار ہری سنگھ جو کیمل پیرا انڈر سے~~ جمیل سنگھ کیمل پیرا انڈر کے اور صوبیدار ہری سنگھ
اکھنور کیمل والے اور صوبیدار لبنت سنگھ اکھنور کیمل والے یہ تینوں ملٹری سے ریٹائرڈ ہیں آہستہ آہستہ
پیٹ کے بل رینگتے رینگتے جس طرف سے فائر ہوئے تھے پتھروں کی اوٹ میں دکھائی پہنچ ان
تینوں نے ۲ نیشری مسلمانوں کو پکڑ لیا جو وہ اپنی توڑے دار بندوقوں میں دوبارہ
بارود بھر رہے تھے ان دونوں کو پکڑ کر پولیس کے حوالے کیا جمیل سنگھ ملٹری کا ریٹائرڈ فوجی
سپاہی ہے وہ دوسرے وشو یدھ میں سنگاپور میں I.N.A میں نیتا جی سبھاش چندر کی فوج
تھا سبھاش بابو کا نام بڑے سمان سے لیا کرتا تھا وہ سبھاش چندر بوس کے بھاشن
کبھی کبھی بڑے جوش اور جذبے سے سنایا کرتا تھا اور کبھی کبھی سبھاش بابو کی یاد میں رو بھی پڑتا
تھا دوسرا صوبیدار لبنت سنگھ رحب گھروٹہ کیمل اکھنور کا رہنے والا تھا جب وہ پنشن لے کے
کر نکلا تو اپنے ساتھ اپنی دوعدم تھینی ہل بیل اور بکری بھی لے آیا سب کے گلے میں گھونگرو
کے بجے سنگال سب رت ماتا کی جے ایک نشان ایک پردھان ایک ودھان کے نعرے لگا
اپنے آپ کی گرفتاری کیلئے پیش کی لیکن پولیس نے صرف صوبیدار کو ہی گرفتار کرنا چاہا تو



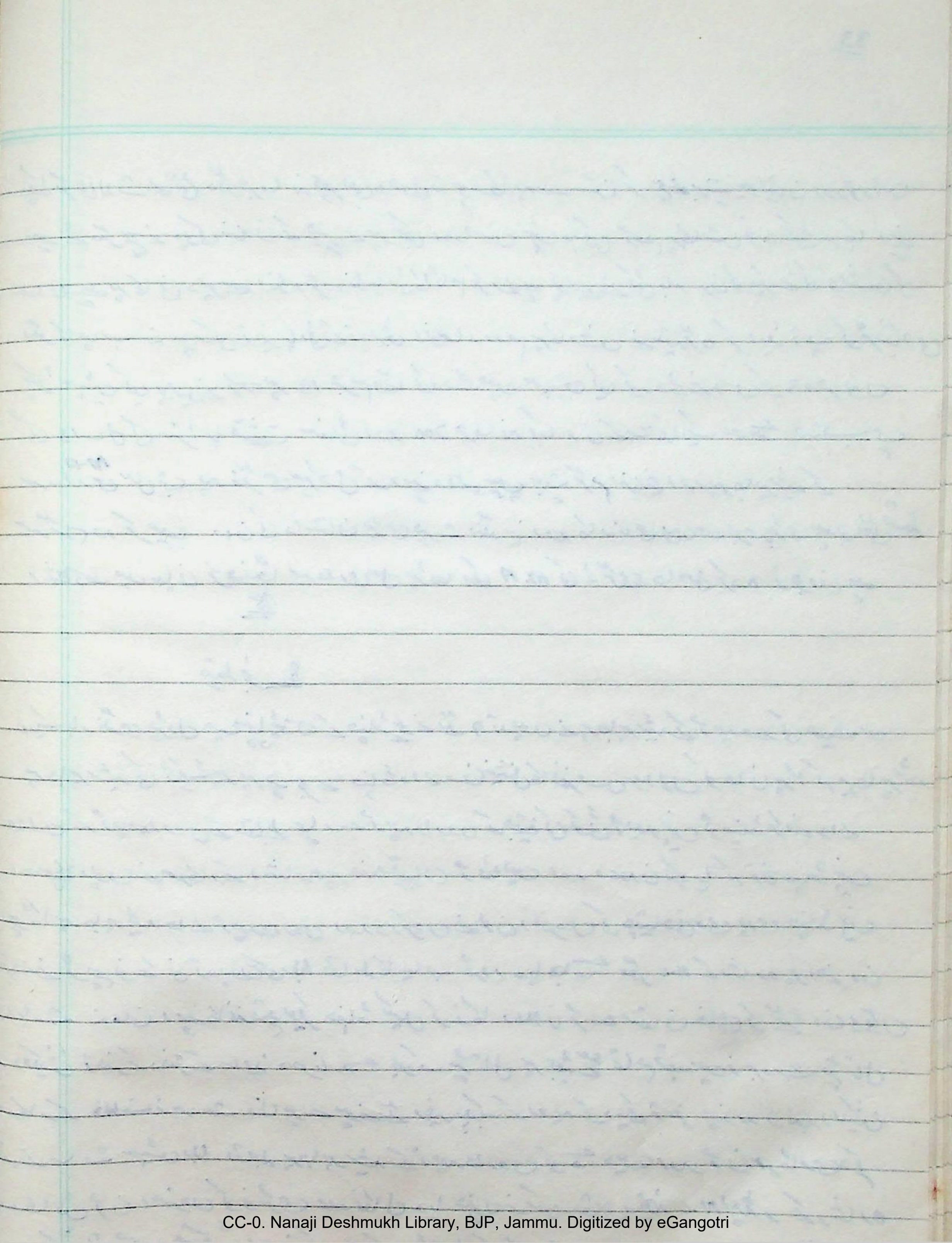
صوبیدار نے کہا اکیلے مجھے ہی کیوں گرفتار کر رہے ہو۔ پولیس انسپکٹر نے کہا تم نے دفعہ ۱۴۴ کی خلاف
ورزی کی ہے اس کارن تمہیں گرفتار کیا جا رہا ہے تو صوبیدار نے کہا کہ دفعہ ۱۴۴ اکیلے میں نے ہی
نہیں توڑی ہم سب نے میری بیوی نے بکری نے اور دونوں بیٹوں نے توڑی ہے ہم سب اکٹھے جیل
جائیں گے مگر پولیس صوبیدار کو اکیلے گرفتار کر جیل لے گئی تھی 25 مارچ آج ہمارے لئے
لنگر میں کھانا بنانے والے 2 رضاکار قیدیوں کی سزا ختم ہونے پر ان کو رہا کیا جا رہا ہے
ان میں ایک کٹھوعہ جموں کا رہنے والا ہے دوسرا دیوا بٹالہ کا رہنے والا ہے دونوں آج
خوشی خوشی ہم سب سے گلے مل مل وداع ہو گئے ہم سب ان کو چھوڑنے مین گیٹ تک آئے
مگر ہمارے ایک ساتھی جو دن بھر کمبھ کرن کی نیند سوتے ہیں سو رہے تھے رات ہم جب سب لوگ
سوتے ہیں تو یہ شرمیاں ساری رات پڑھتے رہتے ہیں اور دن کو کھانا کھا بھی چادر لیکر سو جاتے ہیں
ان کا نام دیوکی نندن ہیرانگر کے رہنے والے ہیں ہم نے کبھی ان کو ایک بار بھی نہاتے نہیں دیکھا
میں نے پوچھا دیوکی نندن جی اب تو موسم کافی بدل گیا ہے مگر آپ کبھی ہمارے ساتھ نہانے کیلئے دریا
تک نہیں گئے اور نہ ہی میں نے اتنے عرصہ سے کبھی نہاتے دیکھا ہے دیوکی نندن جی بولے میں نے اس
جیون میں تین ہی اشنان کرنے کا پرن لیا ہے میں نے بڑی حیرانی سے پوچھا کون سے تین اشنان
بولا پہلا دائیوں کا دوسرا نائیوں کا اور تیسرا کہاریوں کا میں نے کہا مجھے سمجھ نہیں آئی
ذرا تفصیل سے بتائیے یہ دائیوں۔ نائیوں اور کہاریوں کا اشنان کیا ہوتا ہے دیوکی نندن جی
بولا جب میرا جنم ہوا تھا پہلا اشنان مجھے دائیوں نے کرایا تھا اور دوسرا جب میری شادی
ہو رہی تھی تو دوسرا اشنان نائیوں نے کرایا تھا اب جب میری مرتیو ہو گی تو شاید تیسرا
اشنان میری کہاریوں نے کرانا ہے اس کے علاوہ میں اور کبھی بھی نہانا پاپ سمجھتا ہوں
ہمیں یقین ہو گیا کہ یہ اپنے وچن کا پکا ہے تبھی آج تک ہم نے اس کو نہاتے نہیں دیکھا
دھرم پرکاش کھوکھا سمہ والے نے بتایا کہ دیوکی نندن پہلے بھی ایک بار اسی اندولن میں جیل کاٹ چکا ہے
اب دوبارہ ہمارے ساتھ جیل میں آیا ہے پہلی والی سزا میں عدالت نے دیوکی نندن کو جیل کے علاوہ
جرمانہ بھی کیا تھا جو اس کے جیل بھیجنے کے بعد پولیس اس کے ماں باپ سے جرمانہ وصول کرنے ان کے گھر گئی
دیوکی نندن کا باپ بوڑھا اور آنکھوں سے اندھا ہے پولیس اس کو جرمانہ نہ دینے کے جرم میں



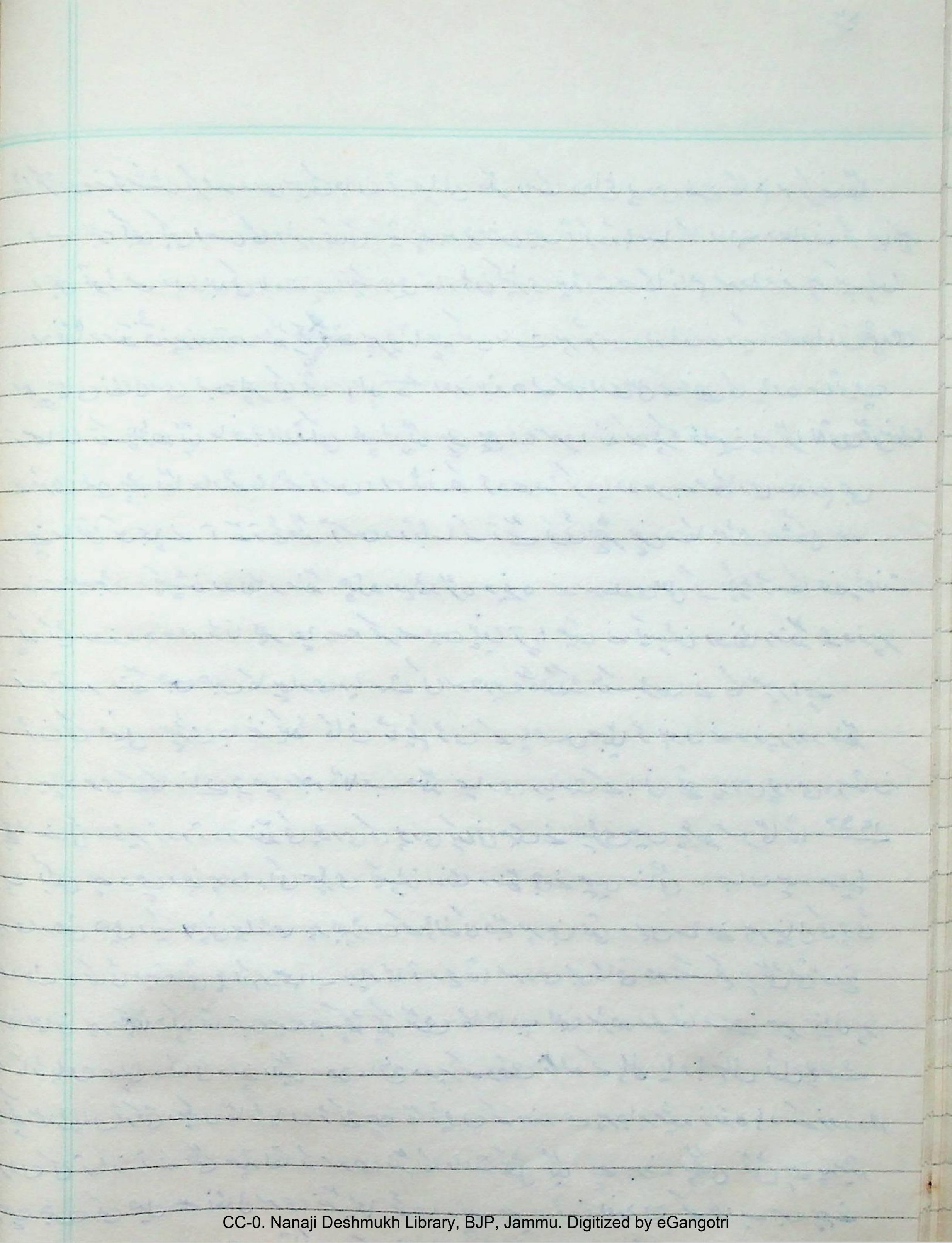
لیکن کٹر حوالات سے لکھی مگر جرم نہ پھر بھی وصول نہ ہو سکا یہ سب سن کر ہم بہت پریشان اور اداس
ہوئے مسٹر ہیچ نے دیو کی ننندان کے چہرے پر بھی اداسی نہیں دیکھی اوم پرکاش خود کوئی کام کا رہنے
والا N ہے پر کافی دیر سے اندر اندر دنگا بازی کا کام کر رہے ہے پولیس نے کئی بار اس کو پکڑنے کی کوشش کی
لیکن کامیاب نہ ہو سکی آخر پارٹی کے آدیش انوسار اوم پرکاش نے ستیہ گرہ کر اپنے آپ کو گرفتاری
کیلئے پیش کیا پولیس نے اس پر 13 جرم لگا کورٹ میں پیش کیا کورٹ نے اس کو 13 جرموں
کی 13 سال کی سزا با مشقت سنائی اور 500 جرمانہ کیا ان کے ساتھ ایک دوسرے صاحب ہیں
سرداری لال جی یہ نگری پیر محل کے رہنے والے ہیں بہت گرم مزاج اور پرجا پریشد کے
سرگرم ورکر ہیں ۔ ان کی داستان بڑی حیرت انگیز اور کارناموں سے بھری پڑی ہے جو اگلی قسط
اشاعت میں بیان کرونگا سرداری لال پڑھا لکھا M.A کی ڈگری حاصل کردہ نوجوان ہے

قسط نمبر 8

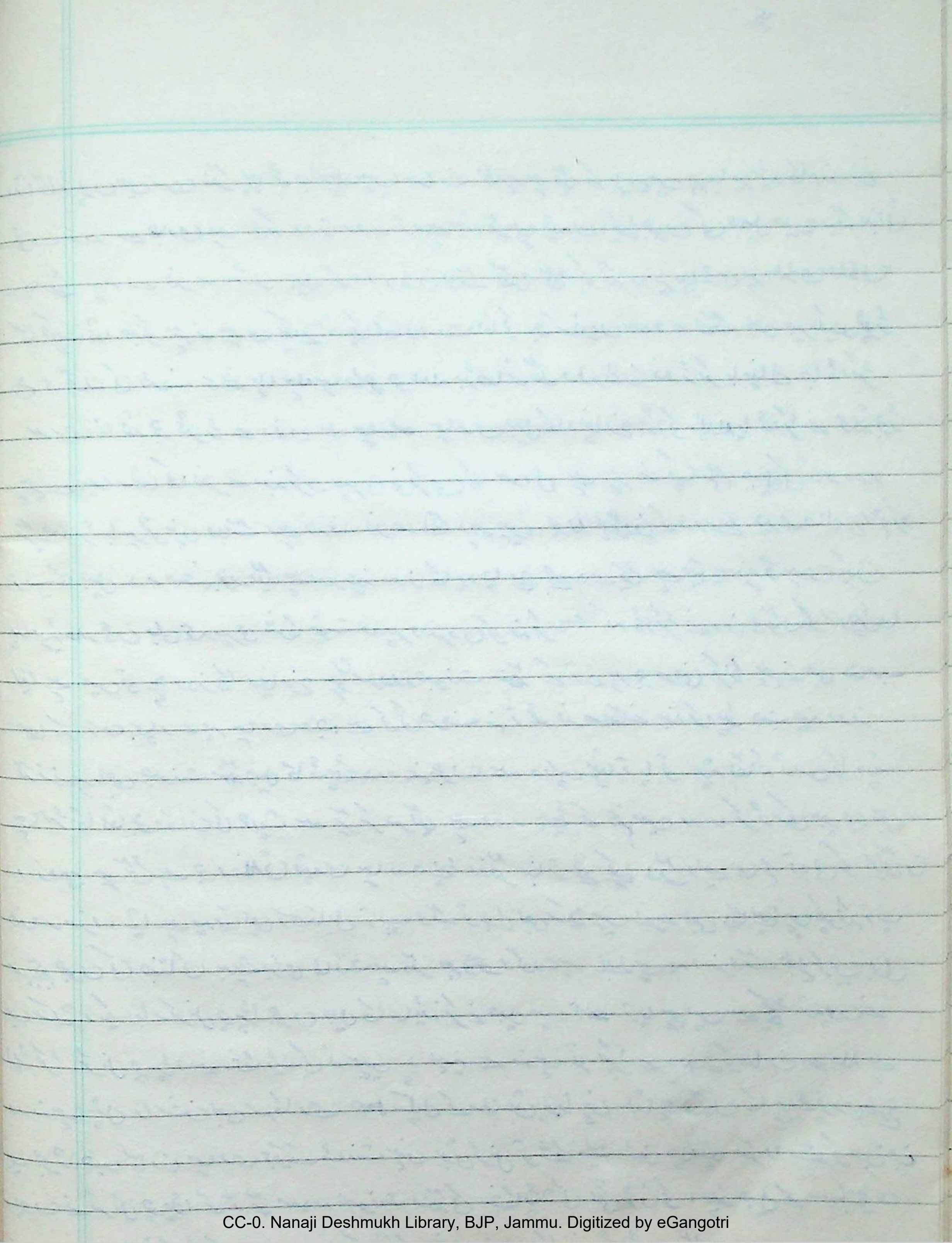
ایک بار نگری پیر محل میں پنچایتوں کے چناؤ ہونے لگے 9 آدمیوں نے پرجا پریشد کے امیدوار کی حیثیت سے
پرجا پریشد کی ٹکٹ پر پرچے بھرے چناؤ والے دن نیشنل کانفرنس والوں کو جان پڑا کہ پرجا پریشد
والوں کے امیدواروں کے مقابلے ہمارے امیدواروں کے جیتنے کی کوئی امید نہیں کو چناؤ کرانے والے
ادھیکاریوں نے سرکار کے اشارہ پر چند چٹھیاں آفیسر اور اعلان کر دیا کہ آج چناؤ نہیں
ہو گا پرجا پریشد والے امیدواروں اور ورکروں نے ان افسروں کی چیتاونی دی یدی چناؤ نہیں
کروانے تو ہم نوے نو آدمیوں کو بلا مقابلہ کامیاب قرار دیا جائے مگر N.C کے اشارہ پر افسران
کی بات نہ مان اپنے کاغذ قلم لیکر چناؤ کینسل کرنے کا اعلان کردہ ستھان خالی کر گئے انا لوگوں
نے ڈپٹی کمشنر آفیسر کے دفتر کے سامنے دھرنا دے بھوک ہڑتال پر بیٹھ گئے تمام قصبہ میں زبردست ہڑتال
ہو سرکار کے خلاف زبردست نعرے ہونے لگے آخر پبلک کے رویہ کو دیکھ آخر چند روز بعد الیکشن
افسر نے سات سیٹیں بلا مقابلہ پرجا پریشد کے امیدواروں کو دے دیں اور ان سرکاری حکم
کے مطابق ان افسروں کو نوکری سے نکال دیا جنہوں نے کسی مقامی N.C کے لیڈر کے اشارہ
پر ایسا کیا تھا اسی بیچ کئی روز کی بھوک ہڑتال کے کارن سرداری لال بیمار ہو گیا



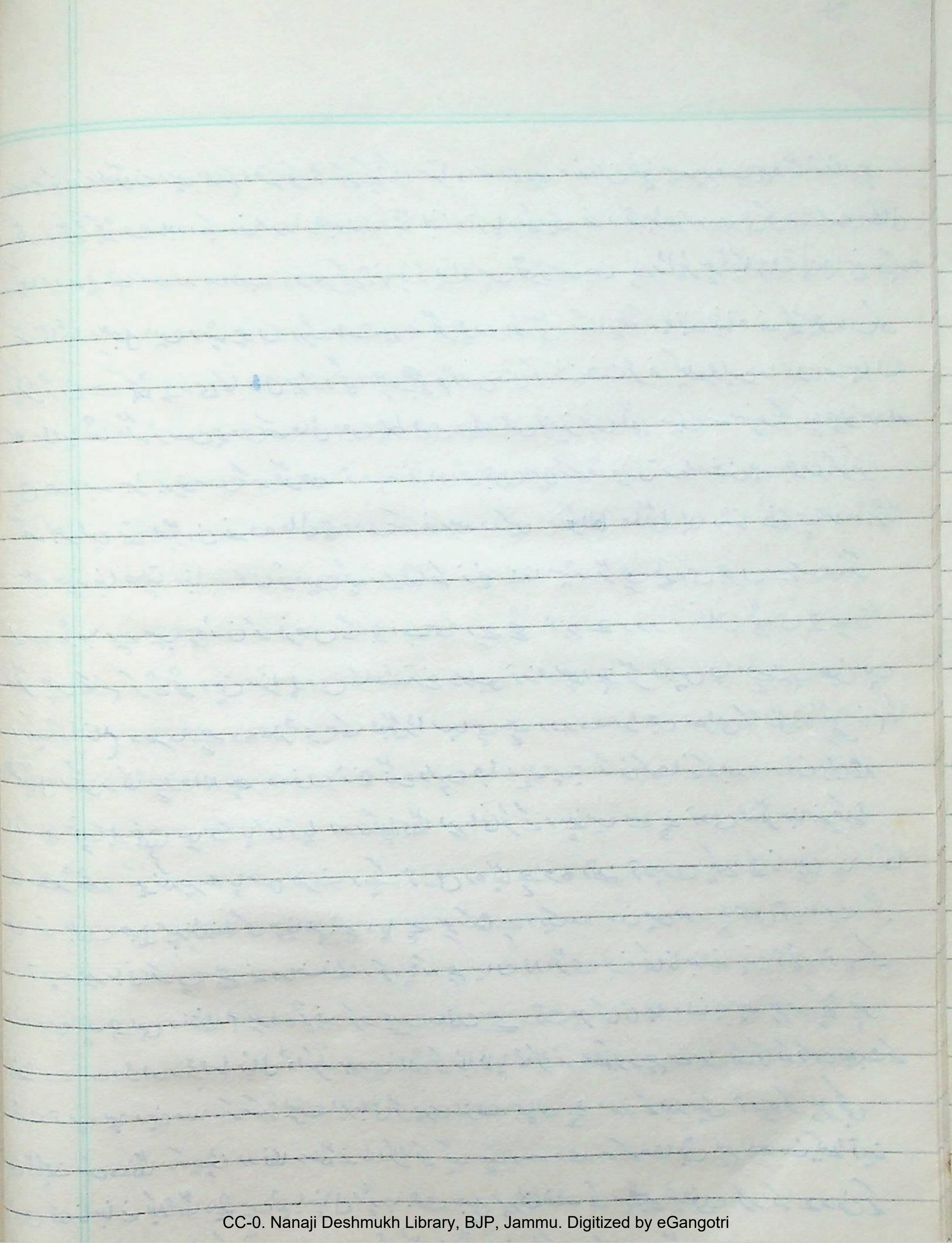
ڈاکٹروں نے کوشش کر کے سرداری مل کی جان تو بچا لی مگر اسکا دماغ پوری طرح کام نہ کرتا تھا
اب کبھی کبھی اس کا اثر دکھائی دیتا ہے پر جوش میں آکر دریا سا کا روپ دھارن کر لیتا ہے
ابھی تھوڑے روز پہلے کی بات ہے ایک جیل وارڈن کیپٹن پنڈت جسکا نام سدا نند ہے کیپٹن
اودنکار سنگھ جی وزیر زور آور سنگھ کے پوتے نے پوچھنے پر بتایا کہ کسی بات پر اس وارڈن نے ایک سادھارن قیدی
سمجھ کر گالی نکال دی بس پھر کیا تھا اللہ دے اور بندہ لے سرداری مل کے غصے کا پارہ ساتویں
آسمان تک چڑھ گیا جانو جوالا مکھی پھٹ گیا ہو وہ سدا نند کو پکڑ کر زمین پر گرا لاتوں گھونسوں
سے بری طرح پیٹنے لگا مارتے مارتے اس وارڈن کو ادھ مرا کر دیا دوسرے سرکاری ملازم بھی
اپنے ساتھی کو بچانے آ گئے مگر اس دریا کے آگے کوئی ٹھہر نہیں سکا بڑی مشکل سے
منت سے بڑے۔ کیپٹن اودنکار سنگھ۔ ہیڈ وارڈن وغیرہ نے سرداری مل کو پکڑ کر اسکا غصہ شانت
کیا کئی روز وہ وارڈن پھر چارپائی سے کمرے میں پڑا رہا ہے۔ کیپٹن اودنکار سنگھ جو وزیر
زور آور سنگھ جی جس کا ہماری ریاست کی سرحدیں گلگت تک بڑھانے کا سہرا ہے
ان کی فیملی ہسٹری جاننے کیلئے کافی ٹائم ان کے پاس بیٹھا انہوں نے وزیر زور آور سنگھ
کی بہادری کے کارنامے جو مہاراجہ گلاب سنگھ ہماری ریاست کے بانی تھے پوری پوری داستان
مجھے سنائی وزیر زور آور سنگھ کی پوری کہانی میں نے ہسٹری میں پڑھ رکھی تھی 1937
میں لکھی ہے وہی اپنے پردادا کی ہسٹری کیپٹن اودنکار سنگھ جی نے مجھے سنائی۔ جہاں ہمارے لئے
یہ عارضی جیل ایک اونچی پہاڑی پر بھیڑوں کے پالنے کی جگہ پر بنی تھی وہاں سامنے پیر پنجال کی چوٹی
صاف دکھائی دیتی تھی چونکہ موسم اب بہار کا آ رہا تھا سردی بھی کافی حد تک کم ہو گئی تھی سورج
بھی آسمان پر کھلا چمکتا تھا جس میں اب کچھ کچھ گرمی کا تاپ بھی بڑھ رہا تھا سامنے پیر پنجال پر
پر گاڑیاں چلتی دکھائی دینے لگیں 30 مارچ دوپہر کے وقت تالہ کے پاس یا بانہال ٹنل پر سے
پر کچھ گاڑیاں آتی دیکھیں گاڑیوں کے اندر سے پرجا پریشد زندہ باد کے زور دار
نعروں کی آواز آنے لگی پتہ لگا کہ سری نگر کا راستہ کھل گیا ہے برف پگھل گئی ہے یہ ستیہ
گرہی جموں کی جیل سے نکال سری نگر لے جا رہے ہیں ان نعروں کے جواب میں ہم نے
بھی زور دار [illegible] کے نعرے لگائے پتہ لگا کہ جموں کی جیل سے 125 ستیہ گرہی



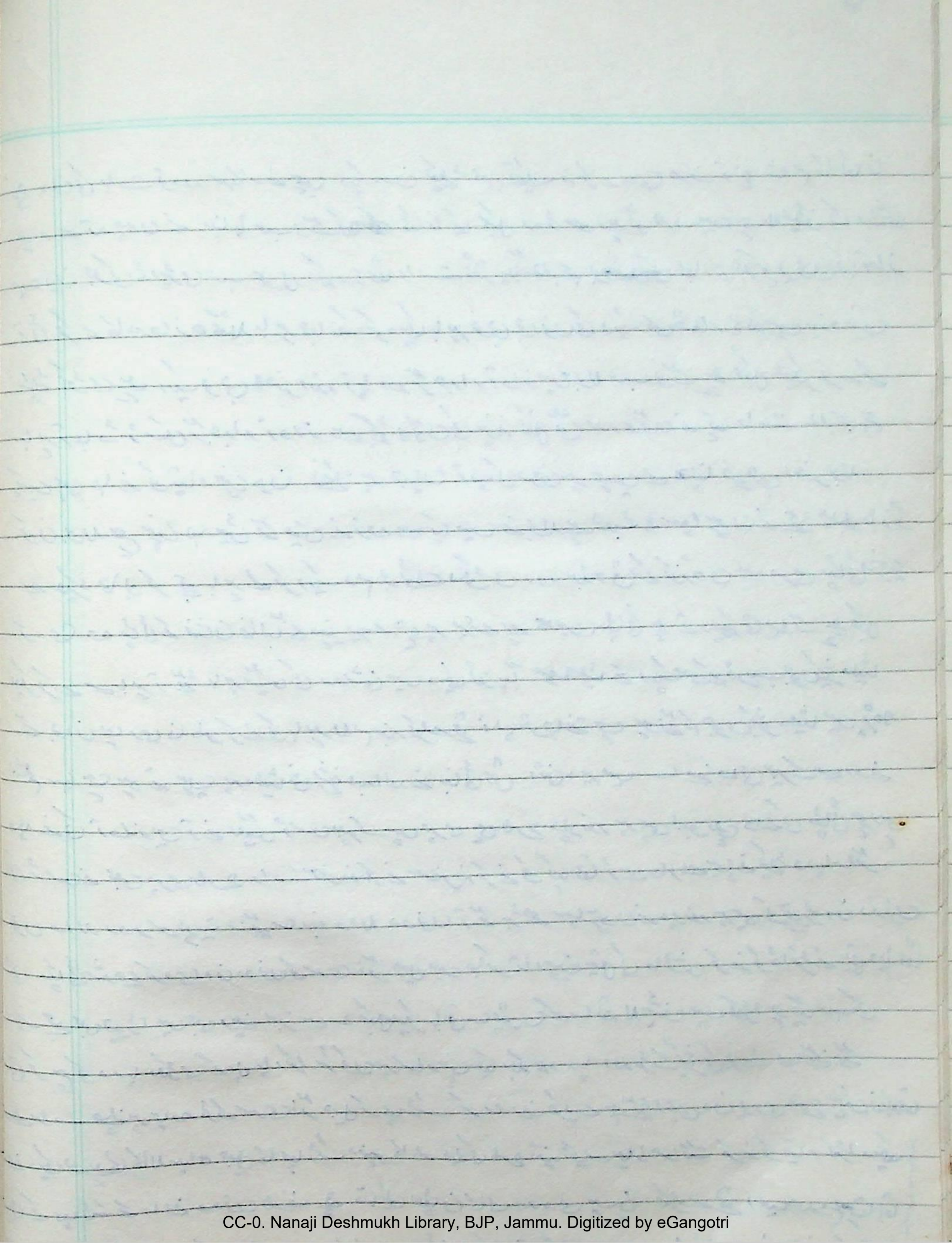
ان گاڑیوں میں سری نگر پہنچائے جا رہے ہیں صاف ظاہر ہو گیا کہ جموں میں ہر جا پر تشدد کا اندولن
خوب زور سے جاری ہے تاکہ روز روز آ رہے ستیہ گرہی قیدیوں کو جموں کی جیل میں جگہ بنائی
جا سکے ہمارے نعرے سن جیل کے وارڈن لوگ گھبرا گئے کیونکہ وہ ہر ہماری ہر ملاقاتی والوں
کا حصہ تھی جنکو ہم نے پہلی ٹکڑیاں دیکھا تھی بھارت ماتا کی جے کے نعروں سے وہ لوگ بھی پریشان تھوڑے
ہم لوگوں کی طرف بھاگے یہاں پہلے ہمارا جو حوصلہ بڑھانے لگے وارڈن دوڑ کر باہر نکل جا کر ڈاکٹر
بدری ناتھ جو تھوڑے دنوں سے ہماری جیل کا انچارج تھا کو بلا لایا ڈاکٹر نے ہاتھ جوڑ
ہم سے پرارتھنا کی نعرے بند کرو میری نوکری کا سوال ہے ہم نے کہا ہم جیل کی تار دیوار
کے چھوڑ باہر تو نہیں جا رہے ہیں صرف نعرے لگا رہے ہیں بولا بھگوان کے واسطے میرے حال پر رحم کرو
آپ کا جیل داروغہ جموں گیا ہے اور چند روز کا یہ چارج مجھے دے گیا ہے میں ہندو ہوں کہیں
یہ ہیڈ وارڈن جیلی محمد میری شکایت اوپر افسروں کو نہ کر دے کہ ڈاکٹر نے ان لوگوں کو سر چڑھا
لیا ہے میں تو چند روز کا انچارج ہوں سردار جسونت سنگھ کے آنے پر جو مرضی کرنا ہم نے یہی مناسب
سمجھا کہ اس بیچارے پر ہماری وجہ سے کوئی حرف نہ آئے نعرے لگانے بند کر دیئے جب چند روز
بعد ان کے بھی جسونت سنگھ جیل کا ڈپٹی داروغہ جموں سے واپس پہنچا تو پتہ لگا کہ اس کا ایک
ہی لڑکا تھا جو مکان کی چھت سے گر کر مر گیا ہے اور بیٹے کے غم میں رو رو کر اسکی بیچاری بیوی
اندھی ہو گئی ہے جو اخلاقی قیدی ہمارے لئے نرک بنائے تھے کہتے ایسے ظالم آدمی کو بھگوان
ضرور سزا دیتا ہے یہ تھی اس قابل آپ لوگ تو بول بھی سکتے ہیں نعرے بھی لگا لیتے ہیں کیونکہ آپ
کے پیچھے جموں کی جنتا کی بہت بڑی طاقت ہے مگر ہم لوگوں پر کیلئے یہ افسر لوگ ظلم کریں بول
نہیں سکتے ایک بار کرنل چوپڑا جموں جیل کا معائنہ کرنے جیل میں آیا ہم میں سے کچھ قیدیوں نے
ڈیپوٹیشن کر کے کرنل چوپڑا سے شکایت کی کہ ہمیں ۲/۳ مہینہ سے نہ ہی تو کپڑے دھونے کو صابن ملا ہے
اور نہ ہی تیل راشن بھی سرکاری سکیل کے مطابق پورا نہیں ملتا ہم لوگوں کا پیٹ پوری طرح
نہیں بھرتا جس کا ان ہماری بھوک نانت نہیں کرنل تو شکایت سن چلا گیا مگر رات کو جن جن
آدمیوں نے کرنل چوپڑا کے آگے سردار جسونت سنگھ کی شکایت کی تھی ان کو اپنے جیل کے سپاہیوں کے
کے ذریعہ وہ پٹائی کرائی کہ بیچاری مار کو دیکھ شیطان بھی کانپ اٹھا ہوگا



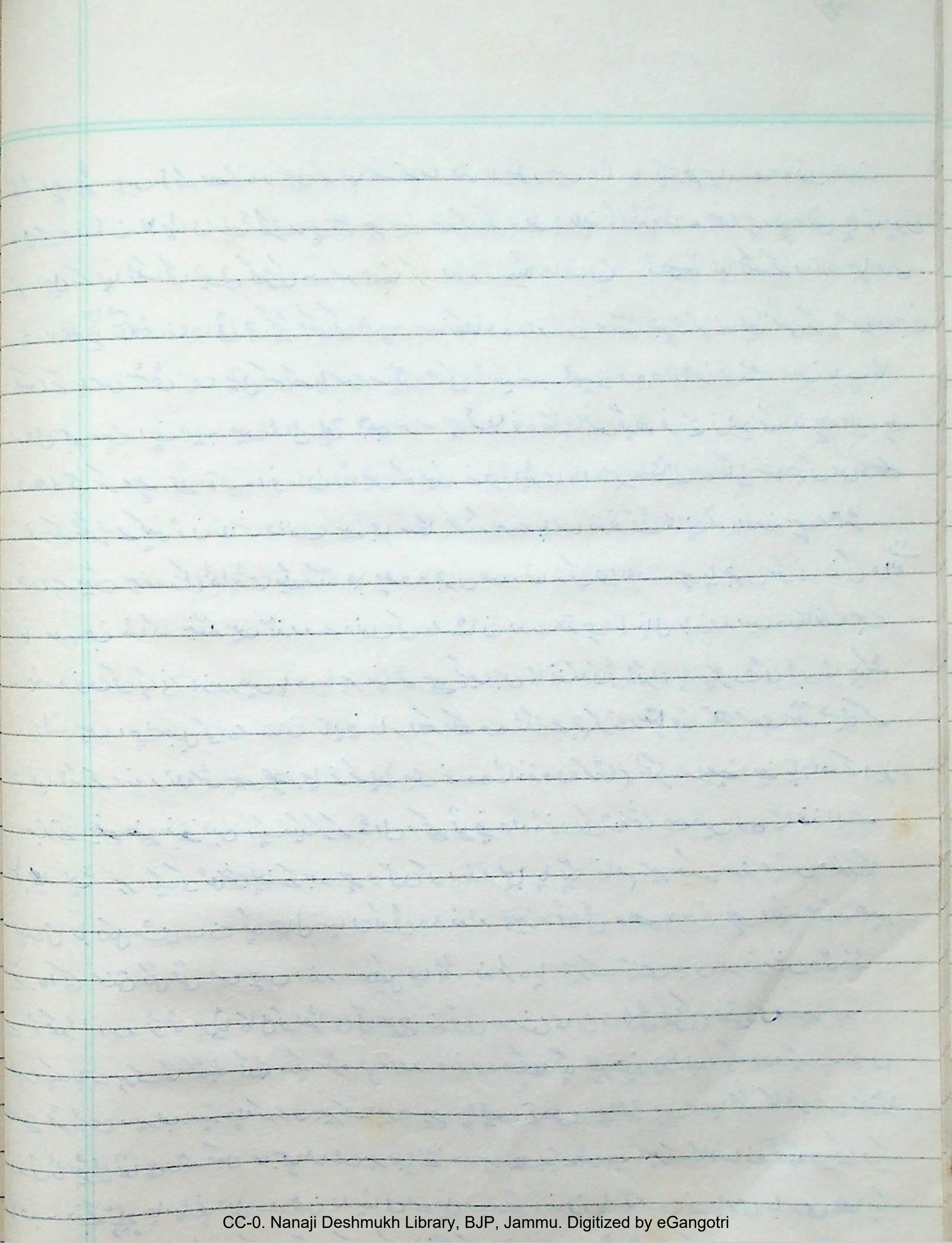
اس کا رنگ لکھوان اپنے تمام افسر کو اسکے کئے کی سزا دے رہے ہیں۔ انہی دنوں فتح پور میں جب ہم دیکھے آزاد ہو
کر آ گئے کچھ عرصہ بعد ایک دن سردار جسونت سنگھ لنگاہ آیا دیکھتے ہی نہ آتے بڑھ کر سردار جی کو ست سری اکال
کہی اور پوچھا سردار صاحب ادھر کیسے آنا ہوا تو بولا میں تھوڑے دن پہلے رٹائر ہو چکا ہوں پچھلے ہفتہ ڈیرہ
کے گاؤں بھجل میں رہتا ہوں ایک رات میرے گھر چوری ہو گئی سنا ہے کہ پولیس لنگاہ نے کچھ چوروں کو
پکڑا ان سے کچھ چوری کا مال برآمد کیا ہے مجھے اس مال کی شناخت کرنے کیلئے پولیس والوں نے یہاں
بلایا تھا مگر اس چوری کے مال میں میری ایک بھی چیز نہیں تھی میں نے ہنس کر کہا چلو سردار
جی صاحب برابر چوروں کے گھر اور آپ نے بھی تو جموں جیل کے قیدیوں کے راشن میں چوری کر کر
گھر بھر لیا تھا لکھوان نے وہ مال چوروں کے ذریعہ واپس منگوالیا منگوا لیا اتنا سنتے ہی سردار برا
سا منہ بنا چلتا بنا۔ یہاں تو میں کہہ رہا تھا کہ آج 125 سینئر آرمی قیدی جموں سے سری نگر
لے جائے جا رہے ہیں ہم ان کے نعروں کا جواب دے رہے تھے آج دو اور افسر قیدی جو یہاں
لنگر میں کام کرتے تھے اپنی سزا پوری کاٹ کر آج ہی آزاد ہو کر اپنے گھر واپس جا رہے ہیں جن میں
ایک کا نام دھرم پال ہے وہ ملٹری کا گھوڑ سوار سپاہی ہے اور دوسرا بھی ملٹری کا گھوڑ سوار گوکھی نام کا
سپاہی تحصیل رکوٹ کا رہنے والا ہے دونوں آج گھر واپس جا رہے ہیں ان کے جانے کے بعد دارخانہ بلی محمد
نائک جو منڈھیتا پونچھا ہمارے پاس آیا اور کہنے لگا مہربانی کر کے اپنے میں سے $\frac{2}{3}$ آدمی لنگر بنانے کیلئے
لگا دیجیے دو کیونکہ میرے پاس صرف ایک آدمی رہ گیا ہے وہ اتنے آدمیوں کیلئے کھانا نہیں بنا سکتا
میں نے جموں جیل سپرنٹنڈنٹ کو پیغام بھیج دیا ہے ہو سکتا ہے ایک دو دن میں اور $\frac{2}{3}$ آدمی آ جاویں تب
تک آپ مہربانی کریں ہم نے صاف انکار کر دیا کہ ہم یہاں لانڈری بن کھانا بنانے نہیں آئے یہ آپ کی
ذمہ داری ہے جو بھی انتظام ہو وہ تم خود کرو ہمیں دونوں سمے وقت پر کھانا ملنا چاہیے ہم اور کچھ نہیں
جانتے وہ دوڑا دوڑا بھاگا ڈاکٹر بدری ناتھ کو بلا لایا ڈاکٹر نے کہا جو آپ سے پیار تھا کہ اس وقت کے
وقت آپ ہی ہماری امداد کر سکتے ہیں مہربانی کر میری عزت بچالو $\frac{2}{3}$ روز کے بعد میں آپ کو ہرگز بھی
ایسی تکلیف نہیں دونگا۔ کیپٹن اور نفا سنگھ نے ڈاکٹر کو کہہ سمجھا دے وعدے کے مطابق ہم دو دن کیلئے اپنے
آدمی کھانا بنانے کیلئے لگا دیتے ہیں تم باہنال سے جا جموں جیل سپرنٹنڈنٹ کو ٹیلیفون کر دو کہ 2 دن کے
اندر اندر کھانا بنانے کیلئے آدمی بھیج دے ڈاکٹر بچھ ... شکریہ کر چلا گیا



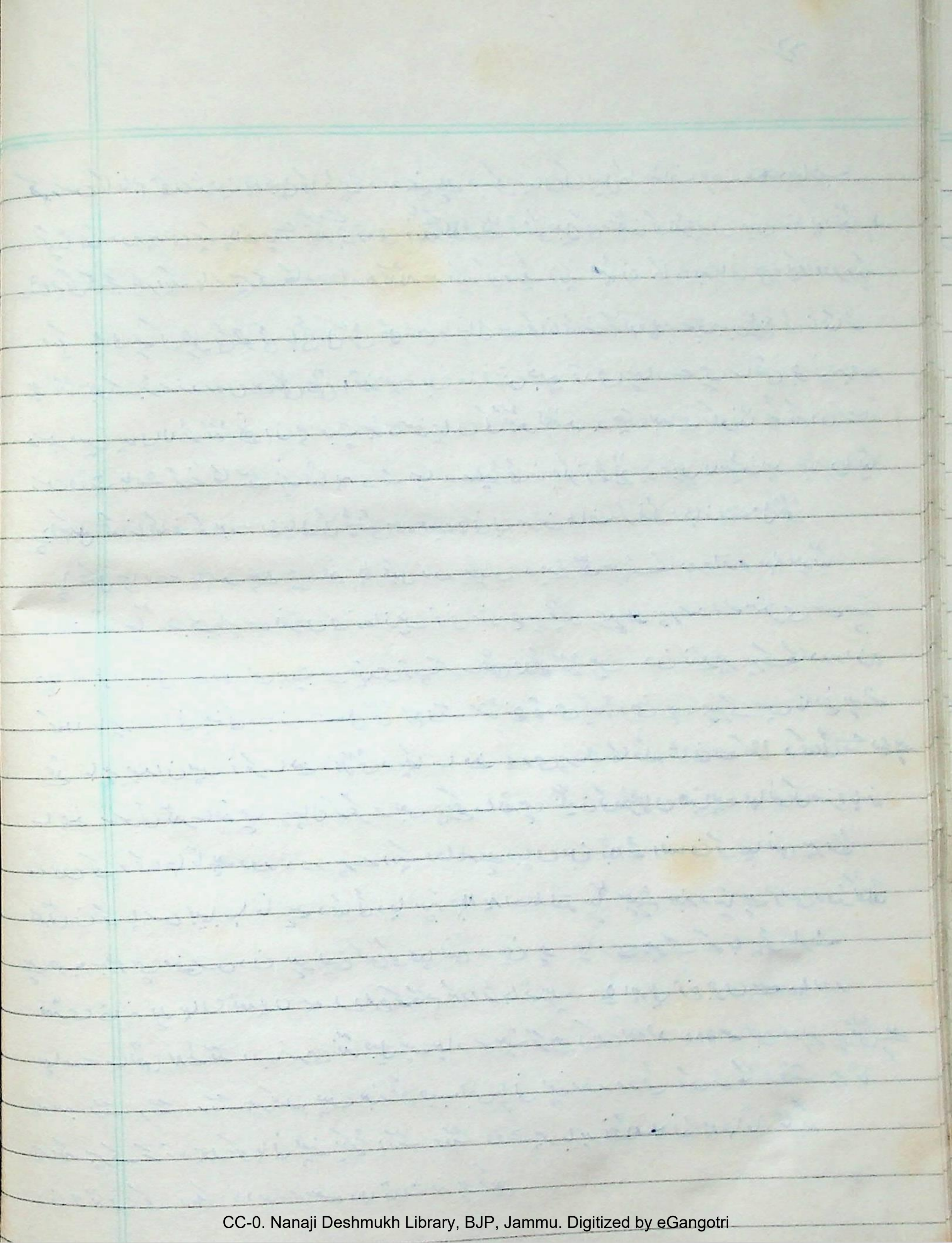
بچے دن کی بات تو دور سرکار نے ہمیں ایک دن کیلئے بھی تکلیف نہ کرنے دی صرف آج شام کا کھانا
ہمارے آدمیوں نے بنایا سب لوگ کھانا کھا کر کمبل اوڑھ سو رہے تھے صرف میں ہی لالٹین کی روشنی
میں دین بندھو کی ڈائری میں سب حال لکھ رہا تھا رات تقریباً 12 بجے ~~بوٹوں~~ بھاری بھرکم بوٹوں کی آواز
آئی کمرے کا دروازہ کھلا باہر جھانک کر دیکھا باہر فوجی جوانوں کی ایک بھی قطار کھڑی تھی ہاتھ میں بندوقیں
لیے کھڑی ہے ایک فوجی افسر اندر آیا اور گرجدار آواز میں بولا سب لوگ کمبل لیکر کمرے کے
باہر آجاؤ اسکی گرجدار آواز سے کچھ لوگوں کی نیند کھل گئی اور لوگوں نے کہا رات کے 12 بجے ہم
کہیں بھی جانے کو تیار نہیں دن نکلنے پر جہاں آپ کی مرضی ہو ہمیں لے چلنا فوجی افسر بولا
کون بولا ہے میں جب میں آگے گیا میں نے زور سے کہا میں نے بولا ہے تبھی 2 سپاہیوں نے مجھے دونوں بازو
سے پکڑا تھا ہوا کر مجھے باہر لے کر ایک دم بوٹوں مکوں اور بندوق کے کندوں سے میری پٹائی شروع
کر دی وہ پٹائی کے نشان غالباً 65 سال میرے جسم پر پڑے رہے میری پٹائی ہوتے دیکھ تمام لوگ کمبل
لیکر کمرے سے باہر آگئے باہر گیس کی روشنی میں دیکھا تو پتہ لگا ~~[illegible]~~ ایک صوبے کے قریب جموں کشمیر ملیشیا
کے جوان ہماری خاطر کرنے کو باہر لائن بنا کر کھڑے تھے آپ تو جانتے ہی ہونگے کہ جموں کشمیر ملیشیا میں 90%
مسلم سپاہی ہوتے ہیں یہ ملیشیا خود شیخ عبداللہ نے بنائی تھی اتنی دیر میں سامنے والی بیرک سے رونے
چلانے کی آوازیں آنے لگیں اس بیرک میں میری ہی طرح دینا ناتھ ہریجن لعل چند جی وکیل کی پٹائی ہو رہی
تھی اس نے بھی میری طرح رات ~~[illegible]~~ کرنے سفر نہ کرنے کو کہا تھا ان سے ملا ہے ہی جانے دیکھ دریا ساگر
جموں والا اور سوہن سنگھ سنہ والا دونوں آگے بڑھے سپاہیوں نے دینا ناتھ ہریجن کو چھوڑ ان دونوں
کی پٹائی شروع کر دی ان دونوں کو سری نگر جیل میں جاکر تارپین تیل کی مالش کرنے کو ڈاکٹر نے بتل دیا تھا
رات مجھے بھی تھوڑا سا بھی اپنے بستر سے 2 کمبل لیکر باقی ساتھیوں کے ساتھ لائن میں کھڑا ہو گیا سب کی
گنتی کر ہم کو دریا لکڑی کے پل پار کرا ٹرکوں پر سوار نہیں کیا بلکہ لاد دیا اور ٹرک سرینگر کی طرف بھاگنے لگے
پوری رات چلنے پر ہمارے ٹرک سری نگر جیل کے پھاٹک کے سامنے کھڑے ہو گئے ابھی دن پوری طرح نہیں نکلا تھا
سامنے دیکھا تو پتہ لگا کالا سیاہ جیل کا پھاٹک منہ کالے دیو کی طرح منہ کھولے ہمارا سواگت کرنے کو تیار کھڑا دیکھا
جیل کے پھاٹک کے سامنے دونوں طرف تھے قبائلی سپاہی کالی وردی پہنے کھڑے تھے ایسا معلوم ہوتا تھا
کہ یمراج کے یمدوت ہمیں دوزخ میں ڈالنے کیلئے آگئے ہیں وہ بار بار ہمیں دھمکیوں کو تاڑ



دئے رہے تھے ہمیں ٹرک سے اُتار جیل کے پھاٹک کے سامنے لالٹینوں میں بٹھا دیا گیا ہم بیچارے دونوں طرف
جیل کے وارڈن لاٹھیاں لیے کھڑے ہو گئے ہم میں سے کسی کو بولنے یا ہلنے کی جرأت نہیں ہو رہی تھی پانچ آدمیوں
کو جیل کے پھاٹک کی چھوٹی کھڑکی سے سر جھکا کر اندر دھکیلا جانے لگا - ڈیوڑھی کیا ٹک کے اندر ہماری
پوری طرح جامہ تلاشی لی جاتی جو کچھ کسی کی جیب سے نکلتا وہ وارڈن لوگ جھپٹ کر لے لیتے کسی کے پاس صابن
کسی کے پاس شیشی میں تیل کسی کے پاس سگرٹ کی ڈبیہ سب چھین وہ وارڈن لوگ اپنے باپ کا
مال سمجھ اپنی اپنی جیب میں ڈال لیتے جیسے مرے ہوئے جانور کا ماس گِدھ نوچ نوچ کر کھاتا ہے ایسا ہی
وہ لوگ کر رہے تھے آپ انومان لگا لیں کہ میں نے جو ڈائری ۱۴ دسمبر 1952ء سے لکھنی شروع کی تھی ڈھیلے
ڈھیلے ٹکڑے کیسے ان تلاشی والوں سے بچا سکا کیونکہ میرے پاس نہ تو کوئی کاپی تھی اور نہ ہی رجسٹر
جس پر میں پوری کی ڈائری لکھ سکتا چاہے وہ جموں صدر تھانہ کی حوالات ہو یا جموں ستی تھانہ کی حوالات
یا رسم پور ڈاک بنگلہ میں گذارے دنوں کی داستان اور ساتھ ہی ننہال بازار میں دوکانوں میں
بند دنوں کی کہانی بازار میں یا دریا پر نہانے سے کہیں بھی کاغذ کا کوئی ٹکڑا یا سگرٹ کی ڈبی کا پیکٹ
ملتا میں اپنی جیل کی داستان تاریخ وار لکھ لکھ وہ ٹکڑے جمع کرتا رہتا تھا تلہ سری نگر جیل کے
پھاٹک کے اندر تلاشی سے بچنے بچانے کے لیے میں نے وہ کاغذوں کے تمام ٹکڑے اپنے اپنے پاجامہ کے ایزار
بند کے پیچھے نیفے میں ایک ایک کر کے ڈال رکھے تھے جو وارڈنوں کی تلاشی سے میں وہ کاغذات
بچا لیئے ہر ایک کی تلاشی لینے کے بعد ہم لوگوں کو اندر لیجایا گیا تمام بیرکیں بند تھیں اندر کا
میدان بالکل سنسان کیا مجال یہاں کوئی جاندار چیز دکھائی دیتی ہو ایک بیرک جس
نمبر ۵ کی تختی لگی تھی میں ہمیں اندر دھکیل کیا ٹک بند کر دیا بیرک گندی بدبودار فرش جگہ جگہ
سے اُکھڑا اور ٹوٹا پھوٹا کال کوٹھڑی کی طرح نہ کوئی روشن دان نہ کوئی کھڑکی تھوڑی دیر بعد
پھر ایک بار بیرک کا پھاٹک کھلا ایک گروپ اور اندر دھکیلا گیا پھر چند منٹ بعد ایک اور گروپ اسی
طرح تھوڑی دیر بعد پتہ چلا کہ اس بیرک میں ہم چالیس آدمی ہو گئے ہیں کیا ٹک کا فرش گندا
اور ٹوٹا پھوٹا تھا ہم لوگ کمبل بچھا فرش پر بیٹھ گئے دوپہر ۱۲ بجے کے قریب بیرک کا دروازہ کھلا دیکھا ایک
صاحب جن کے پیچھے چار پانچ جیل وارڈن لاٹھیاں لے چل رہے تھے اندر آیا اس نے باری باری سے ایک
ایک آدمی کو دیکھنا شروع کیا اور کسی کسی کو انگلی کے اشارے سے اُٹھنے کو کہا بعد میں پتہ چلا

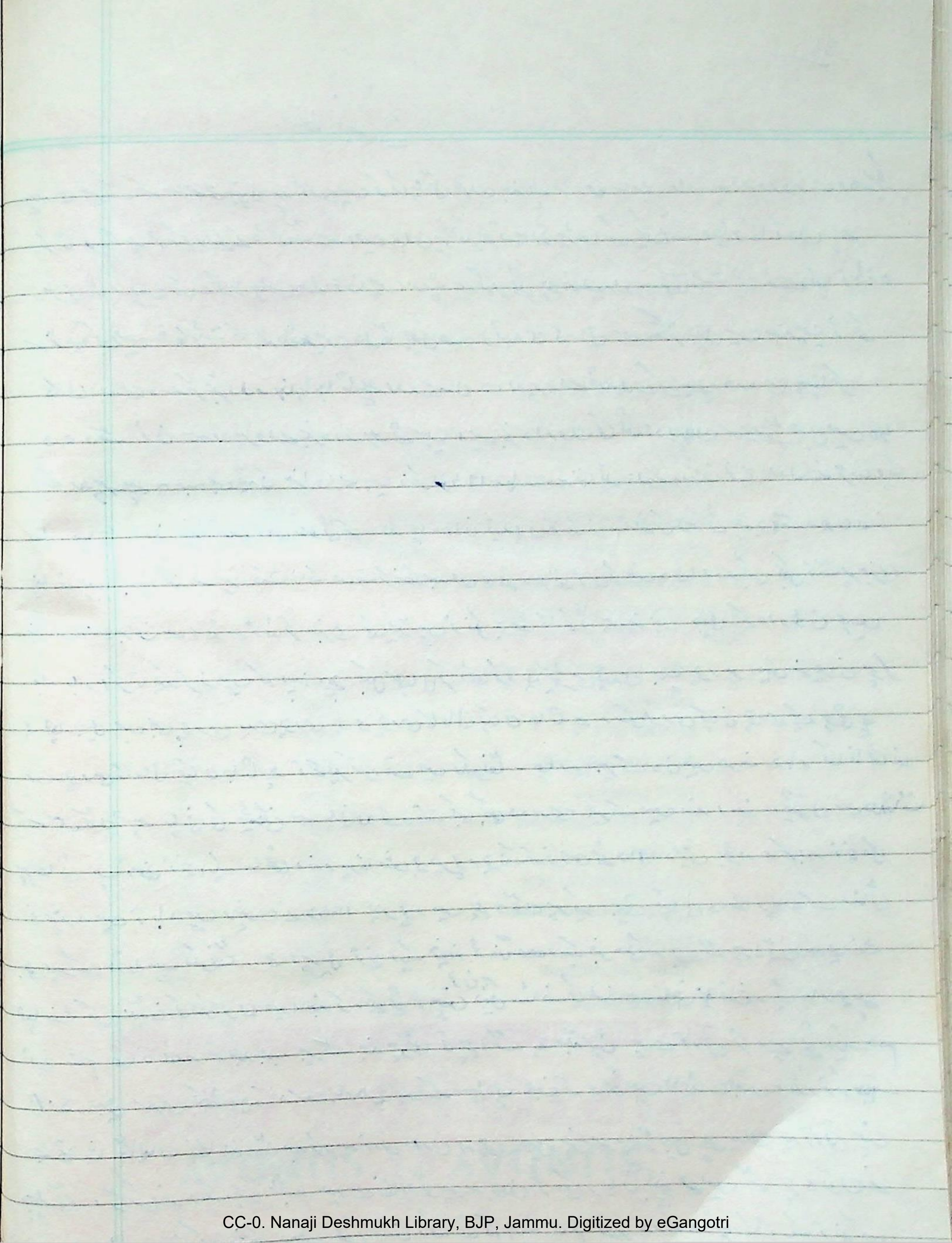


تھا اس کا نام محمد شریف یہ جیل کا ڈپٹی داروغہ ہے جسکو یہاں کی جیل کا سٹاف [illegible] صاحب
کہتا تھا اور یہ بھی پتہ چلا کہ ہمارے کیمپ جو آدمی اس سے باہر اندر بلائے گئے انکو جیل کی سنگین کوٹھڑیوں میں بند کیا گیا ہے
شام کو ۶ بجے پھر ایک بار بیرک کا دروازہ کھلا ہر ایک کو ایک ایک ٹین کا ڈبہ پانی پینے کیلئے اور ایک
ایک بالٹی پیشاب کی چھوٹی چھوٹی بالٹی مل گئی کل شام باہر نال سے کھانا کھانے کے بعد پورے چوبیس گھنٹے کھانا کھائے
ہو گئے تھے بھوک بڑے زوروں سے لگی تھی اتنے میں بن مانس جیسے آدمی ہمارے ہی ساتھی جو نومبر اور
دسمبر میں یہاں لائے گئے تھے ان پر بہت بڑی سختیاں کی گئیں تھیں جو میں بعد میں لکھونگا کیونکہ ان کے ساتھ
اس وقت بات کرنے کا موقع نہیں تھا یہ لوگ ہمارے لیئے کھانا لیکر آئے تھے جو ہمیں لالٹین میں بٹھا دیا گیا
۲/۱ بجے تک کھانا کھانے کے بعد سامنے پانی کی ٹینکی سے ہمیں پانی پی برتن صاف کرنے کی اجازت مل گئی
۲/۱ کمبل ہمارے پاس پہلے ہی تھے ۲/۱ کمبل اور ہمیں دیئے گئے بیرک کا دروازہ بند ہو گیا
رات گذر گیا ۲ بجے باہر سے نعروں کی آوازیں آنی شروع ہو گئیں پہلے تو پہرے والے سنتری سے پتہ
چلا کہ جموں جیل سے اور بھی بہت سے قیدی ٹرپ کے ساتھی لائے گئے ہیں دن نکلے پر بیرک کا دروازہ
کھلا باہر سے پانی پینے کی اجازت مل گئی ہم لوگ خوش ہوئے تو دی گیئے اپنی ہی بیرک میں فارغ ہوئے
گئے باہر میدان میں آ کر سامنے نظر گئی دیکھا سامنے ہری پربت کا قلعہ شان سے کھڑا دکھائی دے رہا ہے
سامنے رسوئی گھر ساتھ ہی ہسپتال کے کمرے بھی دیکھے ساتھ ہی سنگین کوٹھڑیاں جن میں پھانسی کی سزا پانے
والوں کو رکھا جاتا ہے اور دور پرے ایک احاطہ ہے جہاں بن بلائے انسان کو پھانسی پر لٹکا
جلادوں کے پاس بھیجا جاتا ہے دکھائی دیا پتہ چلا یہ احاطہ گذر گیا ہمیشہ بند رہتا ہے اسی روز کھلتا
ہے جب بڑا ہی منحوس دن ہو یعنی کسی کو پھانسی دینی ہو ہماری بیرک کے بائیں طرف
سنتری خانہ ہے یہاں قیدیوں سے طرح طرح کے کام کروائے جاتے ہیں ۲ اپریل تک جموں سے ۱۴۵ اور
ہمارے ساتھی لائے گئے اب سری نگر جیل میں ہمارے ستیہ گرہیوں کی تعداد ۴۰۰ سے بھی اوپر پہنچ گئی ہے
یہ سب لوگ الگ الگ بیرکوں میں بند تھے جب بھی پانی پینے اور روٹی کھانے کا وقت ہوتا
ہر ایک بیرک کے آدمیوں کو پانی پینے کیلئے الگ الگ وقت پر باہر نکالا جاتا تھا کہ
ان لوگوں کی ایک دوسرے سے ملاقات نہ ہو سکے

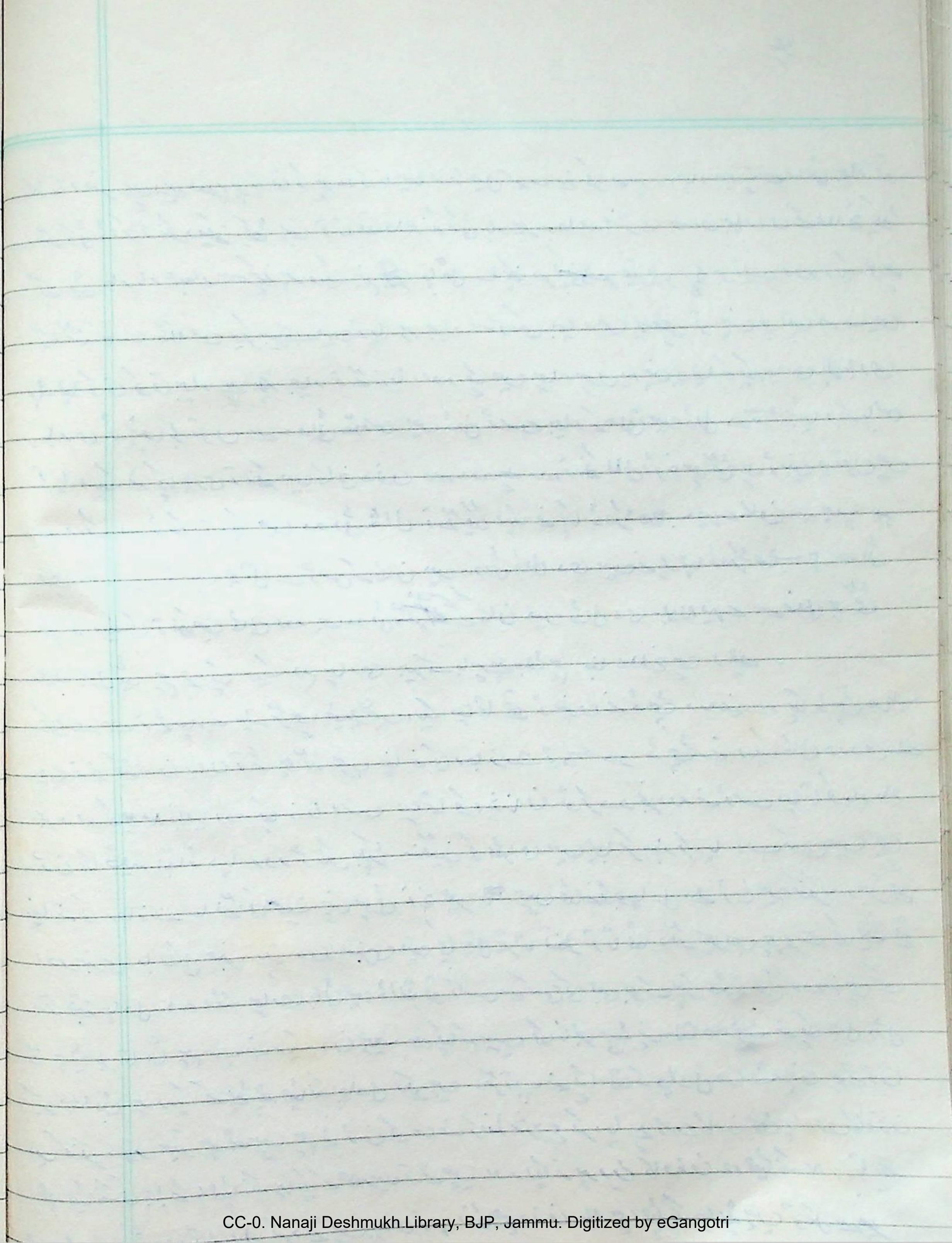


قسط نمبر 9

ہماری بیرک کے سامنے جو ہسپتال ہے اس میں کوئی پاگل قیدی بند ہے ساری ساری رات زور زور سے وہ چیخ کر
کرتا رہتا ہے اس کے بولنے کے ڈھنگ سے ایسا جان پڑتا ہے کہ یہ کوئی پڑھا لکھا سمجھدار و چار کا آدمی ہے
آج شام ہمیں کھانے کو جو چاول ملے ان میں بہت سے کنکر تھے ہم نے جمعدار سے شکایت کی اس نے کہا آئندہ
سے آپ کو ایسی شکایت کا موقعہ نہیں ملے گا جیل میں جو قیدی 5 سال سے زیادہ جیل میں بند ہیں ان کو
کالی وردی دے کر نمبردار بنایا جاتا ہے اور 5 سال سے اوپر والے قیدیوں کو پیلی وردی پہنا کر
وہ وقت ان سے اوپر والے نمبردار ہوتے ہیں ایسے نمبرداروں کی تعداد [illegible] سری نگر جیل میں 50
کے قریب ہے یہ سب ہی قیدی سزا یافتہ ہیں ان کو 1947 ریاست پر قبائلی حملے کے دوران فوج والوں نے گرفتار کیا
تھا ہمارے ساتھ نظربند قیدیوں کی رسوئی کے ساتھ ہی مسلمان قیدیوں کے کھانے بنانے کی رسوئی ہے جو وقت دونوں کھانا
بنانے میں بہت گندے ہیں ہر وقت ناک صاف کرتے رہتے ہیں کئی بار ہم نے ان کو ایسا دیکھا اور کبھی کبھی آٹے پر سبزی
بنانے والے برتن میں ہاتھ سے ملا کر سبزی کھا لیتے ہیں ان کو چھوت کا کوئی پرہیز نہیں جیل کے وارڈن ہمیں
بار بار تاکید کرتے ہیں کہ اپنے اپنے سامان سنبھال کر رکھا کرو یہ کشمیری قیدی بہت چور ہیں [illegible]
کے لیے جیل میں بھی چوری ہوتی چوری ہو تو چوری کا مال کہاں جاتا ہے اسکی پوری کہانی چوری کیسے ہوتی ہے
اور چوری کا مال کہاں جاتا ہے آگے پھر کسی قسط میں لکھوں گا - ہماری بیرک کے دن میں صرف 2 بار کھانا کھانے
کے سمے کھلتی ہے پانی کی ٹینکی سے پانی لانے وقت کبھی کبھی دوسری بیرک میں بند اپنے ساتھیوں سے ملاقات
ہو جاتی ہے آج ایک ساتھی وندر پرکاش جو میرپور کے رہنے والے تھے 1947 دیش بٹوارے کے بعد آج کل
نوشہرہ میں آباد ہیں رضوں نے 1947 میرپور میں ہم دونوں پر کیا بیتی کہانی دستاویز تک سنائی
جو پھر کسی قسط میں لکھوں گا 3 اپریل آج ایک خفیہ ذریعہ سے ایک خبر ملی کہ جو لوگ ہم سے کئی دنوں سے [illegible]
[illegible] کو کوٹھڑیوں میں بند کر رکھے تھے انہیں دن بھر جیل سٹاف کی طرف سے کافی تشدد کیا جا رہا ہے
آج شام کھانا کھانے کے بعد جب بیرک بند ہو گئی تو ہم لوگ [illegible] بہت آرتی کر رہے تھے ایک دم
D.S.P جیل سردی کنٹھ ریتہ دس بارہ پولیس کے سپاہی جن کے ہاتھ میں لاٹھیاں تھیں اندر آ کر ہمیں
بے تحاشا گالیاں نکالنے لگا بند کرو یہ آرتی وارتی یہ جموں جیل نہیں سری نگر جیل ہے یہاں یہ آرتی نہیں
چلے گی ایک ساتھی نے ایک بھی شبد منہ سے نکالا تو میرے جوان اس کی زبان کھینچ لیں گے ہم دونوں
آج پہلی بار ریتہ کا [illegible] شکل دیکھی تھی کہ یہ ظالم اور درندہ قسم کا ایک آدمی ہے



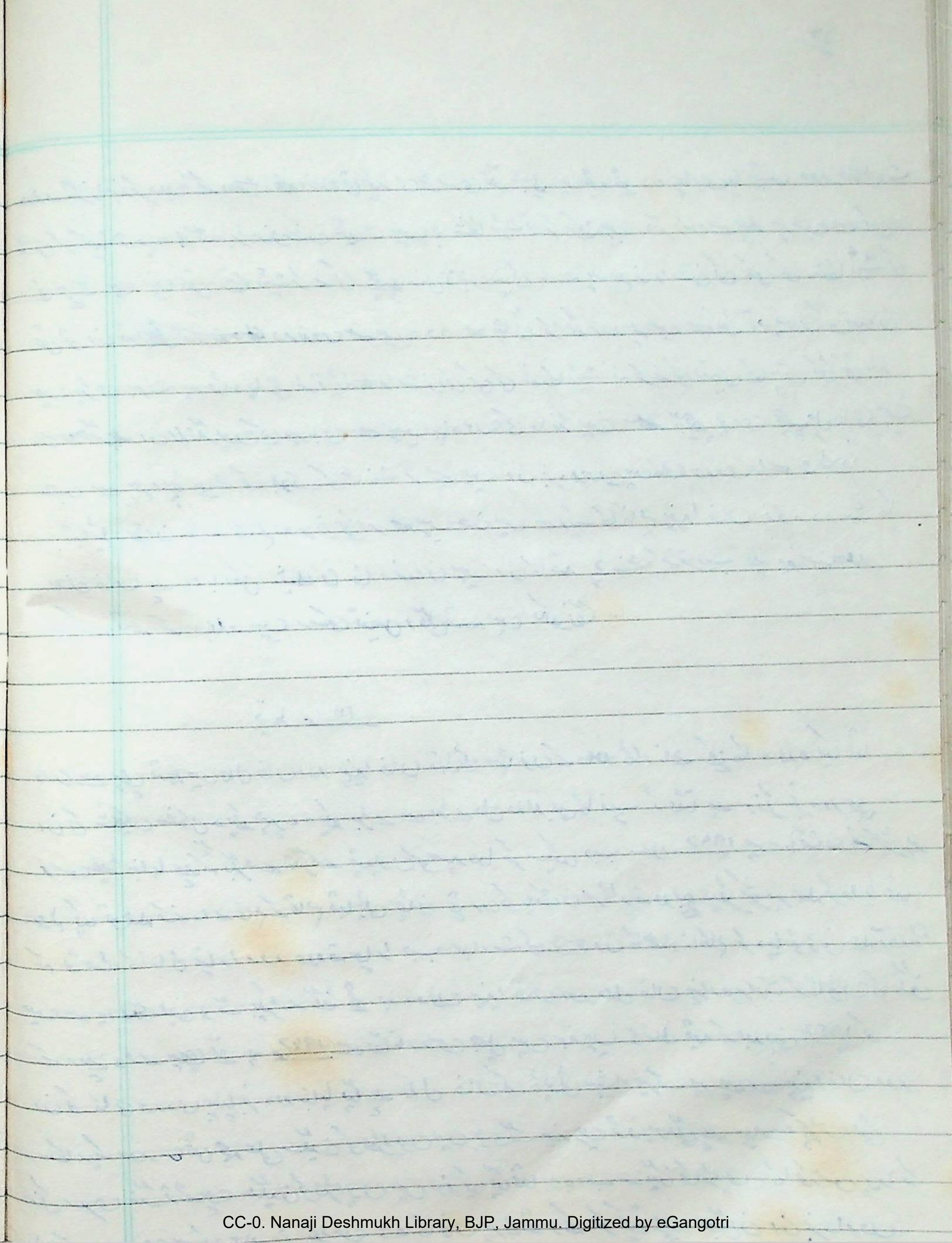
کھانا اندر سے ایسے معلوم پڑتا تھا کہ ہم دوزخ میں عزرائیل کے سامنے کھڑے ہیں - ہمارے بہت سے ساتھی بیمار تھے
مگر کوئی ڈاکٹر ان کو دیکھنے کیلئے نہیں آتا تھا حالانکہ کئی بار پہرے والے سنتری سے ان بیماروں کے علاج کیلئے
کہا گیا بار بار جمعدار سے کہنے پر ایک نیم حکیم بالکل سا کمپونڈر بھیجا گیا جو کچھ بوتلیں اور ایک ٹوٹے
کانچ کے گلاس لیکر بیرک میں آیا ہر بیمار سے اسکی بیماری پوچھی تو نہیں پوچھی صرف یہی
پوچھا کون کون بیمار ہے مگر بیمار آگے آیا اور کہا میں بیمار ہوں یہ نہیں پوچھا کہ کیا بیماری ہے بیماری
بارہی اس نے بوتلوں سے دوائی گلاس میں ڈال اس بیمار کے حلق میں ڈال دوسرے بیمار کے پاس
آیا ایک نے کہا میری آنکھ میں کافی دنوں سے درد ہے اور آنکھ لال سرخ ہو گئی ہے اس نے بوتلوں میں
سے ایک سے اسکی آنکھ میں دوائی ڈال آگے گیا ایک نے کہا ڈاکٹر صاحب میرے کان سے پیپ بہہ
رہی ہے پھر ایک ہی بوتل سے اس کے کان میں دوائی ڈال دی میں نے پوچھا ڈاکٹر صاحب یہی دوائی
تم نے ایکی آنکھ میں ڈالی اور یہی دوائی دوسرے کے کان میں ڈال دی - بولا میرے سے غلطی ہو گئی
میں بھول گیا ہم نے کہا ایک دم ہماری بیرک سے باہر چلے جاؤ ہم بنا علاج ہی اچھے۔
کورٹ سے آئے ہمارے پنچ گڑھی قیدیوں میں ایک پیاتما تھے انہوں نے ڈپٹی دروغہ سے کہا ڈپٹی صاحب
ہمیں آئے کتنے دن یہاں آئے ہو گئے ہمیں نہانے کی اجازت تو دے دو ڈپٹی نے ایک کالی وردی والے
نمبردار کو بلوا بلایا اور کہا ذرا اس پیاتما کو اشنان تو کرا دو نمبردار نے اس پیاتما کو مار مار
اس کا حلیہ بگاڑ دیا اور اسکو پکڑ کے سنٹین کوٹھڑی میں بھیج کر بند کر دیا اب کسی میں بھی
نہانے کی اجازت مانگنے کی ہمت نہیں ہوئی آج پھر ہمیں کھانے کو جو چاول ملے ان میں کنکر اور پتھر تھے
اور سبزی بالکل سبز پتے اور سبزی میں پیلا تیل تیرتا نظر آتا تھا مگر پھر بھی ہم لوگ کھاتے تھے
مگر جتنے چاول دس روز سے ہماری بالٹی میں ڈالتے تھے اس سے کسی کی بھی بھوک نہیں مٹتی تھی اور نہ ہی کسی
کا پیٹ بھرتا تھا ہم سب نے ایک دن چیف سے کہا کہ ہمیں کھانا بھر پیٹ نہیں ملتا وہ چیف نے کہا جیل رول
کے مطابق ہر ایک کے لئے چھ چھٹانک چاول لکھے ہیں مگر آپ نے کہا تھا کہ چاول صاف نہیں ہوتے ان
میں کنکر وغیرہ ملے ہوتے ہیں ہم نے ان کو صاف کرانا شروع کر دیا ہے اس کارن صرف چاولوں کا وزن
چھ چھٹانک کی بجائے ۶ چھٹانک پورا ایک کے حصہ میں آتے ہیں اور پکانے پر ان کا وزن ۱۲ چھٹانک ہو جاتا ہے
جو بیمار ہے آدمی تول تول کر دیتے ہیں پوری آپ انکا صحیح وزن ۱۲ ہی چھٹانک جانتے ہیں تو کل سے پھر



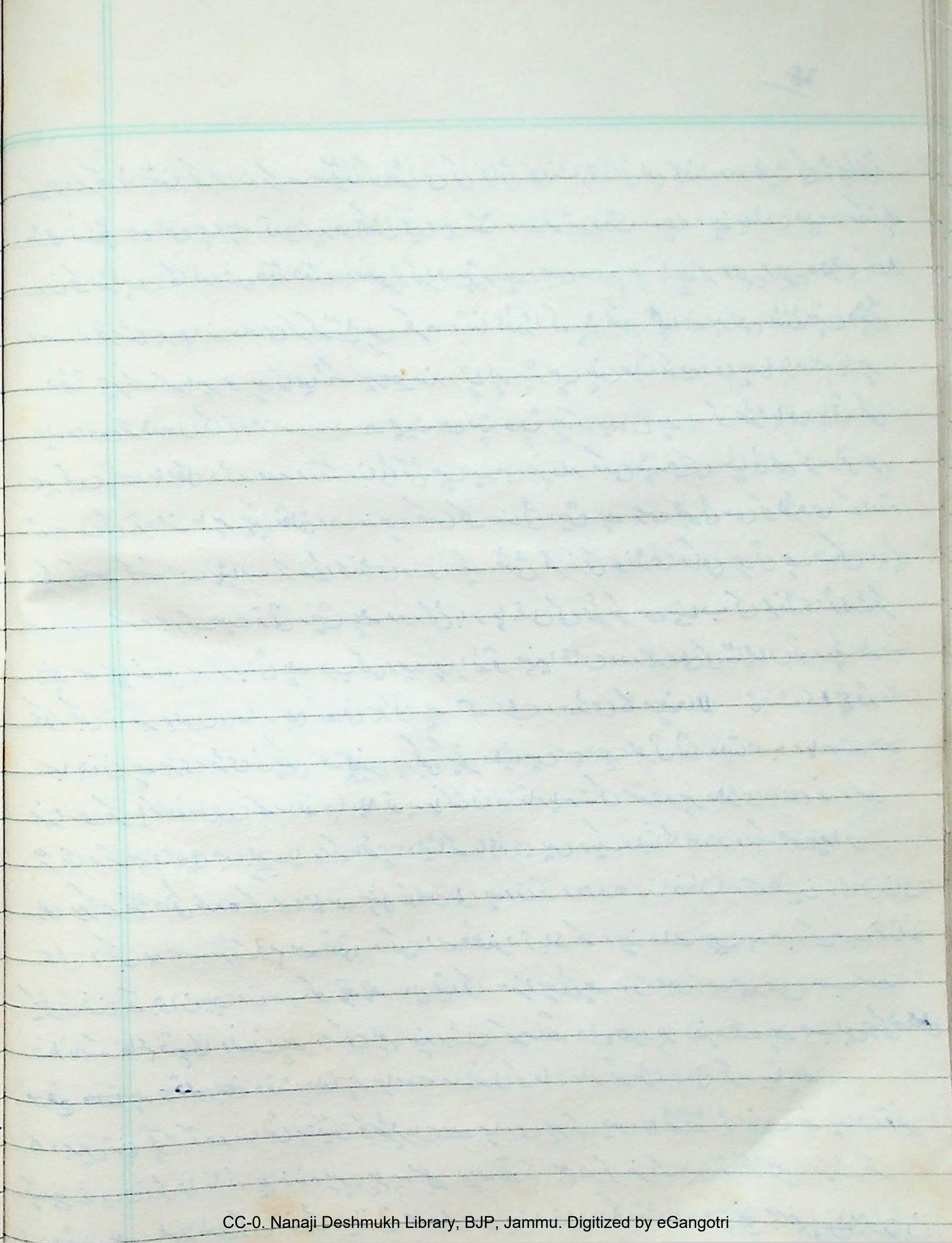
خلاف کرنا بند کر دیں گے اور یہ اخلاقی قیدی جو دوسری نگر جیل میں قید تھے وہ ہماری باتیں اور مطالبات سن کر کہتے آپ لوگ بڑے خوش قسمت ہیں جو شکائیت تو کر سکتے ہیں مگر اس سے پہلے ہم میں سے کسی کی ہمت بھی نہیں تھی شکائیت کرنے کی پچھلے سال دیکھئے کی بات ہے ہم نے راشن کی کمی کی شکائیت کی تھی تو ان قبائیلی درندوں سے ہمیں وہ پٹائی کرائی اور ہم سب سے کئی آدمیوں کو میدان میں بڑی برف پر لٹا دیا مجھے آئیندہ راشن کی کمی کی شکائیت نہ کرنے کی قسمیں کھاتیں کئی کئی بار ان لانگریوں کی مہربانی سے ہمیں جادوں کی مانند یعنی پیچھے چوری چھپ مل جاتی ہیں جب سے ہم اپنے پیٹ کی بھوک کو شانت کر لیتے ہیں ان بزدلوں میں کالی وردی والے دو قبائیلی پٹھان بڑے ظالم اور خونخوار ہیں جن میں سے ایک کا نام پیدا خان اور دوسرے کا لال خان ہے یہ بالکل شیطان نما انسان ہیں ان کا قد چھ فٹ کے قریب ہے یہ کس قسم کے جلاد ہیں اسکی تفصیل اگلی قسط میں لکھونگا -

قسط ۱۵

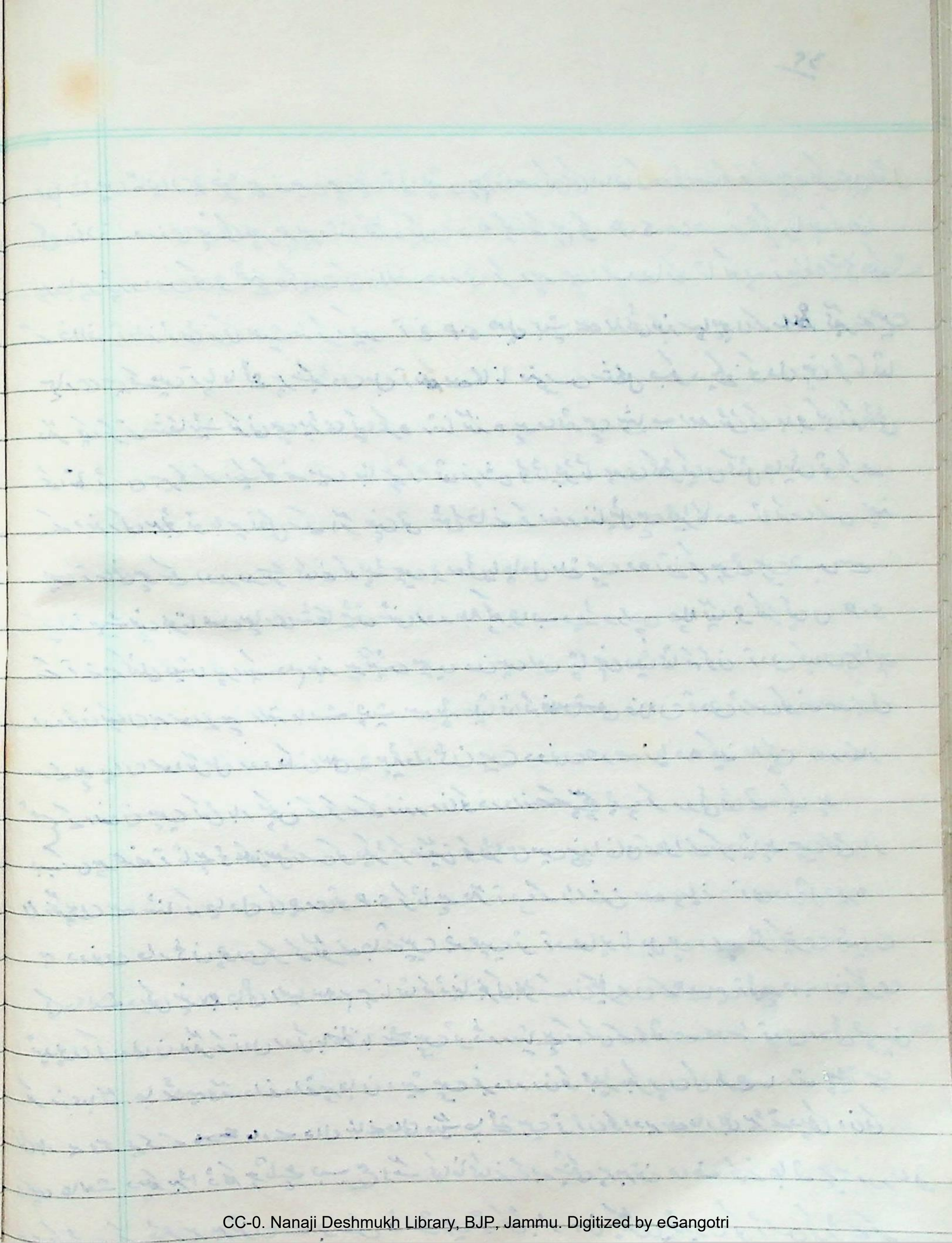
اس سے پہلی قسط میں لال خان اور پیدا خان قبائیلی پٹھانوں کے کارنامے لکھنے کا وعدہ کیا تھا ان کی شکل دیکھ کر دیکھ بڑے سے بڑے دل والا بھی کانپ اٹھتا ہے انکو بزدار بھی اسی لئے بنایا ہے کہ بگڑے تگڑے قیدیوں کو سیدھا کر سکیں جب سال ۱۹۴۷ میں پاکستان نے کشمیر پر حملہ کیا تو حملہ کرنے والے تمام کے تمام قبائیلی پٹھان تھے ان کو پاکستان سرکار نے لالچ دیکر کشمیر پر حملہ کروایا تھا کہ لوٹ کا مال تمہارا اور علاقہ ہمارا جب بھارت کی فوج ان کا حملہ ناکام کر دیا تو ان حملہ آوروں میں سے یہ بھی لوگ پکڑے گئے تھے یہ دونوں پیدا خان اور لال خان ہزارہ ڈویژن کے گاؤں کانگن کے رہنے والے پٹھان تھے یہ ۱۹۴۷ سے لگاتار اسی جیل میں بند ہیں ۵ سال قید کے بعد یعنی ۱۹۵۲ کو ان کو کالی وردی پہنا بزدار بنایا گیا ہے لال خان کی ڈیوٹی سپیشل بیرک پر ہے اور پیدا خان اور اسکا ایک اور ساتھی محمد علی سنگین کوٹھڑیوں میں جو لوگ بند ہیں ان پر لگی ہے ہمارے کچھ ساتھی جنکی سزا مقدمے میں سنگین کوٹھڑیوں میں بند کیا گیا تھا وہ اب سنگین کوٹھڑیوں کا کورس پورا کر باہر کی دوسری بیرکوں میں آگئے ہیں وہ کانوں پر ہاتھ رکھ کر کہتے ہیں کہ ان بزداروں



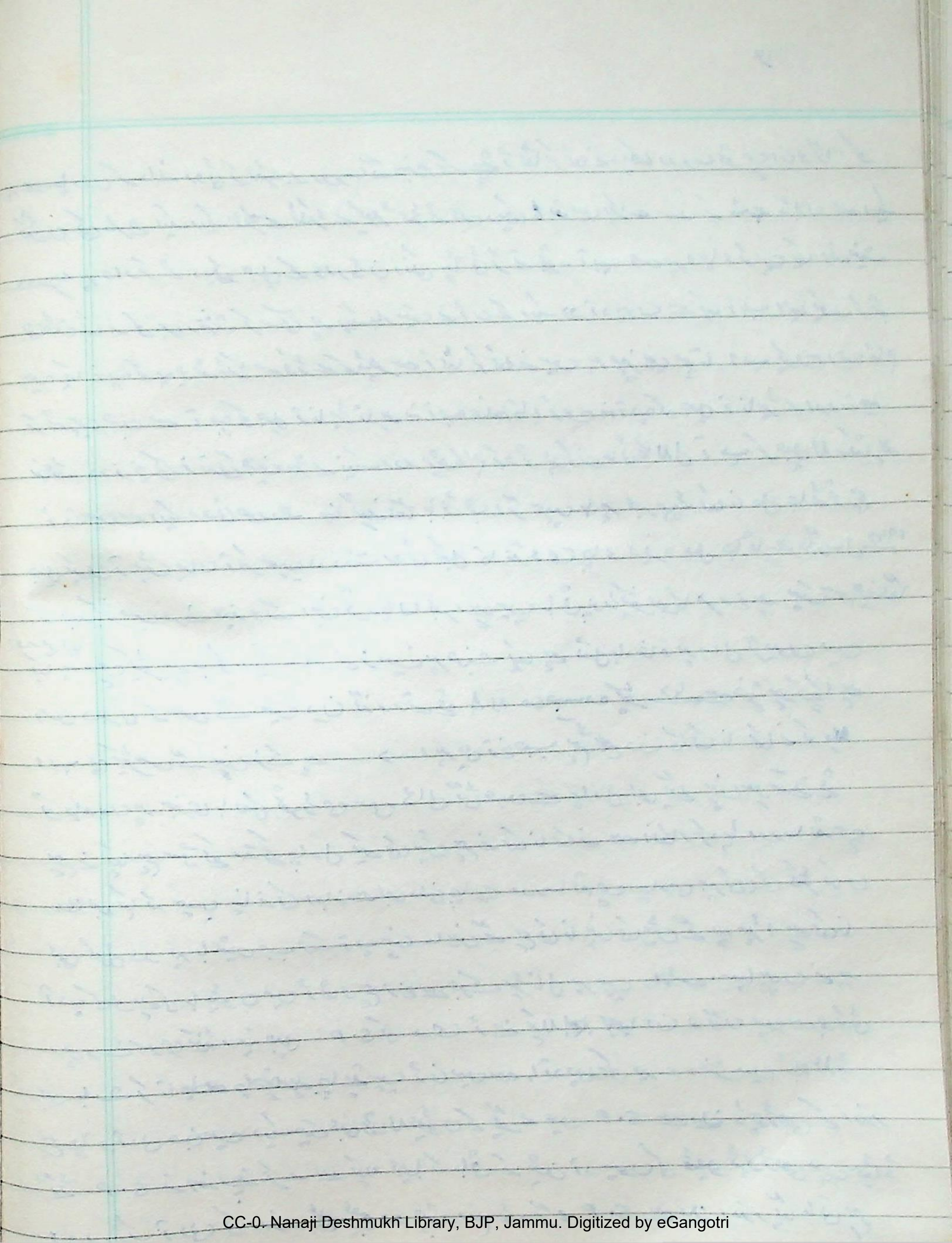
کے حوالے کسی دشمن کو بھی نہ کرے۔ سنگین کوٹھڑی کی لمبائی ۷ فٹ چوڑائی بھی ۷ فٹ اور چھت کی اونچائی
بڑی مشکل سے دس ہی ہے آدمی سیدھا کھڑا نہیں ہو سکتا اور سوتے وقت نہ ہی اپنے پاؤں لمبا کر سکتا ہے
ان کوٹھڑیوں کا فرش جگہ جگہ سے ناہموار اکھڑا پڑا ہے ایسے معلوم پڑتا ہے کہ ابھی ابھی ملٹری والے
اس فرش پر چاند ماری کر کے گئے ہیں کمرہ اتنا گندا کہ 3/3 بجلی جلانے پر بھی گندہ نہیں دکھتی
بتی بیرک کے باہر لوہے کا جالا کہ ہر سمے بند رہتا ہے پتہ ہی نہیں چلتا کہ یہ دن ہے یا رات باہر
چلنے والوں کے قدموں کی آواز اور بات چیت سے پتہ چلتا ہے کہ یہ دن ہے یہ کوٹھڑیاں باقی کی
بیرکوں سے بالکل الگ اور الگ بنائی گئی ہیں پوری بڑ دار کسی قیدی کی پٹائی بھی کرے تو بھی
اس کی آواز باہر نہیں نکلتی اور نہ ہی کسی کو سنائی دیتی ہے اسی چھوٹی سی کوٹھڑی کے اندر
ایک کونے میں پیشاب کرنے کی ہنڈی اور ایک مٹی کی ہنڈی رکھی پڑتی ہے جسکی بدبو
ہر وقت اس بیرک میں آتی رہتی ہے اور کئی بار پاؤں کی ٹھوکر سے پیشاب کی ہنڈی الٹ کر
نیچے کے بچھائے کمبل پر گر جاتی ہے جب کبھی ایسا ہو جائے تو بیدا خان اور محمد علی کی گالیاں تو ایک طرف
کبھی کبھی ڈنڈے گھونسوں کی مار بھی کھانی پڑتی ہے محمد علی راولی کا رہنے والا ۶ فٹ ۱۰ انچ قد کا
لمبا جوان ہے بڑی بڑی مونچھیں ہیں یہ کبھی کشمیر ملیشیا میں سپاہی بھرتی تھا ملیشیا جب ریاست سے
غداری کر پاکستانی فوجوں کے ساتھ جا ملا تو یہ پاکستان جاتا ریاست کی سرحد پر ملٹری والوں نے اسے
گرفتار کر یہاں جیل میں بھیج دیا اسکے ساتھ ہی ملیشیا کے باغیوں میں ایک ملیشیا کا جمعدار ایک صوبیدار
بھی پکڑے گئے جنکی عہدہ کے لحاظ سے سپیشل کلاس ملی ہے ان کے علاوہ بیدا خان - محمد حسین - کالو خان
علی اکبر یہ سب شرک قوم سے تعلق رکھنے والے مظفر آباد کے رہنے والے ہیں یہ سب کے سب آزاد
کشمیر کی فوج کے جوان ہیں ان سب کو چھ چھ سال قید کی سزا ہوئی ہے ان میں سے محمد علی سب سے
خطرناک ظالم قسم کا انسان ہے اسکی ہم ہندوؤں کے ساتھ دلی طور پر نفرت ہے جب بھی اسکو موقع
ملتا ہے وقت ملتا ہے ہمارے ساتھیوں کو مار مار کر برا حال کر دیتا ہے
۱۷ اپریل تک جو آوارہ سنگین کوٹھڑیوں سے ہماری بیرک میں N کے ٹیٹو جنہوں نے یہاں آ کر
ہم نے یہاں آکر جانا کہ ہم زندہ ہیں ہم یہ سمجھ رہے تھے کہ ہم مر کر نرک میں آ گئے ہیں نرک کے
ہم دوست ہمیں طرح طرح کی یاتنائیں دیتے تھے محمد علی اور بیدا خان کی مار اور بھنبھوڑ بھنبھوڑ



کمبات میں گالیاں جو خود ہونے میں ہی پڑنا آتی تھیں ہم ان سے بھی بھی معافی کی درخواست کرتے نہ ہم نے بھی جیل والوں
کی خلاف ورزی نبھائی پھر ہم پر اتنا تشدد کیوں وہ کہتے کہ ہم کو S.P صاحب نے حکم دیا ہے کہ ان
پر جابر شہیدوں کو جو جموں حکومت کی خلاف ورزی کر رہے ہیں سیدھا کرو تاکہ یہ آئندہ شیخ حکومت
کے خلاف آواز اٹھانے کی ہمت نہ کر سکیں آخر S.P جیل ہٹ سے اڑتالیس بند سپاہیوں کے ساتھ کمرے میں
ہماری بیرک میں آیا اور مجھے پر شکیڈوں بل آنکھ سے کانا منحوس شکل جس کو دیکھنے کو دل نہیں کرتا تھا
مگر پیش کرتے شکایت کرنی ہی پڑی کہ کمرہ اتنا گندہ ہے ساتھ ہی پیشاب اور ٹٹی کی بدبو کیونکہ ٹٹی
کی تھا اس بیرک کے ایک کونے میں بنا ہوا ہے تھا فرش ٹوٹا پھوٹا پڑی کنکر کہاں کھس جائیں تو کمرے
کے اندر کی بدبو تو باہر نکل سکے اگر نہیں تو ٹٹی خانے کے اندر فناٹل ہی لگا دو تاکہ سانس لینے
میں آسانی ہو سکے اور دوسرے کھانے کے لیے ہمیں جو روٹی یا چاول ملتے ہیں وہ اتنے کم ہوتے ہیں جس سے
ہمارا پیٹ نہیں بھرتا غرض ہماری شکایتیں سنی اور بلا کچھ جواب دیئے واپس چلا گیا جو کمرہ کہاں S.P
کے آنے پر کھلی تھیں پھر ایک دم بند ہو گئیں ہمیں دن میں بھی پتا نہیں چلتا تھا کہ کون آدمی کہاں پڑا ہے
اور کون کہاں پر سو رہے ہیں البتہ بات چیت سے پتہ چلتا تھا کہ ~~[illegible]~~ فلاں آدمی اس کونے سے بول
رہے ہیں یہاں سوائے مل اور ڈکنسن کے 2 ہیڈ وارڈن ہیں دونوں حد سے زیادہ گھٹیا N لمبی اور مکار
قسم کے انسان ہیں کئی بار کچن کے کمرے کے اندر ان کو دروازے کے پیچھے چھپ کر روٹی کھاتے دیکھا ہے
جب کسی پر غصہ آتا ہے تو ڈکنسن اس کو پکڑ کر سنگین کو ٹھکرائی میں پیدا خان کے حوالے کر دیتا ہے ہمیں کئی بار
لانگریوں سے سنا کہ چاول کی چوری تو S.P کرتا ہے مگر آپ کے راشن سے پیاز۔ آلو اور تیل وغیرہ
یہ دونوں وارڈن چوری کر کے کھو لے جاتے ہیں پھر ہمیں تو آدھا پونا ہی مل رہا ہے مگر کشمیری قیدیوں
کی حالت دیکھی نہیں جاتی ایسا معلوم ہوتا تھا کہ دنیا بھر کی بھوک ان کشمیریوں کے حصے میں آئی ہے جب ان کشمیری
قیدیوں کو سلمان لنگر کے آدمی روٹی بانٹنے جاتے ہیں تو ڈر رہتا ہے کہ کسی کے ہاتھ سے دوسرا آدمی روٹی چھین
کر نہ کھا لے جاتے ہیں تو دانے دانے پر جان دیتے ہیں مگر سلار ان کو بھیڑ بکریوں کی طرح مارتے پیٹتے ہیں
کئی بار یہ بھوک کے مارے دال بنانے والی دیگ چاٹتے ہیں تو ان کو اوپر سے مار بھی پڑتی دیکھی ان کی
ایسی حالت دیکھ کر بڑا دکھ ہوتا ہے جب ہم لوگ کھانا کھانے کے بعد نالی پر برتن صاف کرنے جاتے ہیں اور ساتھ
ہی کوڑے کے ڈھیر پر برتنوں سے جو کچھ ڈالتے ہیں تو کئی بار ان کشمیری قیدیوں کو اس کوڑے کے



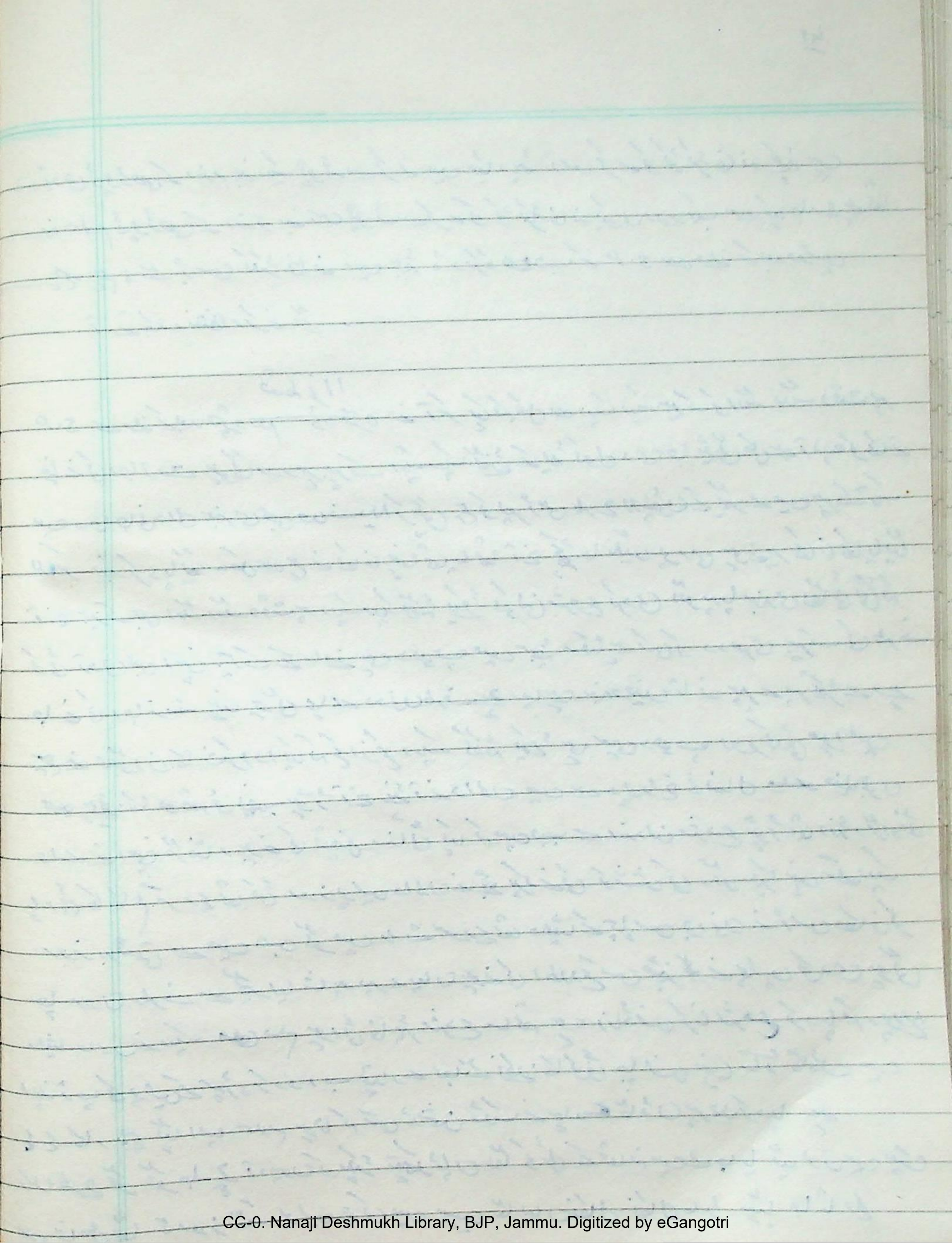
پھر سے چاولوں کے دانے روٹی کے ٹکڑے اور ساگ سبزی کے پتے اٹھا کر کھاتے دیکھا اور ساتھ ہی ان لوگوں کو
کتوں کی طرح ایک ایک ٹکڑے کے لیے لڑتے بھی دیکھا تو میں بڑے شش و پنج میں ڈوب گیا ڈنڈوں سے ایک
دوسرے پر وار کرتے دیکھا جیل کے وارڈن ان کی پٹائی کرتے تھے۔ آپ اس پر سوچا کریں کیا انسانیت
جو کھانا کھانے کو برداشت کر سکتی ہے ایک بار میں نے ان کے ایک دو آدمیوں سے کہا آپ ایسا کیوں کرتے
ہیں کیا آپ کو یہ جو گند کوڑے کے ڈھیر سے اٹھا کر کھانے میں پرہیز نہیں ہوتا آپ کیوں ایسا کام
کرتے ہیں جس سے آپ کو جیل آنا پڑتا ہے نہ آپ غلط کام کریں نہ آپ کو جیل آنا پڑے اور نہ ہی
نرک کی زندگی جینی پڑے نیک اور اچھے کام کرو تو پھر کون مائی کا لال آپ کو جیل لا سکتا ہے
ان میں سے ایک رونی صورت بنا کر کہنے لگا بابوجی اگر ہمیں باہر پیٹ بھر کھانا مل جائے تو ہم
جیل کیوں آتے یہاں آ کر ہمیں دو وقت روٹی کمبل کا ٹھنڈی چائے وغیرہ مل جاتا ہے ۱۹۴۷ سال کے
کے بعد کشمیر میں صرف چند لوگ اپنی تجوریاں بھر رہے ہیں باقی پورا کشمیر بھوکا مر رہا ہے میں سوچنے لگا
اور سوچتا رہا کیا یہ وہی کشمیر ہے جسکو ایک شاعر نے زمین پر جنت کہا ہے مغل بادشاہ ہر سال گرمیوں میں
اس دھرتی کے سوورگ میں دن گزارتے تھے لیکن اب جب وہ کشمیر دولت سے ختم ہو چکا ہے
اب یہ کشمیر سوورگ نہیں نرک ہے ۔ ۔ اپریل آخر جب ہم کو صبح دن کا کھانا کھانے کو ملا
تو چاولوں پر سبزی بالکل تھوڑی سی ڈالی گئی جس سے چاول بھی گیلے نہیں ہو سکتے تھے
ہم نے کہا ہم سوکھے چاول کیسے کھا سکیں ہم نے کھانا کھانے سے انکار کر دیا اور ساتھ ہی
مطالبہ کیا کہ ہمیں پکانے کی اجازت بھی ملنی چاہیے اور ساتھ ہی ہماری ہتھکڑیاں بھی
بھی کھول دو یہ باتیں جب تک آپ نہیں مانیں گے ہم کھانا نہیں کھائیں گے یہ ہمارا پہلا کھانا
آپ کی لوہے کی ہاتھوں میں آیا تو ہم آج سے بھوک ہڑتال پر ہیں سپاہیوں نے یہ
رپورٹ سری نگر سینٹرل جیل S.P کو دی کہ ہم نے کہلا بھیجا ان لوگوں میں سے جو کوئی
بھی بات کرنا چاہتے ہیں ان میں سے ۸ آدمیوں کو میرے دفتر میں بلا لاؤ
ہم چار آدمی جب میں ایک بھی تک لاکھوں کے گھر میں S.P سے ملنے ڈیوڑھی کے اندر
گئے S.P نے خود اپنے کمرے سے کہلا بھیجا کہ باقی کے تین آدمیوں کو چھوڑو ڈیوڑھی میں بٹھا دو
اور ایک آدمی کو اندر بھیج دو چنانچہ ہم ڈیڑھ S.P سے ملنے اندر گیا باقی ہم



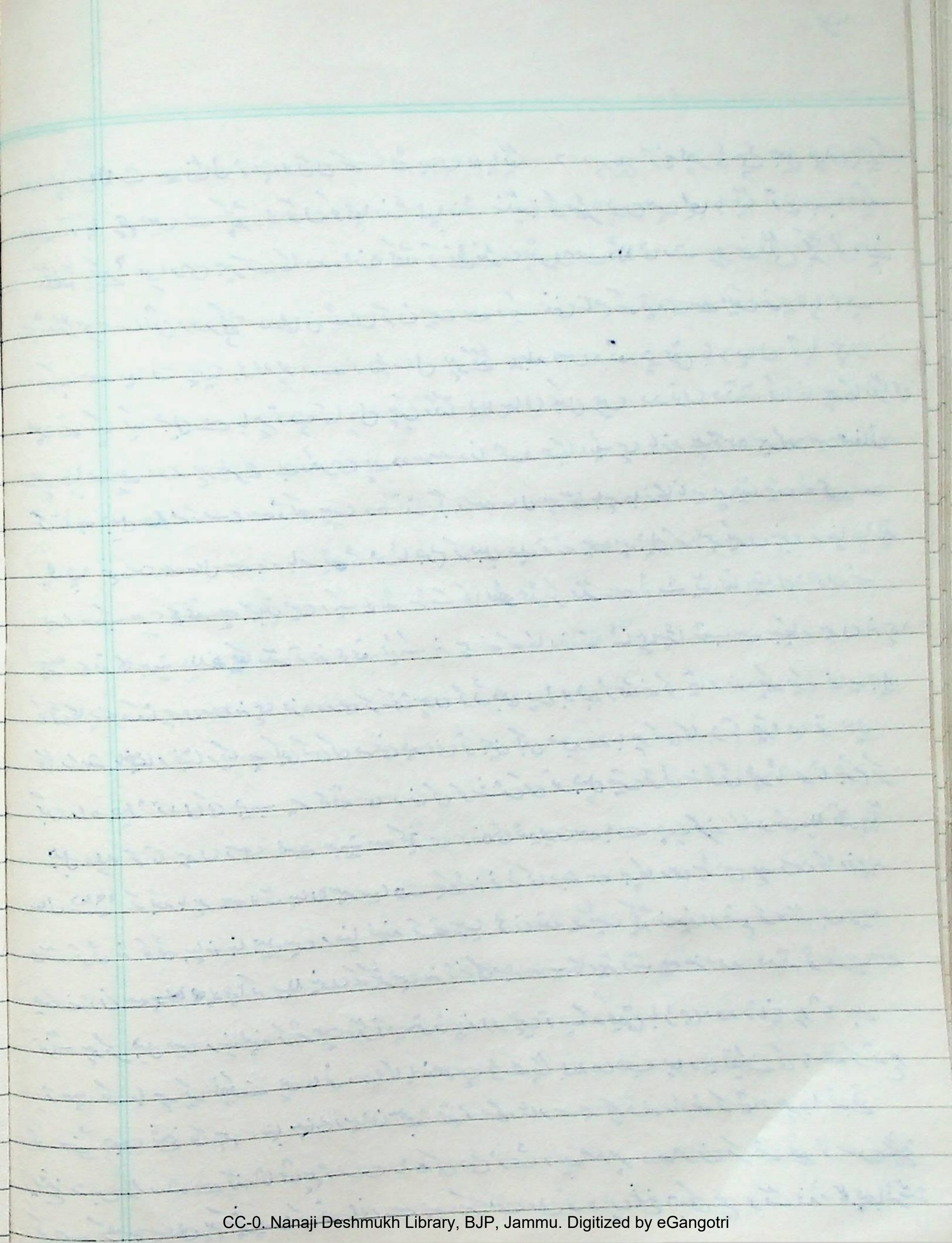
3 آدمی ڈیوڑھی کے اندر بنے ایک چھوٹے سے کمرے میں بٹھا دیئے اُس کمرے کو کوٹھڑی خانہ کہتے ہیں نہ معلوم ڈیوڑھی کے اندر بنے اس چھوٹے سے کمرے کو کوٹھڑی خانہ کیوں اور کب سے کہا جا رہا تھا ہم تینوں دیئے اُسی ککڑ خانے میں بیٹھ ڈوگرہ صاحب کے S.P سے ملنے کے بعد واپس آنے کا انتظار کرنے لگے ۔

قسط نمبر 11

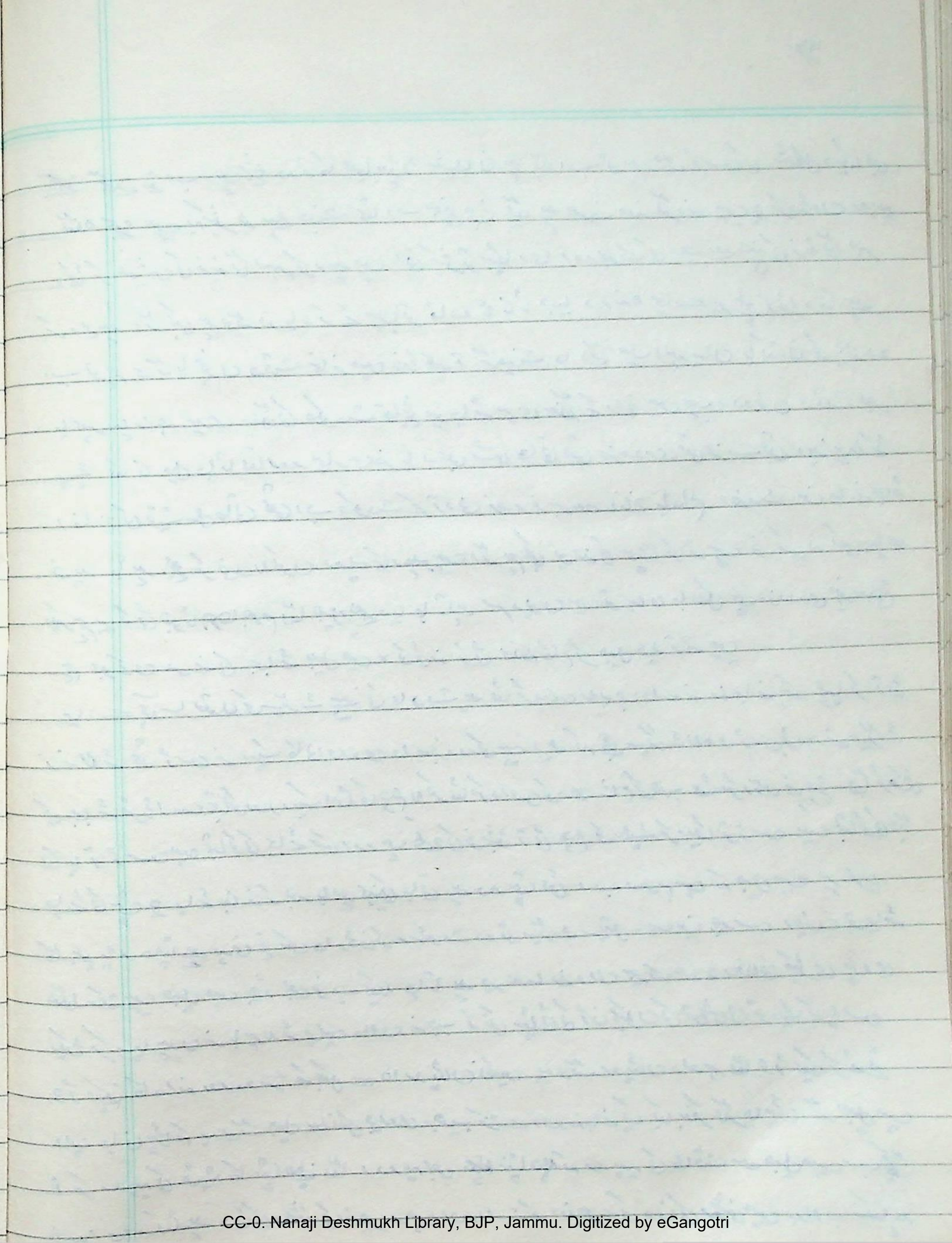
S.P سے ملنے کے بعد ٹھیکیدار ڈوگرہ نے آکر کہا کہ کل سے ایک ایک بیرک کو الگ الگ وقت پر نہانے کی اجازت ہوگی اور ہر بیرک ایک ایک گھنٹے کے لئے کھول دی جائیگی کل سے آپ کو کھانے میں دی جانی والی سبزی بھی صاف کیا کریگی ہم کو پھر اسی طرح لاٹھیوں کے پکڑے میں بیرک تک لاکر بند کر دیا گیا ۔ کل سے ہم نے کھانا پینا ترک کیا تھا آج کچھ مانگیں پوری ہونے پر کھانا کھایا گیا آج بیرک بھی الگ الگ وقت پر ایک ایک گھنٹہ کیلئے کھولنی شروع کردی مگر پہرہ پابندی لگائی گئی کہ کوئی آدمی بھی اپنی بیرک کے سامنے ہی دھوپ میں بیٹھ سکتا ہے کسی کو دوسری بیرک کی طرف جانے کی اجازت نہیں ہوگی ہمارے دونوں طرف سے سپاہی بندوقیں تانے پہرے پر کھڑے رہے ہم نے سپاہیوں کا شکر ادا کیا کہ کم از کم ایک گھنٹہ کیلئے ہی سہی دھوپ اور کھلی ہوا میں بیٹھنے کا موقعہ تو نصیب ہوا آج نئے آنے والوں میں سے دیو راج کنسال ضلع جموں والے نے اپنی گرفتار ہونے کی تفصیل سنائی کہا کہ میں جب سے اندولن شروع ہوا تھا انڈر گراؤنڈ پارٹی کا کام کر رہا تھا کئی روز پولیس والوں نے مجھے پکڑنے کی کوشش کی مگر پکڑ نہیں سکے ایک روز بدقسمتی سے میں جس گھر میں رات سو رہا تھا ملیشیا کے پچاس جوانوں نے اس مکان کو چاروں طرف سے گھیر لیا شاید میرے یہاں ہونے کی اطلاع کسی مخبر نے پولیس کو دی ہوگی ملیشیا والوں نے ایک دم ہوائی فائر شروع ساتھ ہی اناؤنس کرنا شروع کر دیا کہ دیو راج اپنے آپ کو پولیس کے سپرد کر دو اب تمہارے بھاگ نکلنے کا کوئی چانس نہیں سارے گاؤں میں ہر طرف بھیج لگی ایسا معلوم ہوتا کہ کسی دشمن ملک نے ہمارے گاؤں پر حملہ کر دیا ہے اس طرح گھر گھر جا کر آدمیوں کو پکڑ کر ہتھکڑیاں لگا کر تھانہ میں لے جایا گیا جن میں میں بھی شامل تھا کئی روز تک پولیس چوکی میں مجھے گالیاں نکال نکال مارا پیٹا جاتا رہا



اور پھر حوالات سے نکال آپ لوگوں کے ساتھ یہاں لا پائیگا ۷ اپریل آخر پھر ڈسٹرکٹ جیل ہماری بیرک
میں آ گیا ہم میں سے کچھ لوگوں کو جیا نرمی جیا نگ شنگین کو سمجھو یوں سب لیجا با ہر تھا آخر جب ایک
منٹ گھنٹے میں وہی بیرک کا دروازہ کھلا تو تین نئے قیدیوں سے ملاقات ہونے لگی کچھ تو دینے
بیٹھ ہوئے ساتھی اور کچھ مسلمان قیدی ان میں سے ایک محمود نام کے قیدی سے میں نے پوچھا آپ
کب سے یہاں ہیں۔ بولا یوں سے زائد سال ہو گئے ہیں اس دفعہ چوتھی بار یہاں آیا ہوں
میں نے کہا کیا جیل سے باہر آپ کا دل نہیں لگتا بولا یہاں مجھل ہیں دونوں وقت کھانا پکا ملتا
ملتا ہے چاہئے اور ہر طرح بے فکری ہے دوسرے دن محمود جیسا ایک ہی بازو ہے کہ وہ بیرکوں میں صفائی
کرتا ہے جیل والے اس سے خوش ہیں وہ کہہ رہا تھا دس سال ہو گئے باہر جانے کا نام ہی لیتا میں نے محمود سے
پوچھا تم دس بیس سال سے بار بار چھوٹا موٹا جرم کر جیل چلے آتے ہو جیل کے باہر کیوں نہیں رہنا چاہتے
پہرا ایک ہی کے تھے ہے بچپن میں ایک کے ساتھ سڑک کی لکڑ توڑ کر ملنے سے تو کے پتا تھا سپاہی والوں نے
پکڑے کے تھے کا بہت علاقہ تھا مگر آخر میں تھا ٹھیک نہ ہونے کے کارن کا ٹنا ہی پڑا تب سے بیکار ہوں نہ ہی
کوئی کام کر سکتا ہوں اور نہ ہی مزدوری کر سکتا ہوں کوئی بھی میرا بوجھ اٹھانے کو تیار نہ دیکھ میں نے یہ جیل
کا راستہ ڈھونڈھ نکالا رکھا ہے کبھی کسی کی رسمی چرالی تو جیل کبھی مسجد سے باہر کسی کا جوتا چرا لیا تو جیل
کبھی راہ چلتے آدمی کی جیب ہر کٹ ڈالنے کی کوشش کی تو جیل مجھے کوئی نہ کوئی چھوٹا موٹا جرم کر
جیل چلا آتا ہوں اس طرح بہت سے کیمپری اخلاقی قیدیوں سے بات چیت کرنے کا موقع ملا پتہ چلا
سال ۱۹۴۷ کے بعد باہر سے لوگ یہاں بہت سیاحت نہ ہونے کی وجہ سے بیکاری بڑھی ہے اس کارن یہ
لوگ کوئی نہ کوئی بہانہ بنا جیل میں رہنا پسند کرتے ہیں ان قیدیوں میں کچھ زمیندار قسم کے لوگ بھی ہیں
میں نے ان سے پوچھا کہ پہلا نمبروں کے کنٹرس نہ آنے کی وجہ سے یہ کاروباری لوگ یہ مزدور طبقہ تو غریبی سے
تنگ ہو کر جیل میں رہنا پسند کرتے ہیں مگر آپ تو زمیندار ہیں آپ کے کھیتی باڑی اور اناج ہوتا ہے
آپ کو باہر کیا تکلیف ہے اناج دریا کا بالکل ہی تو ٹھیک ہوگا بولا صاحب ہماری تکلیف کی بات کرتے ہو
تو سنو جب پہنچ کر ہم اپنا بھائی مہمان سمجھ تھے وہ سکے رشتہ دار ہیں ہم ان کے مارنے کو تیار ہو جاتے تھے
پہنچے جب راستہ سے گزرتا تھا ہم اس راہ کی مٹی اٹھا اپنے سر پر دھارن کرتے تھے اس پہنچ
کو جب گدی ملی ہم کشمیریوں کی قربانی سے جب گدی ملی تو وہ پہنچ ہم کو ہم لوگ فدا کا پچھا کر رہا

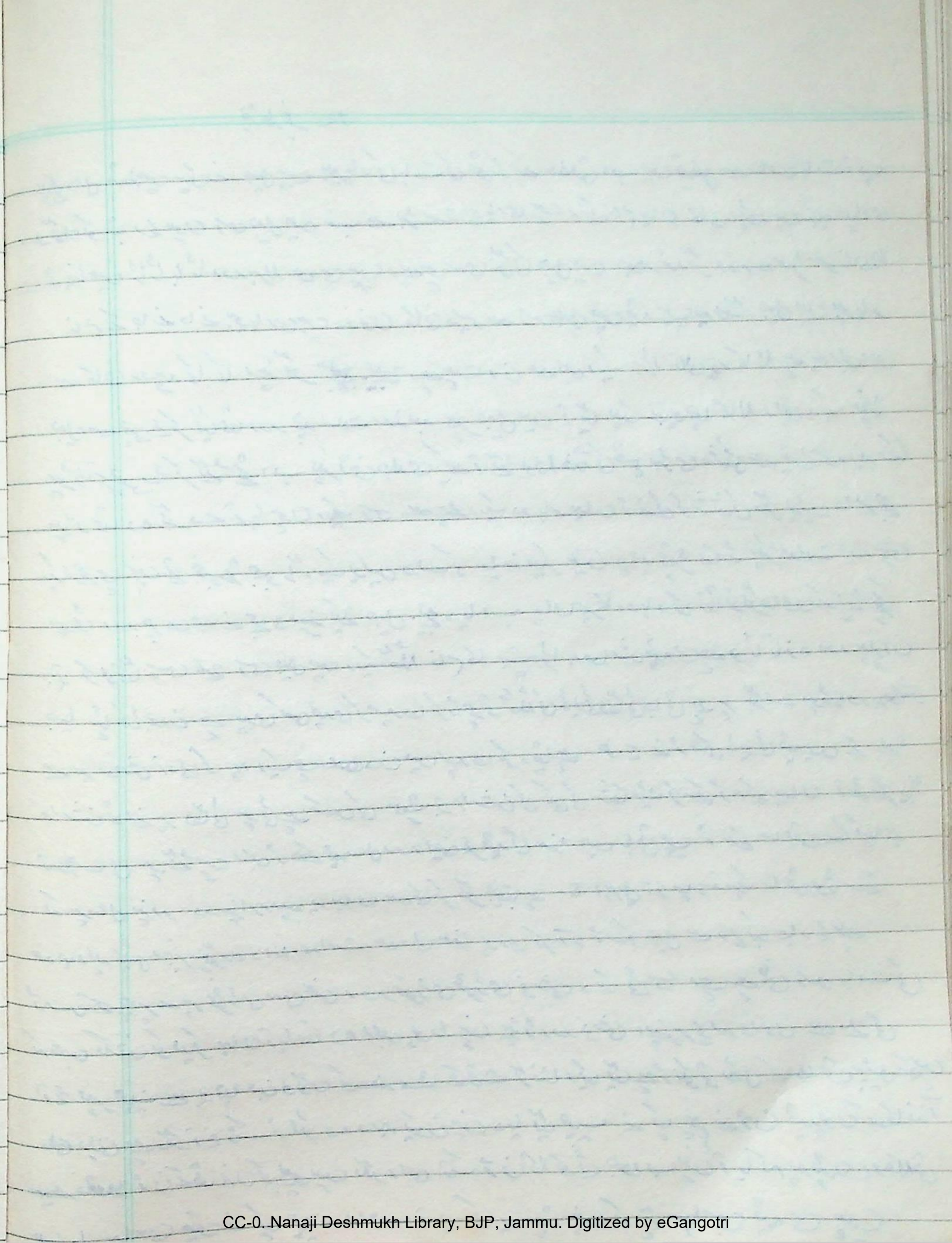


سمجھتے تھے اب وہی شیخ غدار کا بیٹا ہم پردیشی ہو گیا اب تو ہم وطن اس کی شکل دیکھنا بھی
گناہ سمجھتے ہیں یہ کشمیر جو پہلے جنت تھا اب جہنم بن گیا ہے صرف چند لٹیرے ہیں جو کروڑوں روپیہ
دکھا کر عیش کی زندگی بسر کر رہے ہیں باقی کشمیر تو بیکاری اور بھوک کی وجہ سے جہنم کی زندگی بسر
کر رہے ہیں اگر کبھی ہم لوگ فریاد کرتے ہیں تو قادر ٹھاکر جیسا درندہ ہمارے پرخچے اڑا دیتا ہے
اب تو ہم لوگ پانچوں وقت نماز میں خدا سے تو حکومت مانگتے ہیں الہی یہاں پاکستان کو بھیج دو
یا پھر سے راجہ ہری سنگھ کی حکومت قائم ہو جائے ہری سنگھ کے راج میں ہمیں دونوں وقت پیٹ بھر
کھانا مل جاتا تھا اور بیماری فریاد بھی سنی جاتی تھی مزدوری تھی عزت تھی اپنے پیدا کئے
اناج کی قیمت مل جاتی تھی اب حکومت کے آدمی زور زبردستی اناج بادام اخروٹ من مانے بھاؤ
خرید باہر بھیج کر خود لاکھوں روپے کما رہے ہیں اگر ہم کبھی بولنے کی ہمت کرتے ہیں تو کسی نہ کسی بہانے
پکڑ ہم پر کوئی جھوٹا بڑا جرم لگا جیل بھیج دیا جاتا ہے سردیوں میں تو یہاں بالکل ہی مزدوری نہیں ملتی
ہم بھوکوں مرنے کی بجائے جیل میں × کوئی نہ کوئی غلط کام کر جیل چلے آتے ہیں ۔
ہمارے کچھ ساتھیوں کو سیگرٹ پینے کی عادت ہے لیکن کرداس رام جن والے نہ جانے کیسے چھپا کر لے
آتے تھے اس نے ایک کالی وردی والے نمبردار کو پیسے دئیے کہ مجھے سیگرٹ لا دو اس نمبردار نے سیگرٹ
کی بجائے تھوڑا سا تمباکو اور ایک مٹی کی چلم لا کر تھما کر اس کو دی شام کو جب کرداس نے چلم سلگا کر کش
لگایا تو اس میں تمباکو کی بجائے مٹی اور ہر طرح کی خوشبو آئی چلم کو الٹ کر دیکھا تو اس میں تمباکو کی جگہ
چائے کی پتی جو چائے بنانے کے بعد باہر پھینکی جاتی ہے وہ پتی تھی اب معلوم ہوا کہ جیل میں ہر طرح
کا بیوپار چلتا ہے بیڑی تم کسی وارڈن کو رشوت دو تو سیگرٹ - بیڑی - شراب چرس افیون جو چاہئے
منگا سکتے ہیں جیل میں جوا بھی خوب کھیلا جاتا ہے چرے سامنے والی بیرک سے 2 [illegible] قیدی
پکڑ کر سپاہیوں نے باہر لائے پولیس والوں نے جب رنگی پٹائی کی ان کپڑوں کی تلاشی لی تو دونوں کے پاس
جوا کھیلنے کا دانہ اور دوسرے کے بغل سے 10 روپئیاں نکلیں یہ لوگ روپئیاں داؤ پر لگا جوا کھیلا کرتے تھے
ایسا جان پڑا کہ یہ لوگ جیل سے نقل چوری - جیب کترے اور نہ جانے کیا کیا بنکر نکل جائیں گے جیل میں
آکر روپیہ کی قیمت کا پتا چلتا تھا اور یہ بھی مجھے پتا چلا کہ روپیہ کی طاقت سے جیل میں سب کچھ
خریدا جا سکتا ہے دن کی روشنی کو اندھیرے میں اور رات کے اندھیرے کو دن کی روشنی میں بدلا جا سکتا ہے



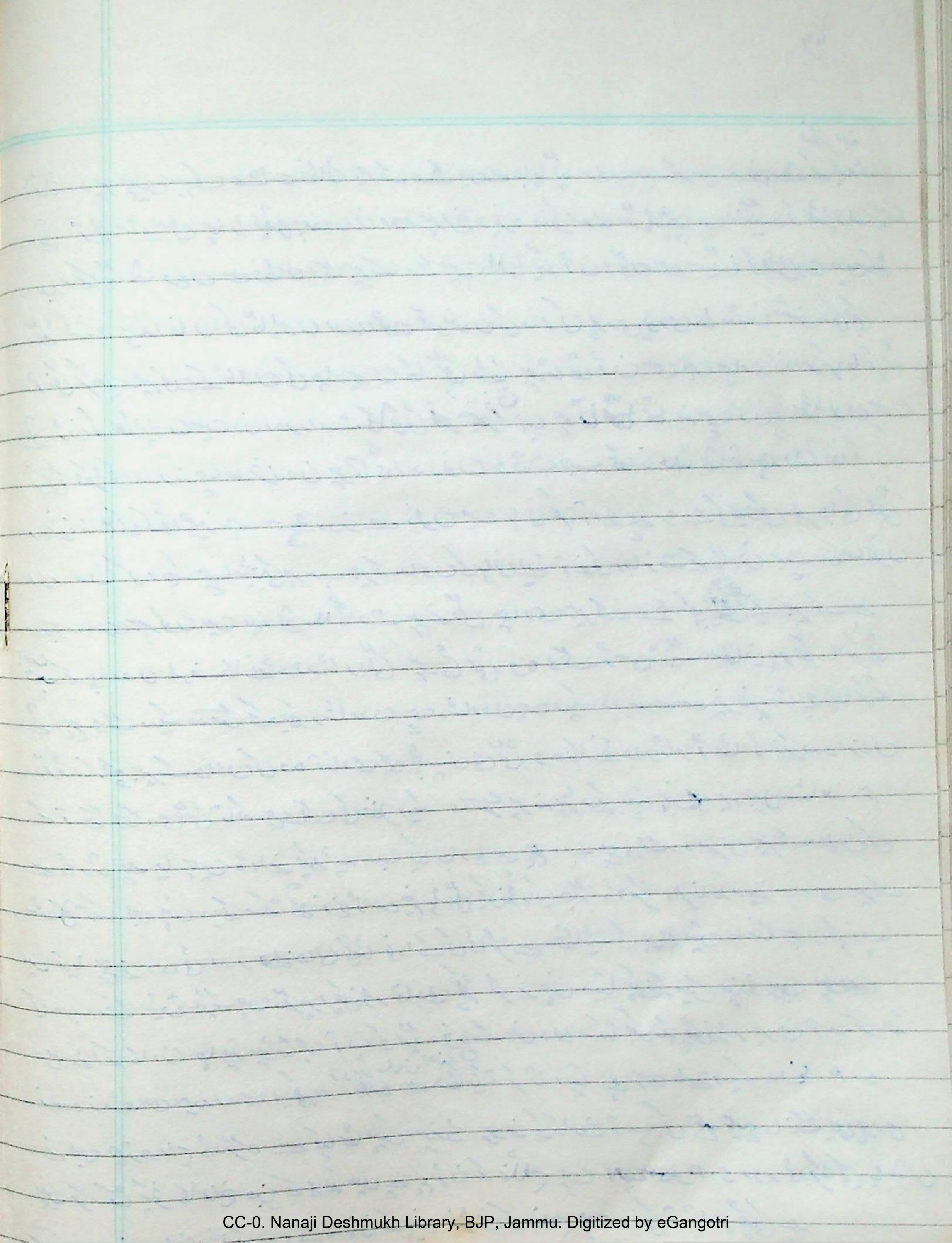
قسط نمبر 12

پہلے والی قسط میں میں نے جیل میں بیوپار کی بات کی تھی اسکے متعلق اب میں تفصیل سے ساری بات آپ دوستوں کو بتا رہا ہوں اس جیل میں سب سے بڑے 2 بیوپاری ہیں انکے نام یہاں کافی مشہور ہیں جیسے ہماری دنیا میں ٹاٹا باٹا اور برلا ہوتے ہیں ایسے ہی اس انڈ کی جیل میں نذیر اور دوسرا سوہنا لال نام کے جانے مانے بیوپاری ہیں دونوں کافی دیر سے اس جیل میں قید ہیں یہ لوگ جیل میں بیوپار سے کافی روپیہ کما کر اپنے گھر بھیجتے رہتے ہیں ان میں سے ایک بڑا نامی چور کہلاتا ہے یہ ابھی ابھی جیل سے چھوٹ کر گیا تھا اور چھ سات روز بعد پھر جیل میں آ گیا میں نے پوچھا کہ لالہ ابھی ایک ہفتہ پہلے تم چھوٹ کر گئے تھے اب پھر اتنی جلدی کیسے آ گئے بولا خدا کی قسم بڑی مشکل سے تین سو روپیہ اکٹھا ہو رہا تھا وہ لے کر آ رہا ہوں ایک اس سے پہلے ایک دو بار یہاں آنے کی کوشش کی مگر پولیس والے مجھے پکڑتے ہی نہیں تھے مجبوراً مجھے ایک پولیس والے کو بیانہ دیکر تین چار تھپڑ لگائے پکڑ کے عدالت میں پیشی ہوئی اور جج صاحب نے مجھے دو مہینے کیلئے جیل بھیج دیا اب یہاں پھر کاروبار کرونگا تو گھر والوں کے لئے کچھ جمع کر لونگا اسی طرح اسی جیل میں ایک گلو نام کا بہت بڑا بدمعاش قیدی ہے موٹا تازہ اور پہلوان جیسا لگتا کہ جوان ہے یہی کسی قیدی کو سیدھا کرنا ہو تو گلو کی ڈیوٹی لگائی جاتی ہے یہ بگڑے ہوئے اور بدمعاش سے بدمعاش آدمی کو یہ ایک ہی دن میں سیدھا کر دیتا ہے S.P نے اسکی ڈیوٹی قیدیوں کے لئے راشن تولنے پر لگائی ہوئی ہے کس کی ہمت جو راشن کی کمی کی شکایت کر سکے اسکے یہاں آئے تقریباً دس سال ہو گئے ہیں ابھی اسکے چھ سال اور یعنی عمر قید کی سزا میں باقی ہیں اسکے ساتھیوں کا کہنا ہے کہ ہر سال ہزار دو ہزار روپیہ یہ یہاں سے کما کر گھر بھیجتا ہے 8 اپریل آج ہمارے ایک ساتھی بودھ سنگھ صدر ولیج کمیٹی ابیر ہتھوڑہ والا عدالت سے ملی سزا پوری کر آج اسکو جیل سے رہا کیا جا رہا ہے اسکے چہرے پر تھوڑی سی غمی اور تھوڑی خوشی دکھائی دے رہی ہے غمی اس بات کی کہ جس مکتی کو لیکر یہاں آیا تھا وہ ابھی پورا نہیں ہوا اور خوشی اپنے پریوار والوں سے ملنے کی آج میں چیف سے پوچھا جن لوگوں کو دفعہ 3 کے تحت گرفتار کیا گیا ہے انکو تو قانون کے مطابق سپیشل کلاس ملنی چاہیے مگر آج تک انکو وہ درجہ کیوں نہیں دیا گیا چیف نے کہا ہم نے ان قیدیوں کے کاغذات ان کے تھانوں کو بھیجے ہیں مگر ابھی تک ان کا کوئی جواب نہیں آیا کہ یہ قیدی اخلاقی ہیں یا سیاسی میں نے کہا چیف صاحب آپ کو یہ پتہ نہیں کہ ہم سیاسی قیدی ہیں

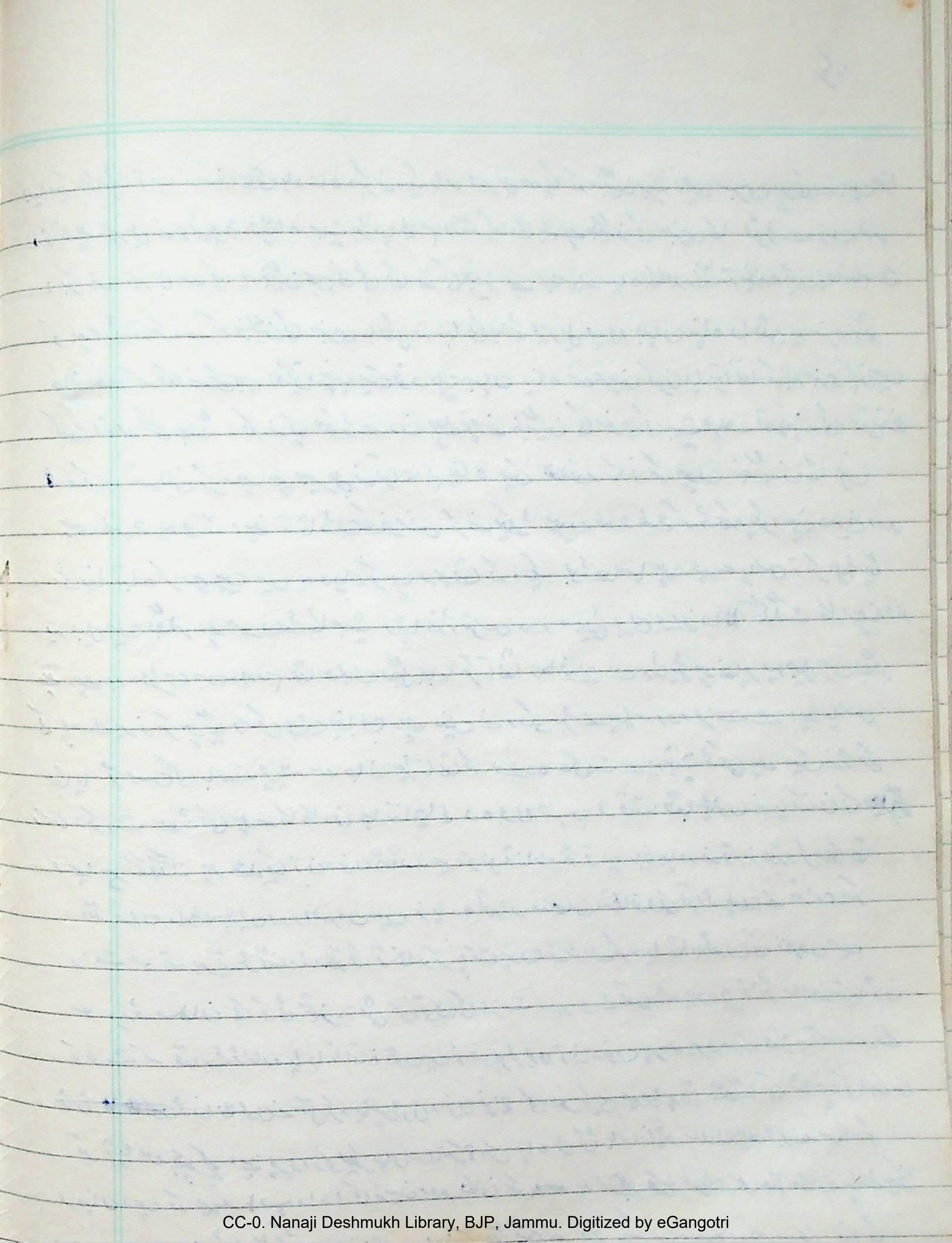


نظر بند

آج دوپہر ہمیں بیرک نمبر 15 سے نکال بیرک نمبر 6 میں لے جایا گیا وہاں سب کے سب دفعہ نمبر 3 کے قیدی
تھے آج شوسل ہمارا کپل پہچان اور ہنرراج وغیرہ جنکو سری نگر پہنچتے ہی سنٹین کوٹھڑیوں میں
بند رکھا گیا تھا وہاں سے نکال اسی بیرک نمبر 6 میں لایا گیا ان لوگوں سے سنٹین کوٹھڑیوں میں کئے
گئے تشدد بیداغان کی گالیوں اور لاتوں گھونسوں کی مار کی پوری پوری داستان سنی لگی تھی
انکی ہر سب بیرکوں کے مالوں کی جا بیجا ان کا گچھا تھا پہرہ تھا ان سی بھی ہماری خاطر کر دیا گئے
تھے ان کو کوٹھڑیوں میں دن اور رات کا کوئی فرق نہیں ہوتا تھا نہ ہی ان کو کوٹھڑیوں میں
کوئی کھڑکی اور نہ ہی روشندان ہوتا تھا دونوں وقت جب کھانا ملتا تھا تو پتہ لگتا تھا کہ
روشنی نام کی کوئی چیز ہے — 2/3 روز سے نلوں میں پانی کم آرہے ہے رات کو ٹینکی بھر جاتی تھی
اور دن کو وہ ایک ہی ٹینکی پر سب بیرک والوں کو پانی لینے آنے کی اجازت کے کارن بہت سے ساتھیوں
سے جو دوسری بیرکوں میں بند تھے ملاقات ہونے لگی ہماری بیرک نمبر 6 کے پیچھے بیرک ہے
جس کے چاروں طرف کانٹے دار تار لگی ہوئی تھی وہ لوگ اس تنگ سے تھان پر کھڑا کر
تھے ہم لوگ ایک دوسرے کو دیکھ اشاروں ہی اشاروں میں ایک دوسرے سے خیر خیریت پوچھا کرتے
مگر ان بیرک والوں کی وہ آزادی بھی چھین لی گئی وہ کانٹے دار تار اکھاڑ کر نئے دروازوں
کے آگے لگا دی گئی تاکہ ہم لوگوں کی نظر ایک دوسرے پر نہ پڑ سکے پتہ نہیں یہ جیل شاف ہم
سے کیا چاہتا ہے یا ہمیں ڈرانے کیلئے یہ سب کیا جا رہے ہے اب ہم لوگ دوسری بیرک والوں کی
شکل تک بھی نہیں دیکھ سکتے تھے آج اس نیم پاگل بھونڈر کی جگہ ڈاکٹر امرناتھ رینہ ہماری بیرک
میں آیا ہم نے دوائی اور ہلکی خوراک کی ڈاکٹر سے شکائیت کی بولا میں مانتا ہوں کہ آپ
کی سب شکائیتیں ٹھیک ہیں مگر میرا بھونڈر فاضلی کچھ کرنے نہیں دیتا کیونکہ میں ہندو ہوں
ہونے کے کارن چاہتے ہوئے بھی آپ کو ٹھیک خوراک نہیں دلوا سکتا کیونکہ بھونڈر اجیری آپ کے ساتھ
اور میرے ساتھ زرہ سی ہمدردی دیکھ لیتا یہ [ادویہ ملان امنیوں] سے شکائیت کرتا رہتا ہے اسی طرح ایک دن S.P
نے بھی ہندو رام ڈوگرہ سے کہا تھا میں ہندو ہونے کے کارن آپ کی جائز مانگ بھی پوری
نہیں کر سکتا کیونکہ راج ان کے ہاتھ میں ہے ہم ان کے غلام ہیں S.P اور ڈاکٹر کی باتیں
سن صاف جان پڑا کہ یہ لوگ قانون کے نہیں فضلی کے غلام ہیں انکی آتما مر چکی ہے



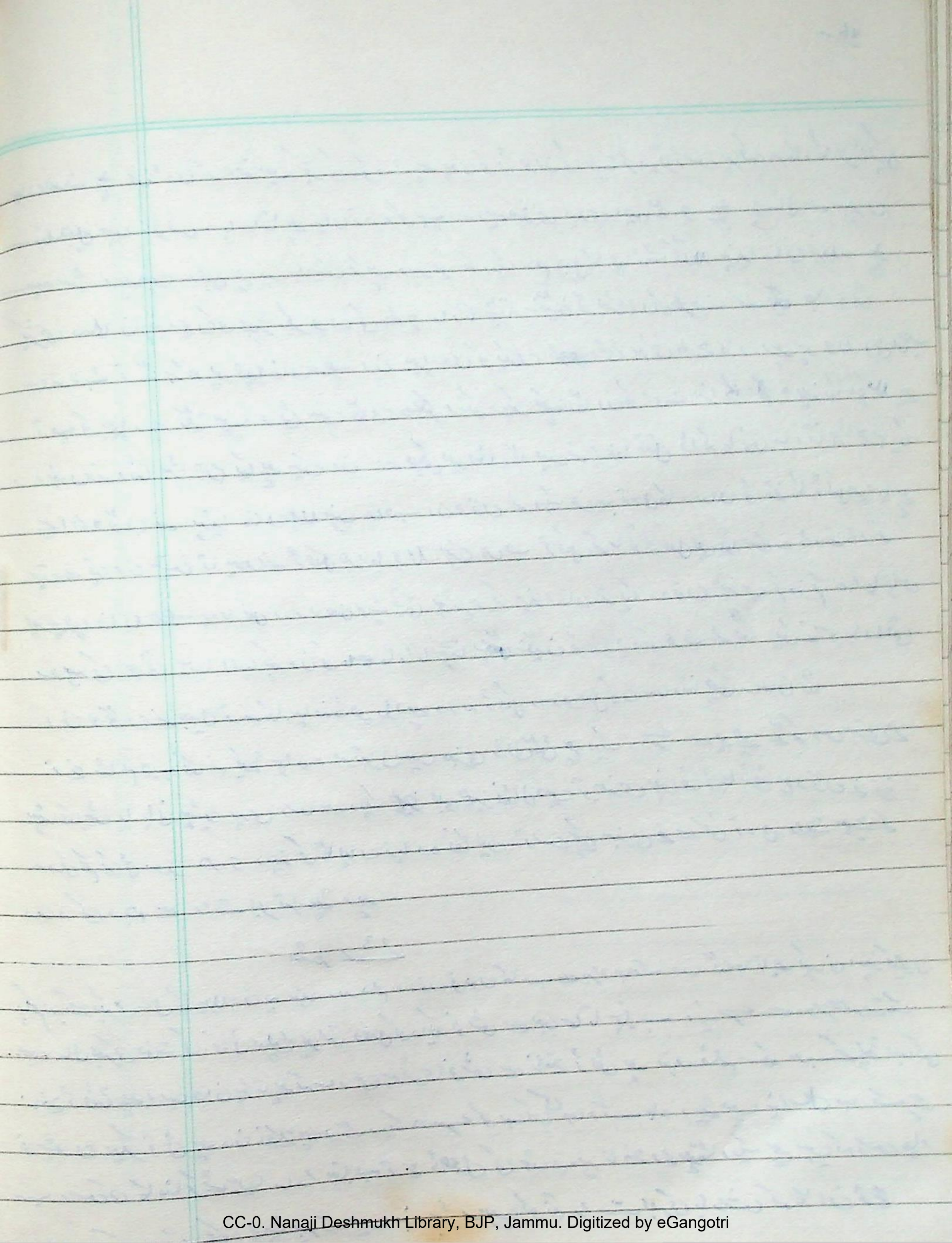
جیسا ایک حکایت آپ نے سنی ہوگی بادشاہ اکبر نے ایک بار بیربل سے کہا کہ بینگن بہت اچھی سبزی ہے کھانے میں مزا
آتا ہے بیربل نے کہا حضور شہنشاہ بہت بڑھیا شیام رنگ کیا مقابلہ ہے بینگن کی سبزی کا تھوڑے دنوں بعد
اکبر نے بیربل سے کہا یہ بینگن بھی کوئی کھانے کی چیز ہے بے سواد سیاہ کالا رنگ آئندہ کچن ملازمان
کو ہدایت کر دو کہ بینگن کی سبزی بالکل نہ بنائی جائے بیربل بولا جہاں پناہ واقعی یہ سبزی تو
جانوروں کے کھانے کے بھی لائق نہیں میں خود ہی جہاں پناہ سے عرض کرنا چاہتا تھا کہ یہ سبزی کچن میں
کبھی نہ لائی جائے اکبر نے کہا تھوڑے دن پہلے تم نے بینگن کی سبزی کی ~~بہت~~ تعریف کی تھی اور
اسکی بد تعریفی کر رہے ہو بیربل نے کہا عالم پناہ میں حضور کا نوکر ہوں بینگن کا نہیں
اسی طرح یہ لوگ اپنے آقاؤں کو خوش کرنے کیلئے جیسی طرح طرح کے ڈھکوسلے دیکر اپنی دین اور
دنیا تباہ کر رہے ہیں میں یہ وچار کر ہی رہا تھا کہ ایک بوڑھا سا سکھ میرے پاس آکر بیٹھ گیا
یہ جیل میں لنگر ہے سو کھانے کا بہت اچھا فرنٹ ڈریس اور سیکھی بولی بولنے والا گلگت کا رہنے والا
ہے پہلے یہ ملٹری میں ملازم تھا دل کی تکلیف ہوا کرتا تھا فوج سے ریٹائر ہونے پر یہ جیل میں لنگر
کی ڈیوٹی پر نوکر ہو گیا اسکی بولی پنجابی ہے میں نے اسکو بڑے پیار اور عزت سے اپنے پاس
بٹھایا اس کی بات چیت سے جان پڑتا تھا کہ موجودہ حکومت سے یہ بہت دکھی ہے میں نے اسکے
اس حکومت سے دکھی ہونے کا کارن جاننا چاہا وہ بولا جب وقت قبائلیوں نے پاکستان کی ایما پر
ایما پر گلگت پر حملہ کیا ان دنوں گلگت میں کرنل گھنسارا سنگھ کو مہاراج بہادر نے گورنر مقرر کر رکھا تھا
وہاں ملٹری پولیس اور افسروں میں زیادہ تعداد ~~مسلمان~~ مسلمانوں کی تھی انہوں نے غداری کر
رات سوتے بریگیڈیئر گھنسارا سنگھ کو گرفتار کر پاکستانیوں کے حوالے کر دیا تھا قبائلیوں کی نظروں میں
ہندو سکھ مسلمان کی کوئی تمیز نہ تھی عورتوں کی عزت اور لوٹ کھسوٹ میں جو انکے سامنے آیا ان
کو موت کے گھاٹ اتار دیا جاتا تھا انکھوں میں آنسو بھر کر بولا ان دنوں میرے پریوار کے تقریباً سب لوگ
~~[illegible]~~ ان ظالموں نے قتل کر دیا میں ان دنوں فوج کی نوکری میں باہر تھا گلگت کی تباہی کی خبر سن
کر آیا اور بچے کھچے اپنے پریوار کو لیکر یہاں سرینگر آ کر پناہ لی کئی بار ان اچھ سالوں میں موجودہ سرکار کو
عرضیاں دیں کہ میرے باپ دادا کی زمین اور مکان کے ~~بدلے~~ بدلے مجھے ~~[illegible]~~ تھوڑی سی جگہ مکان بنانے کیلئے
اور میری جدی جائیداد کا کچھ معاوضہ مجھے دیا جائے مگر کسی نے آج تک میری درخواست پر غور نہیں کیا



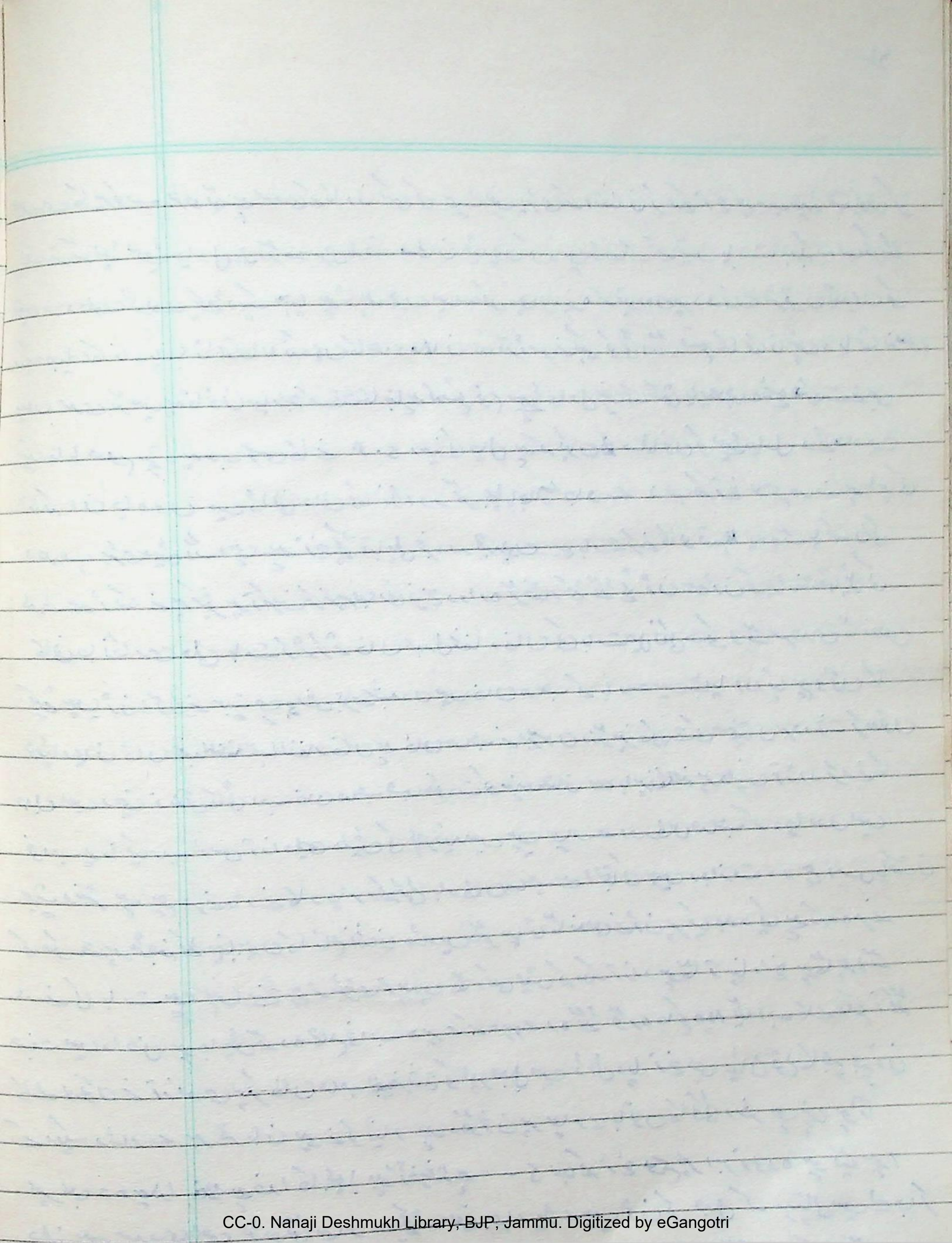
یہاں صرف ۱/۲ ہندؤں کے ہاتھ میں کنجر کی حکومت ہے یہاں کوئی بولنے کی ہمت کرے تو اس پر کسی پرچار کا جھوٹا کیس
بنا جیل میں ٹھونس دیا جاتا ہے یہاں آپ کو بہت سے ایسے کشمیری قیدی ملیں گے جو ۲/۳ ۱/۲ سال سے جیلوں
میں سڑ رہے ہیں ابھی ہم یہ باتیں کر ہی رہے تھے کہ ایک دم جیل کا پھاٹک کھلا ہیدا خان نمبردار ۲/۳
کشمیری مسلمان قیدیوں کو بھیڑ بکریوں کی طرح مارتا پیٹتا سنگین کوٹھڑیوں کی طرف لے جا رہا تھا
میں نے حیرت سے پوچھا خان صاحب ان بیچاروں کو کیوں بندوق اتنی بڑی طرح مار رہے ہو بولا آپ صاحب
آپ کو بیچارے لگتے ہیں دو تین سی گالی دیکر انکو دیکھ کہنے لگا ان کو سخت سزا دینے کا حکم ملا ہے
انہوں نے اتنا بڑا جرم کیا ہے میں ان سے جنکی کیا حالت تھی میں نے پوچھا قتل ڈاکہ یا کون سا اتنا بڑا جرم کیا
ہے ان لوگوں نے ہیدا خان بولا نہیں صاحب ان لوگوں نے ایک غریب آدمی کا دھان کو لوٹنے کا جرم کیا ہے
پنڈت نے کہا ان کمینوں نے آدھ من دھان چرایا بولا نہیں صاحب دھان کے ساتھ مرغی لی تھی پنڈت نے ڈرتے ڈرتے
پھر پوچھا خان صاحب یہ دھان اور مرغی بہت قیمتی ہوتا ہے کیا ہیدا خان نے کہا دونوں چیزیں کم از کم ۴۵ یا پچاس
روپیہ کی ہوتی ہیں ایسا کہہ کر ان کو مارتا پیٹتا سنگین کوٹھڑیوں کی طرف لے گیا پنڈت نے کہا واقعی
ان لوگوں نے جیل آنے کا بہانہ ڈھونڈا ہے ورنہ دھان اور مرغی کون سا اتنا قیمتی سامان تھا
آج شام جب کھانے کے لئے ہمارے برتنوں میں سبزی ڈالی گئی ہم ایک دوسرے سے پوچھنے لگے کہ اس سبزی کے
بیچ گھاس یا پانی میں پڑی اس سے ایک چیز بھی نکال دیں تو سبزی نہیں کھائی جا سکتی ہم لوگوں نے آج
روٹی کم کھائی اور ۵.۰ روپیہ کی گالیاں زیادہ نکالیں۔ اس کچی سبزی سے کئی آدمی ملازم پیٹ کے
درد کی وجہ سے رات بھر تڑپتے رہے۔

قسط ۱۳

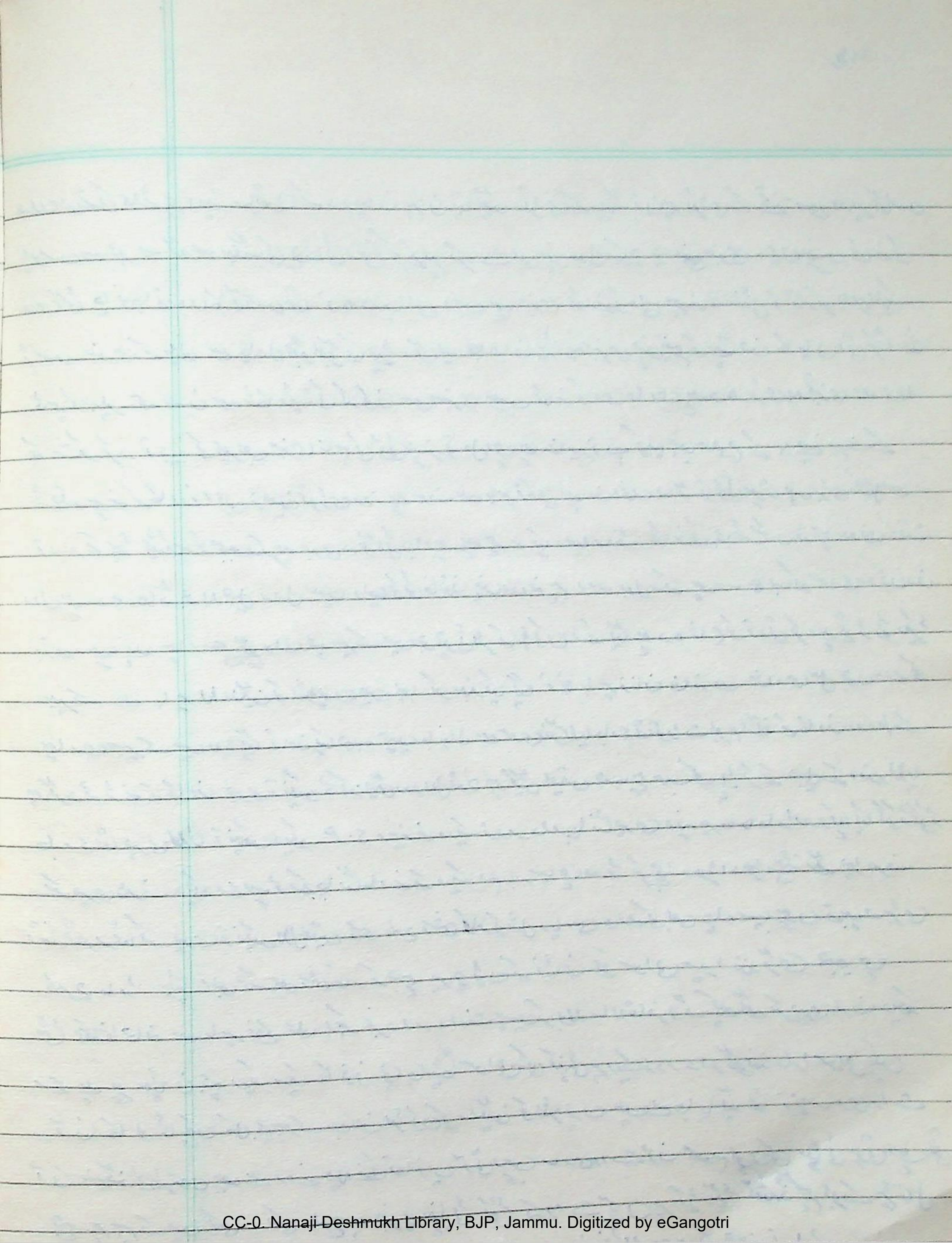
بکرم سمبت بکرمی سال کا پہلا دن یہ ہندو اور مسلم دونوں لوگوں کا سب سے بڑا مبارک دن گنا جاتا ہے کسان اپنے کھیتوں
میں سال بھر کی محنت کی کمائی لہلہاتی پکی ہوئی فصل کو دیکھ کر خوشی سے نہیں سماتا ہے۔ اب ایک سرے سے دوسرے سرے تک
ناچتے گاتے ہیں ایسا جان پڑتا ہے کہ ساری پرکرتی خوشی سے ناچنے لگی ہے ہندو مسلم سکھ سب کے لئے بیساکھی
خوشحالی لیکر آتی ہے دن نکلتے ہی لوگ ایک دوسرے کو بیساکھی کی مبارک باد دیتے ہیں نیا سال مبارک ہو
سب رسموں کا نظارہ ہیں سارا دن بس آج ڈھول کی تھاپ پر ناچتے رہے میں اکیلا ہی ہوں کہ اس چار
دیواری کے اندر مکمل لپیٹے ہوئے بند پڑے ہیں کیونکہ رات بھر کی بارش نے کا ان آج



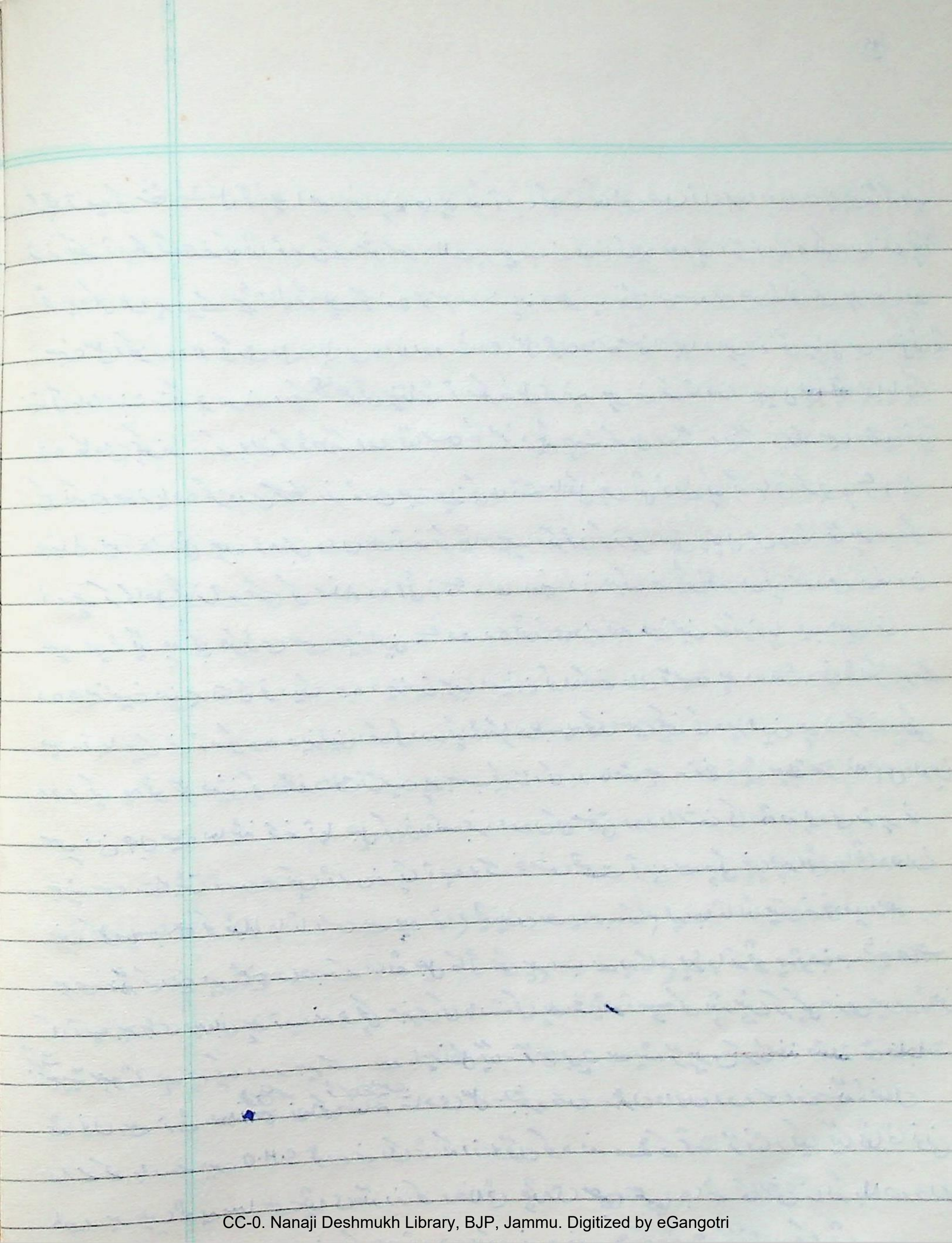
سردی کا پرکوپ بڑھتا جا رہا ہے سردی کے کارن کسی کی ہمت نہیں پڑتی کہ اشنان کر سکے زخ ہی سب ہندو قیدیوں کو
کھانے کے لیے میٹھے چاول ملے دوسری طرف مسلمان قیدیوں کو دیسی گھی کے تین پاؤ جبکہ یہ سب گھی کا
تہوار دونوں کو ... لیکے ایک جیسا پڑتا ہے جموں میں سب کی دیوالی وغیرہ کے تہواروں پر دونوں فرقوں قیدیوں کو
ایک جیسا کھانا دیا جاتا تھا حالانکہ دیوالی کا ۲۰ مسلمان کھانا قرآن نے بھی کوئی الگ قسم کا کھانا نہیں دیا تھا نہ معلوم
یہاں [illegible] میں یہ قانون میاں [illegible] کے وقت کا بنا ہے کہ مسلم قوم میٹھے چاول نہیں کھا سکتی یا یہ موجودہ شیخ حکومت نے بھی
نہیں بنایا معلوم پڑتا یہ سب کسی کانے ۲۰۰ رہنے کی چال ہے کہ کیوں مسلمانوں کو میٹھے چاول دیئے جاویں
تاکہ ان چاولوں میں ڈالنی والی کھانڈ اور گھی بچایا جا سکے جاوے ۔ ۲ سب کہ زخ موسم صاف ہے باہر کی
دھوپ بڑی میٹھی لگ رہی ہے زخ کچھ قبائلی نمبردار قیدیوں سے بات کرنے کا موقعہ ملا یہ لوگ پاکستان کی
طرف سے ڈاکہ نے ہر کیجر پر آکرمن کرنے پر بھارتی فوج دوارہ گرفتار کئے گئے تھے ان سے ان کے پرانت قبائیل کی
کافی جانکاری ملی بات کرتے کرتے خان عبدل غفار خاں کی بات چل نکلی جس کو لوگ سرحدی گاندھی
کہتے ہیں ان لوگوں نے بہت ہی جوش بھرے شبدوں میں خان صاحب کے بارے میں بتایا اور کہا ہم لوگوں کا
ہمیشہ [illegible] خان عبدالغفار خاں ہے خان صاحب نے برسوں انگریز حکومت کی سختیاں برداشت کرتے ہوئے
جیل میں رہ کر زندگی کاٹی اب خان صاحب جب حکومت کو ہندوستان سے باہر نکالنے پر دیش آزاد کرانے کا
خواب پورا کیا اب اسی آزاد ملکی دیش کی پھر قید میں ہیں بیچارے اور خان صاحب کے وچاروں میں
بیٹھی [illegible] ہے ہم مرنے مارنے کا وچار رکھ کر کئی بار خان صاحب سے التجا کی ہمیں اجازت دو ہم اس پاکستان
کی حکومت پر قبضہ کر لیں یا ان کا نام نشان مٹا دیں مگر میاں تم گاندھی نے ان پر کیا جادو کیا ہے کہ وہ مرنے
مارنے کی بات ہی نہیں سنتے ہم نے بڑی امیدیں لگا رکھی ہیں کہ ملک آزاد ہوگا آزاد ہوگا ہم لوگ
جنت میں داخل ہو جائیں گے وہ تمام خواب دھرے کے دھرے رہ گئے گورا حاکم چلا گیا اب کالے حاکم آئے
کالے لوگوں نے آزادی پا کر خان صاحب جیسے فرشتے کو پھر جیل میں ڈال دیا زخ بھی پٹھان قوم کا بچہ بچہ ان
کے ایک اشارے پر قربان ہونے کو تیار ہے مگر ان پر ہماری باتوں کا کوئی اثر ہی نہیں ہوتا
پھر بھی وہ بیچارا خدا کا بچہ ہے خدا کا فرشتہ ہے ۔ ۶ سب کہ زخ موسم پھر ابر آلودہ ہو گیا ہے
چلنے سے سردی بھی بڑھ گئی ہے [illegible] سالق بیمار پڑے ہیں ان کو جیل کے ہسپتال میں لے جا کر
داخل کر دیا گیا وہ دوسرے ہی دن اپنے [illegible] میں واپس آگئے اور رکھے گئے



وہاں فرش کی بجائے بیچ اپنے ساتھیوں کے درمیان پیران ٹیپا ٹیکی لکڑی کے سینگ اُن پر لکڑی کے تختے اور ان پر گھاس
پھوس سے بھرے گدے پلنگ کی چوڑائی زمین کر کے ہم کروٹ بھی نہیں بدل سکتے جو سبھی سبزی دال ہمیں کھانے کو
دی گئی جو نوجوانوں کا گھاس تھا آج تک بھی ایسی ہی سبزی کھانے کو ملی ہم نے تو شکل اُتار کر باہر پھینک
اُس سبزی کے پانی سے چاول گٹھو گٹھو کھا لیے مگر ایسا ڈھان پڑا یہ سبزی نہیں ہضم کر بیٹھے جس کا پانی رات کو اُٹھا
دیکھ جیلر محمد حسین سے شکایت کی کہ کون سی سبزی ہمیں کھانے کو دی جا رہی ہے وہ بڑی بدتمیزی سے بولا
کہ شکر کرو آپ کو پھر بھی سبزی نام کی کوئی چیز تو مل رہی ہے شاید آپ کو یہ نہیں معلوم کہ ۶ مہینے برف کے
ڈھکے رہنے کے کارن ایسی زمین تھوڑی روز پہلے برف سے باہر نکلی ہے ان دنوں ساگ تو کوئی ہوتا نہیں بڑی مشکل سے
آپ کے لیے کچھ لوگوں کو بھیج کر یہ سبزی منگوائی جا رہی ہے ہم نے کہا ایسا ساگ کھانے کی بجائے بھوکوں نہ ہمیں دونوں وقت
دال ہی دی جائے بولا جیل رول میں ایسا کوئی قانون نہیں اور نہ ہم اسے بدل سکتے ہیں - ۶ بجے کہ سردی دونوں دن
بڑھ رہی ہے ہمارے پیچھے والی بیرک میں جو چھوٹی عمر کے لڑکوں رکھا گیا ہے وہ شام کو آرتی کر رہے تھے تو ٹکر کر
بیرک سے باہر لا سنگین کو کھڑکیوں میں پیا کر بند کیا گیا آج باہر زنان خانہ سے شادی شدہ جموں والے کو
ہماری بیرک میں لایا گیا اُسے رکھا جب ہمیں یا خیال سے ہمیں اندر لایا جا رہا تھا تو رات بھر جاگنے کے کارن اور ڈر کے
پہرے دار ڈرنے کے کارن میری آنکھیں دکھنے لگیں اور لال سرخ ہو گئی تھیں جب ہم سب کو باہر کر کے جیل کے اندر لایا
جا رہا تھا میری لال آنکھیں دیکھ S.P صاحب نے ایک زوردار چانٹا میری منہ پر مارا اور کہا کیا گھور گھور
کر میری طرف دیکھ رہے ہو مگر چانٹا مارنے کے ایک دم بعد سپاہی زور سے کہنے دوڑا دوڑ پیٹنے لگے میرا صرف
اتنا قصور تھا کہ میری آنکھیں لال تھیں اسی طرح رشی کمار کو شل ریاستی والے کو بھی چار سپاہیوں نے بہت بڑی
طرح مارا پیٹا ابھی تک بھی رشی کمار کے جسم پر چوٹوں کے نشان تھے سوامی سیوا نند گری جیسے ہی
ٹٹی کر کے خانہ سے باہر نکلے علی اکبر پہرے دار دانت پیس کر بولا سالا تھا فرعون کیسے گھور کر میری طرف دیکھ
رہے ہیں ہم سمجھا ان کے ایک ایک کا خون پی جائیگا سوامی کی کنپٹی پر ایک زوردار گھونسا مارا سوامی جی
آن کا ہی تما ہیں کل جو بیرک سے جن لڑکوں کو سنگین کو کھڑکیوں میں لے جایا گیا تھا آج ساری رات
آن سنگینوں کو کھڑکیوں سے رونے چلانے کی آوازیں آتی رہیں ساری رات صرف معصوم بچیاں کی سسکیاں ہوتی رہی تھی
صبح ہر بیرک میں کسی نہ کسی طرح یہ خبر پہنچائی گئی کہ رات بچوں پر کئے گئے تشدد کے ہم بھوک ہڑتال
کریں گے کسی بیرک سے کوئی بھی کھانا لینے بیرک سے باہر نہیں نکلا دوپہر کو چیف آیا اُس نے



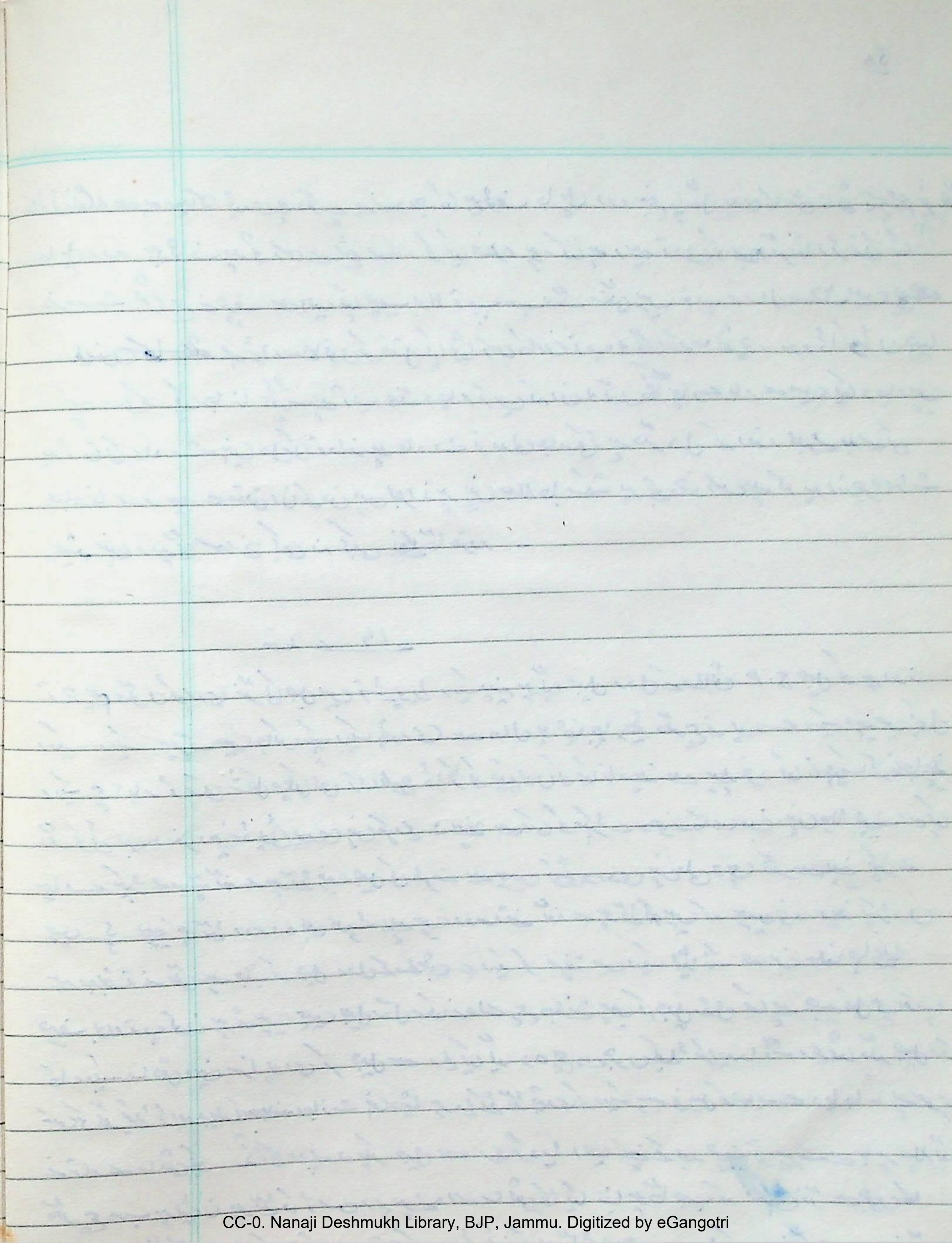
مجھے آپ کی شکایت مل گئی ہے ایسا نہیں ہونا چاہئے تھا آپ کھانا کھالیں میں ان نمبرداروں سے پوچھوں گا کہ ایسا
کرنے کیلئے آپکو کسی نے کہا تھا اس کے دستورس دلانے پر ہم سب نے کھانا کھالیا اور کہا اگر آئندہ کبھی ایسا ظلم ہوا
تو ہم مکمل طور پر بھوک ہڑتال کر دیں گے آج موسم صاف ہے دھوپ نکلنے سے سردی میں کمی ہو رہی ہے
میں نے سل اکھوڑ والا کوٹھری مل رہا سی والا اور شادی لال جموں والے منت بچا رہے ہیں انکو ہسپتال میں داخل کیا گیا
بتایا گیا بلونت سنگھ جو صرف ایک ہی دھوتی پہنتا تھا اسکو ڈبل نمونیہ ہونے کے کارن ہسپتال ~~لیجایا~~ بھیجا گیا
وہ کافی کمزور ہو گیا ہے بولنے کے ڈھنگ اور اسکے سر دیکھ پیٹ کے بل رینگ رینگ بیرک میں واپس آ گیا
کئی دن سے زیادہ کمزوری کے کارن اس میں چلنے کی طاقت بالکل نہیں تھی اس نے کہا کہ باقی کے جو بیمار لوگ
ہسپتال میں داخل ہیں وہ بھی وہاں سے آنے کو تیار ہیں مگر ان کو زبردستی ہسپتال میں روکا گیا ہے سب کو
ڈر ہے کہ کافی کمپونڈر کسی کو مناسب دوائی نہیں دے رہے ایک دن میں نے کمپونڈر سے کہا سردی کے کارن
سینہ پھٹ گیا ہے مجھے تھوڑی سی ویزلین دے دو وہ تھوڑی سی ویزلین لے کر آیا جب میں نے
وہ ویزلین سینہ پر لگائی تو دیکھا وہ ویزلین نہیں مشین کو لگانے والی گریس ہے دوسرے دن ڈاکٹر بیرک
میں آیا میں نے اسکو وہ ویزلین دکھائی اور کہا ڈاکٹر صاحب یہ کون سی کمپنی کی ویزلین ہے ڈاکٹر نے دیکھی
اور کہا یہ تو ~~مشین~~ مشین کو لگانے والی گریس ہے یہ سب کمپونڈر کی بدمعاشی ہے - آج ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ غلام محی الدین
سعیدانی جیل میں معائنہ کرنے آیا جیل کی خوراک نمبرداروں کی سختی اور راشن کی مقدار پوری نہ ہونے
بہت سی شکایتیں اس سے کیں اس نے کہا آپ لوگ خوش قسمت آپ سے چکی نہیں پسوائی جاتی دھان
نہیں کٹوایا ~~جاتا~~ کو شیایا جاتا اس سے پہلے تمام قیدیوں سے یہ سب کام لیا جاتا تھا میں نے خود مہاراجہ
ہری سنگھ کے راج میں شیخ صاحب کے ساتھ جیل کاٹی تھی ہم سب سے یہ کام لئے جاتے تھے یہ تو جناب شیخ صاحب
کی آپ پر بڑی مہربانی ہے آپ نے جو بھی سختی کی ہے شائد آپ کو پتہ نہیں کہ بھی سختی میں دکھائی
~~چھپے~~ دیتے ہوتا ہے یہ کہا اور بیرک سے باہر نکل گیا - آج بیرک سے پتہ قیدیوں کے کاغذ متعلقہ تھانہ جات
تھانوں سے آ گئے ~~...~~ جموں کے واپس نہیں شادی لال - بشمبر داس - جموں والوں اور کرن سنگھ ڈنسال
والے کے بارے میں S.H.O جموں نے لکھا تھا کہ ان لوگوں کو دفعہ ۳ کے تحت گرفتار کیا گیا تھا قانونی
طور پر ہیں تو یہ سیاسی قیدی ان کو اخلاقی قیدی ~~...~~ سمجھا جائے کاشی ناتھ بلاوروالے
کے بارہ میں متعلقہ ... نے لکھا یہ آرڈی میں نے دفعہ ۳ کے تحت گرفتار کیا تھا



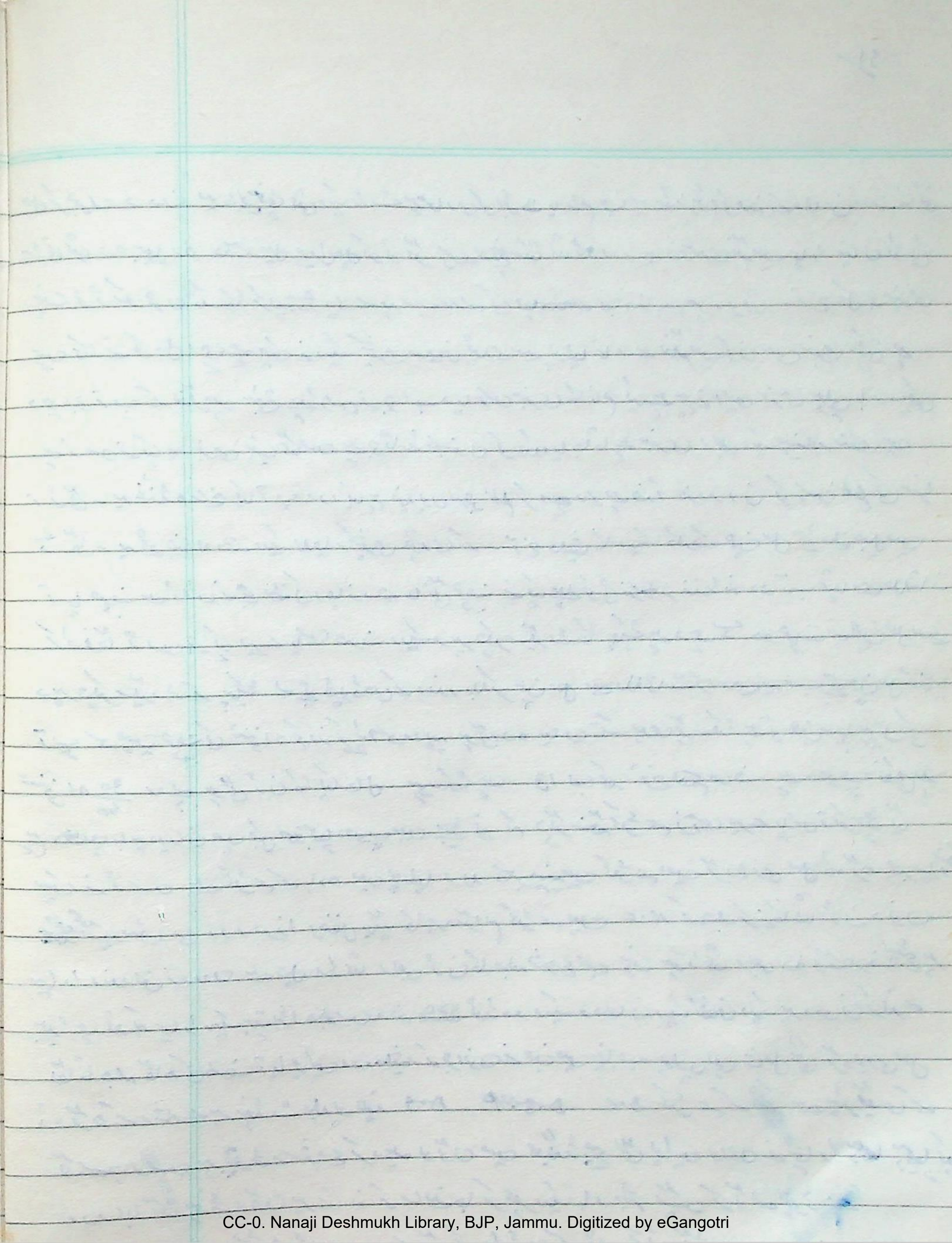
قانونی نگاہ سے یہ سیاسی قیدی ہے مگر ہے پہلے درجہ کا بیوقوف جاہل اور نیم پاگل ہندی کا شی ناتھ بھی نیم پاگل
جاہل اور بیوقوف ہے تو اس سے بھلا سرکار کو کیا خطرہ ہو سکتا ہے ایسے آدمی کو بھلا گرفتار کرنے کی کیا
ضرورت تھی ہم نے چیف سے ایسا کہا چیف بولا آپ سب لوگ سنگھی ہیں آپ نے سال 47 میں بے حد
~~مسلمانوں کا~~ بے شمار مسلمانوں کو قتل کیا تھا اس کارن آپ لوگوں کے ساتھ چور اور ڈاکوؤں جیسا
ہی سلوک کیا جانا ٹھیک ہے آپ لوگ دیکھ رہے ہیں کہ ان لوگوں کے ہمارے بارے میں کیا وچار ہیں
پرانی ہی عادت نہیں دل کی آواز ہے عادت تو بدلی جا سکتی ہے مگر دل کے اندر بھرے بدلے کی
بھاونا اور ہمارے متعلق ان کے من میں بھرا زہر نہیں بدلا جا سکتا پر مجھے وشواس ہے کہ یہ اندھیری رات
ہمیشہ نہیں رہے گی سورج کبھی نہ کبھی نکلے گا ضرور ۔

قسط ۔ 16

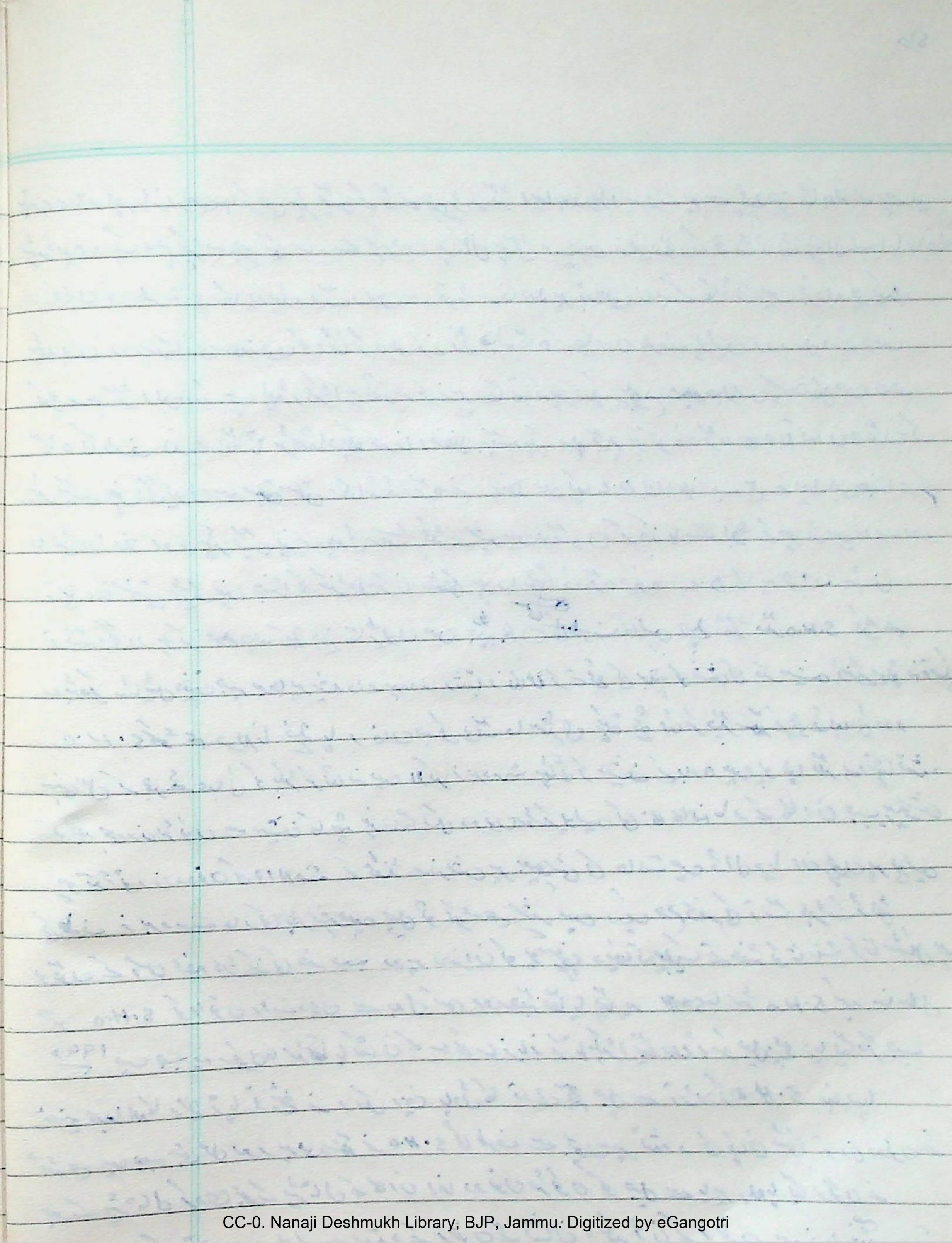
آج ہم لوگوں کو سری نگر کی جیل میں آئے پورا ایک مہینہ ہو گیا جیل رول کے مطابق S.P جیل کو ہر روز
ایک ایک بیرک میں جا کر ایک ایک قیدی سے حال پوچھنا چاہیے مگر ہم نے پورے ایک مہینہ میں پہلی
ایک ہی بار اس کی شکل دیکھی تھی اسی طرح ڈاکٹر کو قیدیوں کو کھانا دینے سے پہلے خود کھانا چیک کرنا چاہیے
مگر کوئی بھی افسر اپنی ڈیوٹی پوری نہیں کر رہے 2 ہفتے سے کسی کو کپڑے دھونے کا صابن نہیں ملا چیف سے کہا
ہمارے کپڑے بہت گندے ہو گئے ہیں جیل کی طرف سے ہمیں کوئی وردی نہیں ملی وہی گھر سے پہنے کپڑے
ہمیں کئی ہفتے ہو گئے اور وہ بھی کٹ رہے ہیں اور اتنے گندے ہو گئے ہیں کہ ہمیں خود اپنے کپڑوں
سے بدبو آنے لگی ہے جب کہ جیل رول کے مطابق ہر ایک کو ہفتہ میں ایک ٹکیا تک صابن ملنا چاہیے
چیف بولا آپ کون ہوتے ہیں ہمیں جیل رول سکھانے والے ہم جانتے ہیں کہ جیل رول کیا ہے جیسے کل ہی آپ
کا ایک ساتھی اپنی سزا پوری کر جیل سے رہا کیا گیا وہ ہم سے جموں کا بھی کرایہ مانگ رہا تھا مگر جیل رول
کسی کو کوئی ٹکٹ کرایہ دینے کی اجازت نہیں دیتا ہر رہا ہونے والے قیدی کو ایک پیسہ فی میل کے حساب سے دیا جاتا ہے سو ہم
نے تمہارے ساتھی کو 2.30 روپے دے کر جیل سے رہا کر دیا ایسا کہنے کے بعد چیف تو بیرک سے باہر چلا گیا
مگر ہم سب پریشان ہو گئے کہ اس رہا ہونے والے ساتھی کا کیا بنا ہوگا جب کہ سری نگر سے جموں کا
کرایہ ۔/5 روپے [illegible] وقت کی روٹی کیونکہ ہمارا [illegible] جموں سے چل کر سری نگر اور سری نگر



چل کر جموں ۲ دن میں پہنچتی تھی ایک رات سیر سواری کو بٹوت یا رام بن میں گذارنی پڑتی کی مرضی کے علاوہ بھی رات کاٹنی
پڑتی تھی وہ بیچارہ دو سو میل پیدل چل کر تو گھر نہیں پہنچ سکتا تھا مگر اور یہاں سڑکیں نہیں بیچارا یہاں لٹکی
نہیں بلکہ جموں تک کا کرایہ دے دیں یہ سب بدلے کی بھاؤنا سے ہو رہی تھی۔ مرزا افضل جو سبزی
ہمیں کھانے کو مل رہی ہے میں نے ایک کشمیری مسلمان قیدی سے پوچھا تمہارے علاقے میں کون سی سبزی بکتی ہے
وہی جو تم لوگ کے لنگر میں بنتی ہے اس نے جواب دیا اس سبزی کا نام کیا ہے ہم نے ایسی سبزی پہلی بار دیکھی
ہے اس نے کہا یہ سبزی نہیں گھاس ہے جو گائے بھینسوں کو کھلایا جاتا ہے سبزی ابھی ایک ہفتہ بعد منڈی میں
آئے گی۔ یہ غنڈہ راج کیا آپ اور کیا ہم قیدیوں پر جو ظلم کر رہے ہیں خدا ضرور ان کو اس ظلم کی سزا
دے گا۔ یہ کہنا تھا ایک لاچار کشمیری قیدی کا۔ مرزا ملیشیا کا ایک کلرک جمن لال مجھ سے ملنے جیل میں
آیا چیف سے اس نے مجھے ملنے کی اجازت مانگی چیف نے کہا پہلے کوئی نذرانہ دو تب تمہاری ملاقات
کرا دوں گا اس نے کہا میرے پاس صرف ایک ویر چکر سگریٹ کا پیکٹ ہے وہی لے لو چیف نے جمن لال سے
ویر چکر سگریٹ کے پیکٹ لے کے ڈیوڑھی کے اندر بلا کر جمن لال سے ملاقات کرا دی یہ سب مجھے جمن لال نے سنایا
آپ کو چیف کی تنخواہ ۱۰ کم از کم 1½ سو روپیہ ہوگی وہ یہاں تک بیڑی پی سکتا ہے تو جن سپاہیوں کی
تنخواہ ۱۰ $\frac{30}{40}$ روپے ہوگی ان کا کیا حال ہو سکتا ہے 13 اب تک رخ تو کم صاف ہے دھوپ نکلی ہے
ہم باہر میدان میں بھی دھوپ میں بیٹھے تھے کہ ٹیلر شمیم کوکو عمر نور محمد میرے پاس آ کر بیٹھ گیا
میں نے اس سے کوکو کے بارہ میں پوچھا بولا دسمبر میں کوکو میں گرفتار کیا گیا ڈوڈہ جیل پیارا
محمد سعید مسعودی اور مرزا افضل بیگ کا پروگرام کوکو میں ۸۰۰ کے جلسہ کرنے کا تھا ان دونوں
بیچارا اندولن زوروں سے چل رہا تھا ابھی ان کا جلسہ شروع بھی نہیں ہوا تھا ابھی وہ ڈاک صرف پہنچے ہی
ہوئے ہی تھے کہ پیارا ایک بہت بڑا جلوس دو سو 320 لوگوں کا ایک نشان ایک پردھان کے لئے
لگاتا جلسہ گاہ کی طرف آیا پولیس اور ملیشیا کے جوانوں نے جن میں پنجاب پولیس بھی شامل تھی گرفتار کر لی
ڈوڈہ کے رشتے پر نیڈنٹ بلدیو چند [illegible] ۸۰۰ کوکو کے [illegible] سے پولیس کے
لوگ جلوس پر ٹوٹ پڑے شروع کر دیے لوگوں میں بھگدڑ مچ گئی پولیس والوں نے پیارا بچھا دیا گیا
اور کیا ہوا ہوئے لوگوں پر تھانہ کے سامنے جا کر پھر ایک بار ٹیئر گیس کے گولے چھوڑے
اس کے بعد دو ہزار میں کئی لوگ زخمی ہو گئے کے منہ کھلے لگے اور بیہوش ہو گئے



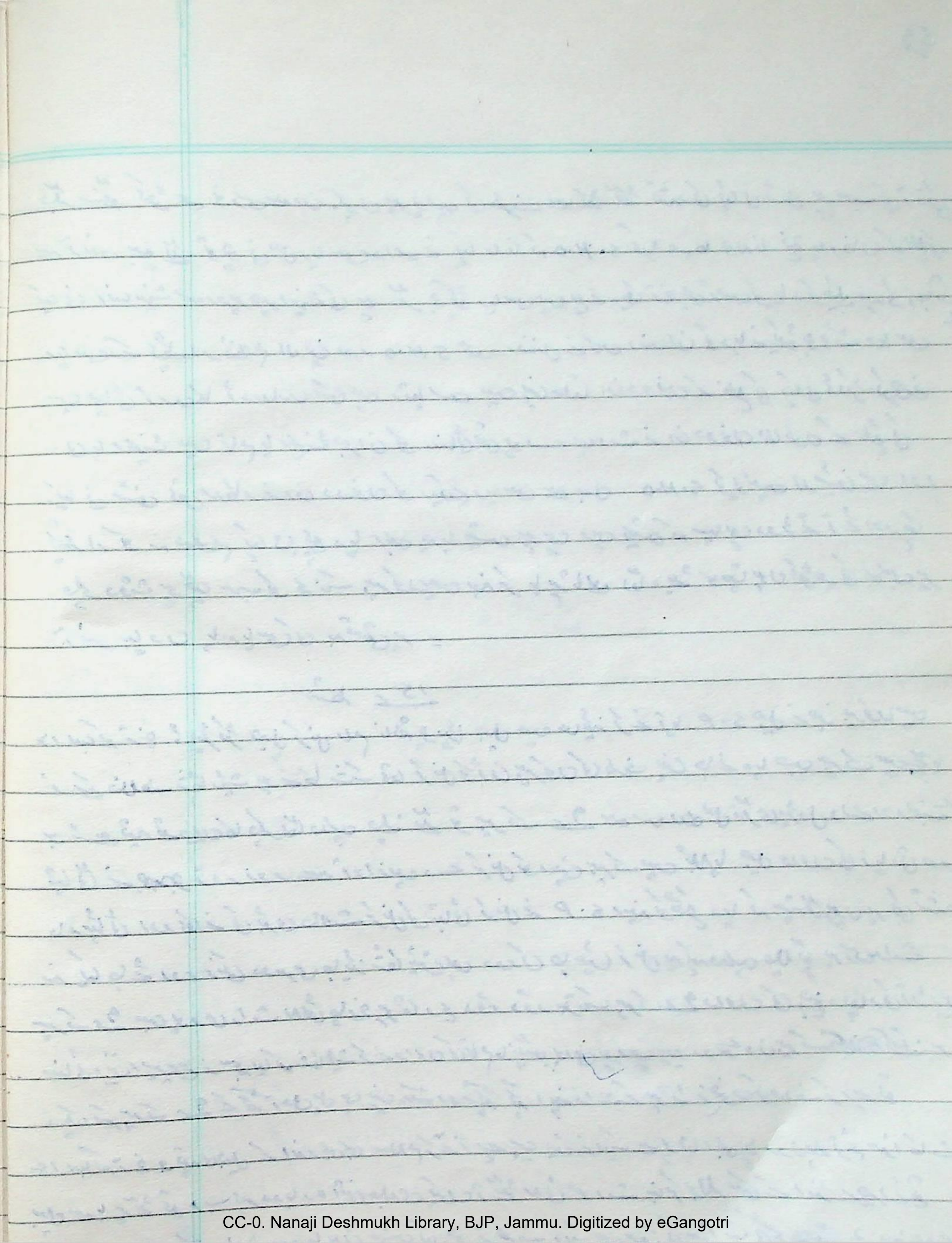
بندری بازار میں جا کر بھی سپرنٹنڈنٹ پولیس کے ٹولے چھوڑ دیے گئے ایسا جان پڑا یہ لوگ ہم سے پچھلے جنم کا بدلہ لے رہے تھے
شہر میں ایک دم کہرام مچ گیا سارے شہر میں ہڑتال ہو گئی بہت سے زخمی لوگوں کو جو کہ قریب تھے ہسپتال لے جایا جا رہا تھا
اس دن تو جلسہ نہ ہو سکا یہ لیڈر لوگ وہاں سے تھوڑے فاصلہ پر [illegible] نام کے گاؤں میں [illegible] لیڈر
پکڑے ہوئے اور سرکاری ملازموں کو دھمکا کر جلسہ کرنے لگے جلسہ گاہ کے چاروں طرف پولیس اور ملیشیا کے جوان
کھڑے ہو گئے ابھی ایک ہی لیڈر کھڑا ہو کر تقریر کرنے ہی لگا تھا کہ پھر ایک ہجوم جلوس کی شکل میں جلسہ
گاہ کی طرف بڑھنے لگا تو یہ دیکھ مرزا افضل بیگ ایک دم گرم ہو کر ڈی ڈی سے بولا کہ ان لوگوں کو
پولیس نے کیوں نہیں سبق سکھا دیا ڈی ڈی نے ڈی سی سے کہا ڈی سی بولا جناب ہم نے پہلے بھی جنتا پر کم
لاٹھی چارج اور ٹیئر گیس نہیں چلائی سارے شہر میں لوگوں کے [illegible] باعث [illegible] ہوئے ہیں اب اور
زیادہ سختی ٹھیک نہیں جنتا کو کنٹرول کرنا مشکل ہو جائیگا ڈی ڈی وغیرہ ڈی سی کا یہ جواب سن
[illegible] ہو کر بغیر جلسہ کئے گاڑیوں میں بیٹھ کر جموں واپس چلے گئے [illegible] کو یہ
[illegible] جب [illegible] ترنگا لہرانے کی بات کی کوشش کی مگر [illegible] نہ سکی
[illegible] کو یہ مولانا فتح یار خان جو کہ ماسٹر جی کہتے تھے [illegible] چھوٹے بھائی اور
[illegible] کے جو کہ سب ہی کو پکڑ کر تھانہ میں لاکر زبردست پٹائی کر [illegible] کے بارہ میں پوچھا مگر بے انتہا تشدد
کے بعد بھی ان لڑکوں سے [illegible] کا پتہ نہیں لگا سکی دونوں لڑکے پولیس کی [illegible] مار کے کارن جب بیہوش
ہو گئے تو ان دونوں کو حوالات کے ٹھنڈے فرش پر بیہوشی کی حالت میں ڈال دیا ان بچوں پر پولیس
کی طرف زبردست مار کی خبر شہر میں پھیلی تو تمام شہر میں ایک دم غصہ کی آگ بھڑک اٹھی
لوگوں کے اس غصہ بھڑکنے کی خبر جب [illegible] کو پہنچی دیکھا کہ پبلک کے غصہ کو شانت کرنا مشکل ہے
تو [illegible] کو راتوں رات وہاں سے بدل کسی اور جگہ لگا دیا گیا یہ [illegible] بنا سال
۱۹۴۷ میں جب یہ سکول ماسٹر تھا پاکستان کے ساتھ سازباز کر [illegible] اور [illegible] جیل بھیج دیا گیا مگر جب
شیخ عبداللہ کا راج آیا تو شیخ نے اس کو اپنی پارٹی کا آدمی سمجھ جیل سے آزاد کر [illegible] بنا دیا
[illegible] میں جب شہر کے [illegible] نے [illegible] کی طرف سے بچوں پر تشدد کی کہانی سنی تو ان دونوں نے
بھوک ہڑتال کر دی بھوک ہڑتال کے کارن ان دونوں لڑکوں کو جیل سے باہر بلایا گیا لوگوں نے
ان دونوں کے جسموں پر پولیس تشدد کے زخموں کے نشان دیکھے ان کے زخموں سے خون بہہ رہا تھا



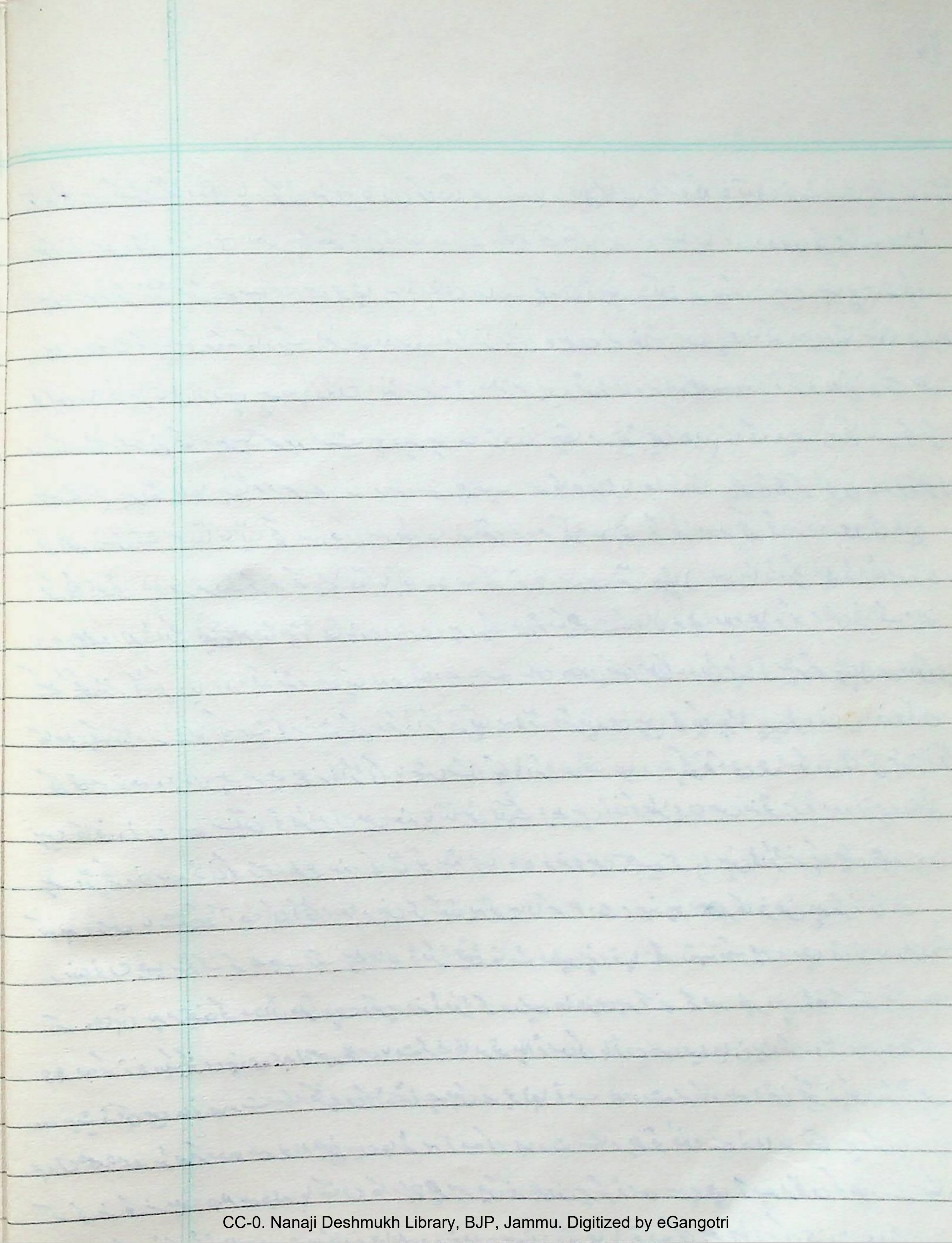
بلکہ سنگھو کوٹھی ۱۳ نمبر میں سے ان بچوں پھر پولیس کی طرف سے کئے گئے تشدد کی کہانی سنی ہم سب کی آنکھوں
سے آنسو بہنے لگے تو چونی لال ریاسی والے نے کہا تھا کہ S.H.O. کوٹھی نمبر ۱۵ مولانا فتح یار خان کے ظلم کی
کہانی انسانیت سے دور پر چھوا دینے کی ہے مگر جو کچھ ریاسی میں ہم نے دیکھا تو ہی اس کو یاد کر کلیجہ منہ کو آ جاتا ہے
ریاسی کے تھانیدار نظام الدین اور S.H.O. محمد افضل نے اس اندولن کو دبانے کیلئے جو لوٹ ریاسی
میں مچائی اس کا اداہرن کسی بھی اتہاس میں نہیں ملتا ان دونوں کے ظلم کی کہانی کا ذکر ڈوگرہ جی نے
دلی پارلیمنٹ میں تمام پارلیمنٹ ممبران کو سنائی تھی پورے بھارت نے ان دونوں ظالموں کے ظلم کی
کہانی سنی تھی سرکار نے ان دونوں کو ریکدم ریاسی سے بدل S.H.O. کو پولیس لائن میں اور
تھانیدار کو نہ معلوم کہاں بھیج دیا ابھی یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ سپاہی دوڑے آئے اور کہا
جلدی وقت ہو گیا سب کو بیرکوں میں بند کر باہر تالے لگا دیئے سوچتا ہوں کوٹھی کی بے بسی پر
آنسو بہاؤں یا ریاسی کی بدقسمتی پر =

شط 15

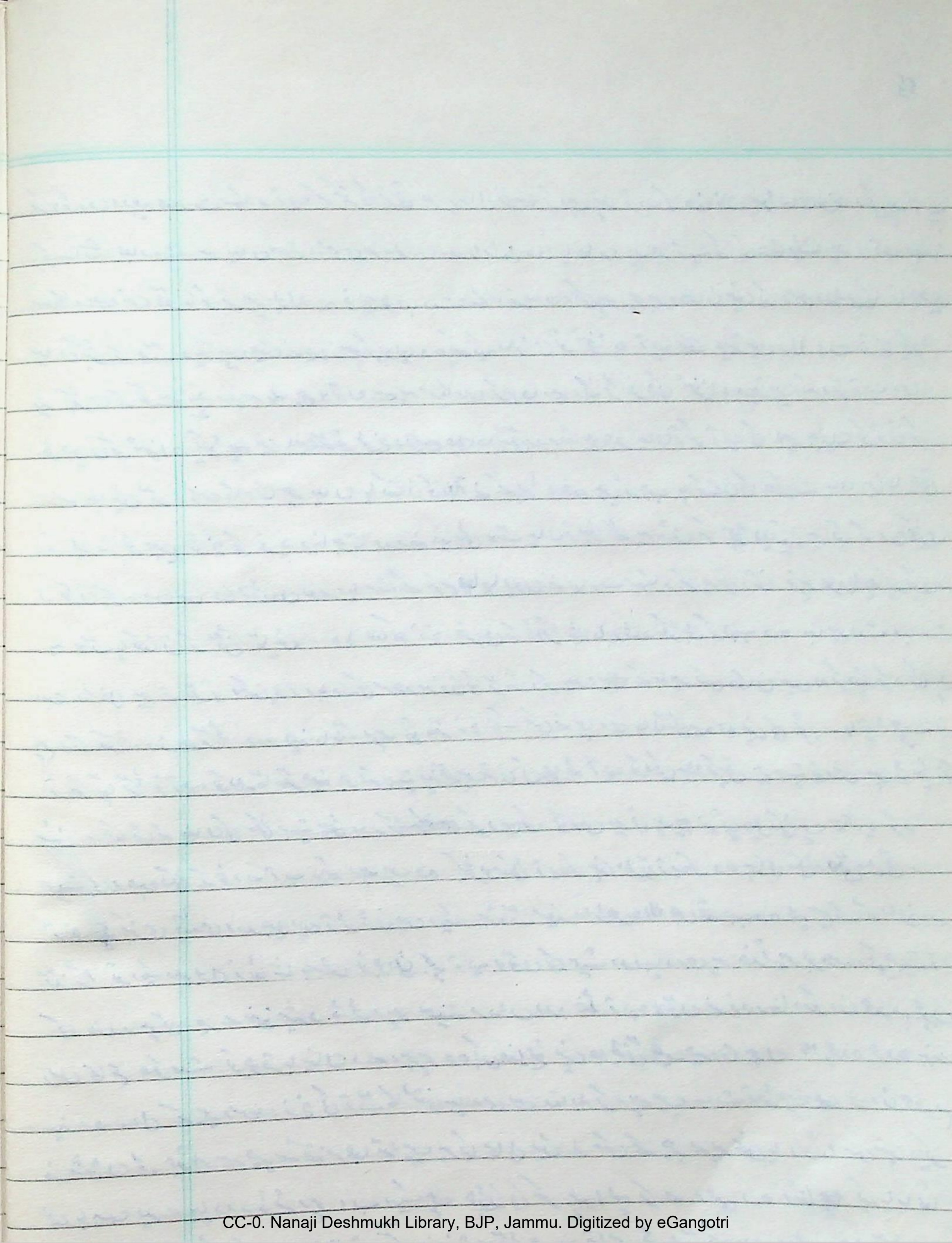
۱۷ اپریل کو آج ڈائریکٹر جیل کرنل رام ناتھ چوپڑا جیل میں معائنہ کرنے آیا P.S. جیل نے جن بیرکوں میں
ان کے خلاف شکایت ہونے کا شک تھا کرنل کو ان بیرکوں کی طرف نہیں جانے دیا جب بیرک میں پہنچا
بوڑھے قیدیوں کو چھ مہینوں کا چکر لگا واپس چلے گئے تو بیرک نمبر 9 سے سردار یاسل نگری پٹرول والے اور لبنت سنگھ
چبالی نے چیخ چیخ زور زور سے آوازیں دے کرنل کو اپنی بیرک میں بلایا جیل والوں کی زیادتی اور
مار پٹائی اور کھانے کی بری حالت کرنل کو بتائی کرنل نے P.S. مہتہ کو حکم دیا کہ ان قیدیوں پر کبھی تشدد
نہ کیا جائے اور ان کی دوسری جائز شکایتیں بھی دور کی جائیں کرنل یہ کہہ واپس چلا گیا پھر ساری رات
بیرک نمبر 9 میں پوری رات لاٹھی چارج ہوتا رہا دور دور تک بیرک نمبر 9 والوں کی چیخ و پکار کی آوازیں
سنائی دیتی رہیں ہم نے سمجھ لیا کہ شکایت کرنے والوں کی تمام ٹانگیں توڑ دی ہوں گی دوسرے دن بیرک کھلنے پر
دیکھا تو بیرک نمبر 9 کے کچھ آدمی چل ہی نہیں سکتے اور کچھ اپنے دانت ٹوٹے ہوئے زخموں کو صاف کر رہے تھے
۱۸ اپریل کو آج ۲ قیدی جیل کے اندر بھی ستیاگرہ کرتے آ رہے ہیں میں نے ایک سے پوچھا ابھی ۵ روز پہلے تو تم سزا کاٹ
جیل سے باہر گئے تھے اب پھر دوبارہ اتنی جلدی کیسے آ گئے اداس صورت بنا کر بولا کسی کے اندر سے چیرا گئے تھے
پولیس والوں نے پکڑ عدالت میں چالان پیش کیا جج نے صرف ایک ہی ہفتہ کی سزا سنائی کر چار تھا $\frac{2}{3}$ مہینے جیل میں



آرام سے کیسے ہتے اسکی یار کوئی بڑی چوری کر تھا پھر ایک بار جیل کا پھاٹک کھلا 2 آدمی سوٹ بوٹ پہنے اندر آئے
میں نے سمجھا کوئی سرکاری افسر ہوں گے جیل کا معائنہ کرنے آئے ہوں گے مگر دیکھا کہ سپاہی ان دونوں کو بیرک نمبر 12
میں بند کر گئے میں نے سپاہی سے پوچھا یہ دونوں صاحب قیدی تو نہیں دکھتے تو یہ کون ہیں سپاہی نے کہا
یہ دونوں کو اپریشن نیشنل بنک کا ایک منیجر ہے اور دوسرا افسر کیشئیر انہوں نے بنک میں ۱ ½ لاکھ روپیہ کا غبن کیا ہے
پولیس جانچ پڑتال کر رہی ہے یہ دونوں اندر سٹرکٹلی ملزم ہیں تھوڑی دیر بعد جیلر اندر آکر بولا تم دو نئے مفت
سرکار کا راشن کھا رہے ہو کر بدمعاش ہو رہے ہو سارا دن بیکار بیٹھے حرام کا کھا رہے ہو تم سب کو کل
سے کام پر لگایا جا رہا ہے بیکار دوسرے دن زبردستی ہم سب سے کام کروایا جانے لگا۔ چھوٹی عمر کے بچوں اور بوڑھوں
کو بھی مشقت پر لگایا گیا کچھ سے چکی پسوائی جانے لگی اور کچھ لوہے کو کٹنے اور کچھ کو مزدوروں کی طرح
ٹوٹی پھوٹی دیوار مرمت کرنے کے لئے لگایا گیا 20 مارچ کو سرکاری ہسپتال سے ڈاکٹر جیل ڈیوٹی پر آیا
وہ پہلے والا ڈاکٹر چھٹی پر گیا ہوا تھا باری باری ہر ایک سے اس کی صحت کا حال پوچھا اور بیمار کو اچھی خوراک دینے
کیلئے سپرنٹنڈنٹ کو حکم دیا اور سپرنٹنڈنٹ سے کہا بیمار قیدی کے پاس یہاں حوالات میں کسی قسم کی دوائی نہیں تو شہر کے ہسپتال سے منگوا لو
کالی سپرنٹنڈنٹ نے ٹالنے کی بہت کوشش کی مگر ڈاکٹر نے کہا یہ ٹھیک اگر قیدی ہیں تو کیا ہوا ہیں تو انسان ان دکھوں
کو ہم ختم ہی کر دیتے ہیں ہم نے ڈاکٹر کی باتیں سن کہا ڈاکٹر صاحب ہمارے کچھ آدمی جو ڈاکو اور قاتل نہیں ہیں
ہیں کافی دنوں سے سنگین کوٹھڑیوں میں بند پا تنہائی کاٹ رہے ہیں ان کوٹھڑیوں میں نہ تو ہوا اور نہ ہی روشنی
پہلے اگر کچھ دن اور ان کو اسی طرح بند رکھا گیا تو پتہ نہیں وہ زندہ بھی بچیں گے یا نہیں ڈاکٹر نے کہا میں مجبور ہوں
کہ میں اس بات کیلئے آپ کی کوئی امداد نہیں کر سکتا یہ تو یہاں کے S.P. اور سپرنٹنڈنٹ کا فرض ہے کہ ان سے
انسانوں جیسا سلوک کرے جب تک پہلے والا ڈاکٹر چھٹی کاٹ کر واپس نہیں آیا تب تک میں اچھا کھانا اور ضرورت
کے مطابق ہر مریض کو دوائی ملتی رہی مگر پہلے ڈاکٹر کے واپس حاضری پر آنے کے بعد پھر وہی ڈھاک کے تین پات
۶ مارچ کو ایک پنجابی قیدی عبدالصمد مجھ سے بات کرنے کا موقع ملا اس کی باتوں سے ایسا جان پڑا کہ یہ ٹھیک بھارت سرکار
سے بیٹ ڈکی ہیں فانوس بھارت سرکار کشمیریوں کی دشمن ہے میں نے پوچھا آپ بھارت سرکار سے اتنی نفرت کیوں کرتے ہیں
عبدالصمد بڑے غرور سے بولا پنجاب میں جاؤ یہ آپ کی بھارت سرکار ہے تو خدا سے دعا مانگتے ہیں کہ ریاست
کے کونے کونے میں جلد سے جلد پاکستان کا راج ہو میں نے حیران ہو کر اس سے پوچھا آپ لوگوں کو بھارت سرکار
سے ایسی کیا شکایت ہے بھارت سرکار نے قبائلی درندوں سے آپ کو بچایا آپ کی بہو بیٹیوں کی عزت بچائی

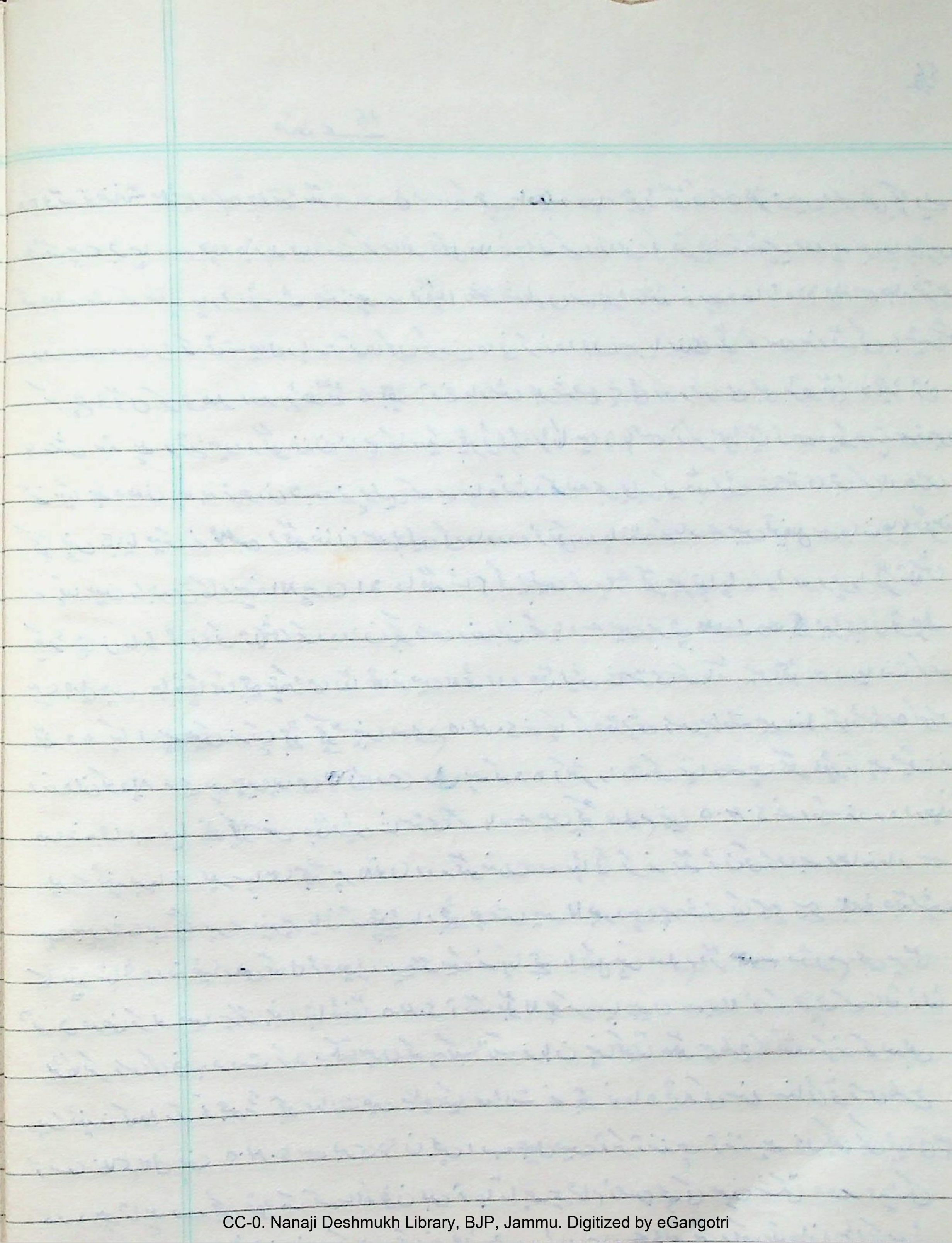


کروڑوں روپیہ بھارت سرکار آپ کے کشمیر کی ترقی پر ہر سال خرچ کر رہی ہے آپ کی حفاظت کیلئے یہاں فوج رکھی ہے آپ
کی ساری ضرورت ہے یہاں سستے داموں پر ڈپوؤں سے راشن دلوایا جا رہا ہے پھر آپ کو کیا شکایت ہے جو آپ بھارت
سرکار سے اتنی نفرت کرتے ہیں بولا یہ فوج جو بھارت سرکار نے یہاں رکھی ہے ہم پر احسان نہیں کیا اس ملٹری کا تمام خرچہ
یہاں کشمیر کے لوگ دیتے ہیں میں نے حیران ہو کر پوچھا وہ کیسے کیا ملٹری کو تنخواہ آپ لوگ دیتے ہیں بولا ہاں فوج کیلئے
ہر کشمیری کے گھر سے ½ روپیہ لیا ہم لوگوں سے یہ سرکاری کام جاری رکھا کر فوج کی تنخواہ دیتے ہیں کہ اگر آپ ان
فوجیوں کو تنخواہ کیلئے پیسے نہیں دیں گے تو فوج واپس چلی جائیگی اور قبائلی پھر یہاں آ کر آپ کی بہو بیٹیوں کو اٹھا کر
لے جائیں گے۔ اس کارن ہم یہاں پاکستان کو بلانے کے لیے کوشش ہیں کہ جب پاکستان کی حکومت یہاں بن جائیگی
تو پھر نہ تو ہمیں فوج کو خرچہ دینا ہوگا اور نہ قبائلی لوگ یہاں آ سکیں گے یہ سن کر مجھے یقین ہو گیا کہ ان کشمیری
لوگوں کے دلوں میں ان لیڈروں اور ریاست کے کرم چاریوں نے بھارت سرکار کے پرتی اتنا زہر بھر دیا ہے پھر کیوں نہ
یہ لوگ پاکستان کے گن گائیں۔ 30 سال کا عرصہ گزر چلا کہ ڈاکٹر شیاما پرشاد مکرجی کو جب وہ بنا پرمٹ ریاست
میں داخل ہونے لگے تو مکھن پور ریاست کی سرحد پر ان کو گرفتار کر کے جیل کے باہر کسی مکان میں لا کر قید کر رکھا ہے
ہم لوگ کئی روز سے مرچی اور چنے مانگ رہے تھے مگر آج تک کسی نے ہماری مانگ کی پرواہ نہیں کی تھی۔ ماچھو جیل نے
آ کر کہا مرچی تو آپ کو ملے گا مگر چنے جو کہ بہت مہنگے ہیں ان کی بجائے آپ کو مکئی ملا کرے گی ہم بہت خوش ہوئے کیونکہ
سن رکھا تھا کہ یہاں کی مکئی بہت میٹھی اور ~~کشمیری~~ گوری گوری ہوتی ہے ہم نے کہا چلو مکئی ہی دے دیا کرو
جیل بولا جی مکئی کے خواب آپ دیکھ رہے ہیں وہ کشمیری مکئی آپ کو نہیں ملے گی آپ کو وہ پنجابی مکئی ملا کرے گی۔
آج کچھ کشمیری قیدی اور جیل میں آئے ان میں ایک بزرگ سفید داڑھی والا بھی تھا جب وہ بچہ بیرک کے سامنے سے
گزرا تو ایک دم بول اٹھا شاباش نوجوانو بچو آپ لوگوں کی ہمت اور بہادری پر خدا پر بھروسہ رکھو جیت آپ
کی ضرور ہوگی میرے ننھے شیرو ڈٹے رہو ہمت مرداں مدد خدا آپ لوگوں نے زور رکھا مگر ان معصوم بچوں نے
اس ظالم حکومت کو جو قربانیاں دے رہے ہو وہ کبھی ضائع نہیں جائیں گی میں حیران ہوں 14 چودہ چودہ پندرہ
پندرہ سال کے بچے اس دور کی آگ کا کتنی بہادری سے مقابلہ کر رہے ہیں سات آٹھ مہینے سے ان معصوم
فرشتوں کے پھول سے چہرے کتنے مرجھا گئے ہیں پر کیا مجال میں نے کسی کے چہرے پر غمی یا اداسی نہیں دیکھی
شاباش میرے بہادرو ڈٹے رہو اب ایک ہی دھکے کی کسر ہے اللہ کرے ابھی وہ اتنا ہی کہہ پایا تھا
کہ سپاہی نے آ کر کہا چلو ~~چلو~~ آپ کی ضمانت ہو گئی ہے یہ تمام کے لوگ خوشی خوشی واپس چلے گئے



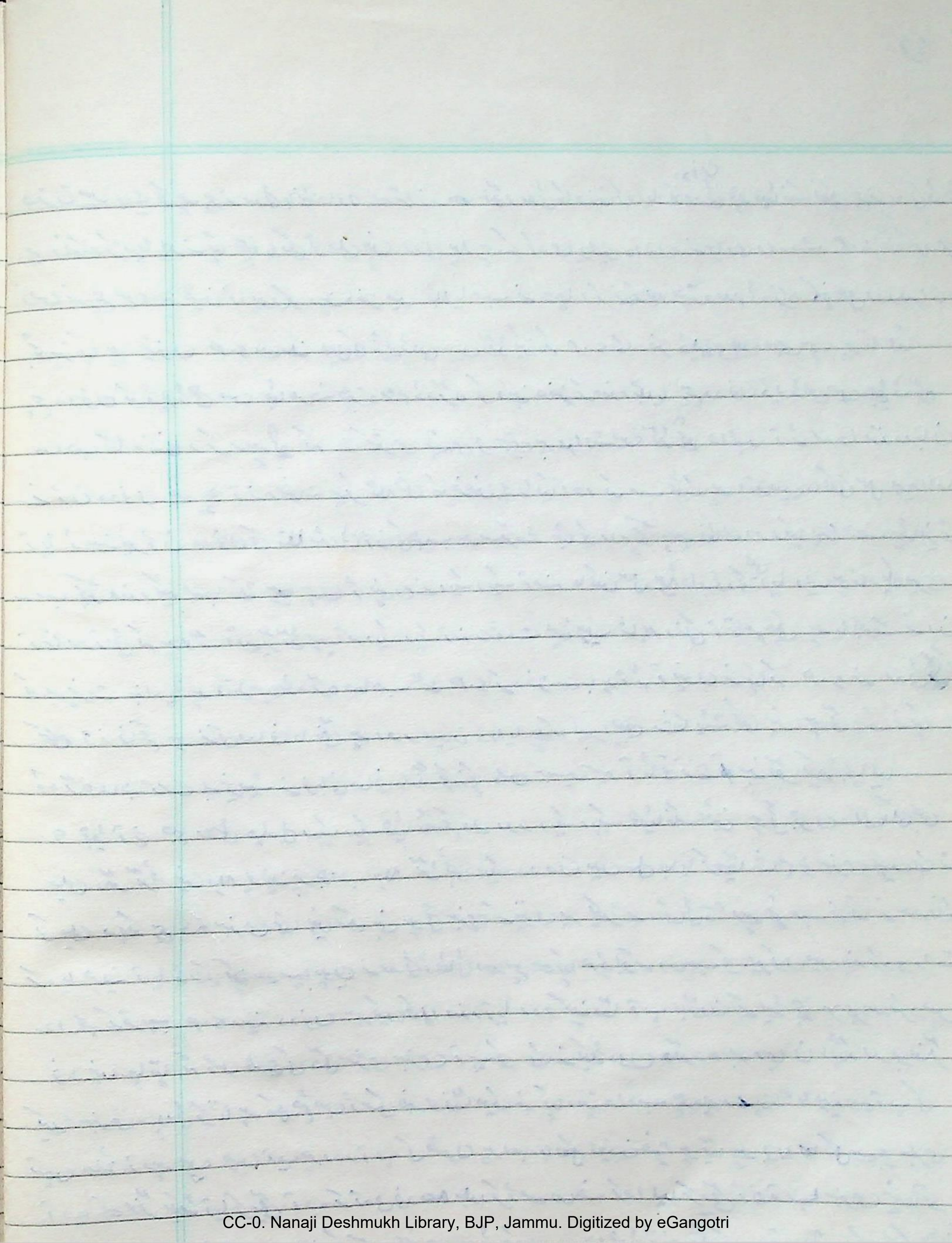
قسط ۔ 16

وہ دونوں تو ضمانت ملنے پر واپس چلے گئے مگر میرے دل میں ایک عجیب سا خیال چھوڑ گئے کہ اس بستی میں ابھی بھی کچھ ایسے لوگ ہیں جو ہمارے حملہ جاری بھارت کے ساتھ مکمل ملائے جانے کے اندولن کی تعریف کرتے ہیں اور یہ بھی چاہتے ہیں کہ بھارت کے ساتھ ہمارا ٹوٹا رشتہ جو یہ لنگڑا رکھا شرطوں سے بھرا رشتہ نہ رہے دفعہ 370 جلد سے جلد ختم ہو اور اس دفعہ کے تحت یہاں ریاست کے حاکموں کو من مانی کرنے والوں پر پابندی لگے اس ہڑتال کی باتیں سن کر ہم لوگوں کے حوصلے اور بڑھ گئے 6 جنوری کو رات بارش پھر شروع ہو گئی اور سردی بھی بڑھ گئی 7 جنوری کو رات بارش بند ہے صبح میں رگھو نندن نام کا ایک چھوٹی عمر کا لڑکا ہمارے پاس آ کر بیٹھ گیا اسے دیکھ کر بہت سے آدمیوں نے کہا ہے دھن ہے یہ نوجوان جس نے پولیس کے بے پناہ تشدد کے بعد بھی پولیس کو جگدیش شاستری جی کے بارے میں کچھ نہیں بتایا میں نے فوراً رگھو نندن سے پولیس کی مار اور گرفتاری دریافت کے بارے میں تفصیل سے جاننا چاہا رگھو نندن نے کہا میں راجوری کا رہنے والا ہوں 21 تاریخ شام کو پولیس نے ہمارے گھر پر چھاپہ مارا اور پورا گھر تلاشی لیکر چھان مارا ان کو تلاشی کے دوران کچھ اس اندولن کے بارے میں پرچے ملے وہ مجھے پکڑا کر تو پہلے ہی جیل میں جا چکا تھا مجھے پکڑ کر لے گئے تھانہ میں لائے اور جگدیش شاستری کے بارے میں مجھ سے دریافت کرنے لگے وہ کہاں ہے میں نے کہا مجھے کچھ نہیں معلوم S.H.O نے کہا کہ جگدیش اس ہڑتال میں انڈر گراؤنڈ رہ کر اس اندولن کو چلا رہے ہیں ہمیں پوری جانکاری ملی ہے کہ وہ اکثر رات کو تمہارے ہی گھر ٹھہرتا ہے میں نے صاف جواب دیا مجھے جگدیش شاستری کے بارے میں کچھ معلوم نہیں S.H.O نے ایک زوردار چانٹا میرے منہ پر مارا پھر سپاہی مجھ پر لاتوں اور مکوں سے پٹائی کرنے لگے ان کی اس بے رحمانہ مار سے میں بیہوش ہو گیا میرے منہ پر پانی کے چھینٹے مار کر مجھے ہوش میں لا کر پھر سے پرشن کیا مجھے بتلاؤ جگدیش کا پتہ بتاؤ ورنہ تمہاری کھال ادھیڑ دیں گے میں نے کہا مجھے بالکل نہیں معلوم اگر معلوم بھی ہوتا تو جو مرضی کر لو میں ہرگز نہیں بتاؤں گا S.H.O آگ بگولا ہو کر سپاہیوں سے بولا اس کو چھت کے ساتھ الٹا لٹکا کر اس کی خوب مرمت کر دو دیکھتا ہوں کہ یہ کب تک زبان نہیں کھولتا مگر ہر طرح کا تشدد کرنے کے بعد بھی میرا منہ نہ کھلوا سکے تو مجبوراً مجھے عدالت میں پیش کیا عدالت نے مجھے نو ماہ قید کی سزا سنائی تو اس طرح اس ظالم لال من S.H.O سے میری جان بچی اب جیل میں آ کر آنند ہے لیکن کبھی کبھی جب آتی ہیں درد ہوتا ہے اور کبھی کھانسی کے ساتھ خون بھی آ جاتا ہے ہم تمام اس بچے کی سہن شکتی اور ہمت کی تعریف کرنے لگے 8 جنوری شام کو جب گنتی ہوئی تو سنتریاں ہمارے ساتھ بند رکھیں نوجوان ہرا کے ساتھی

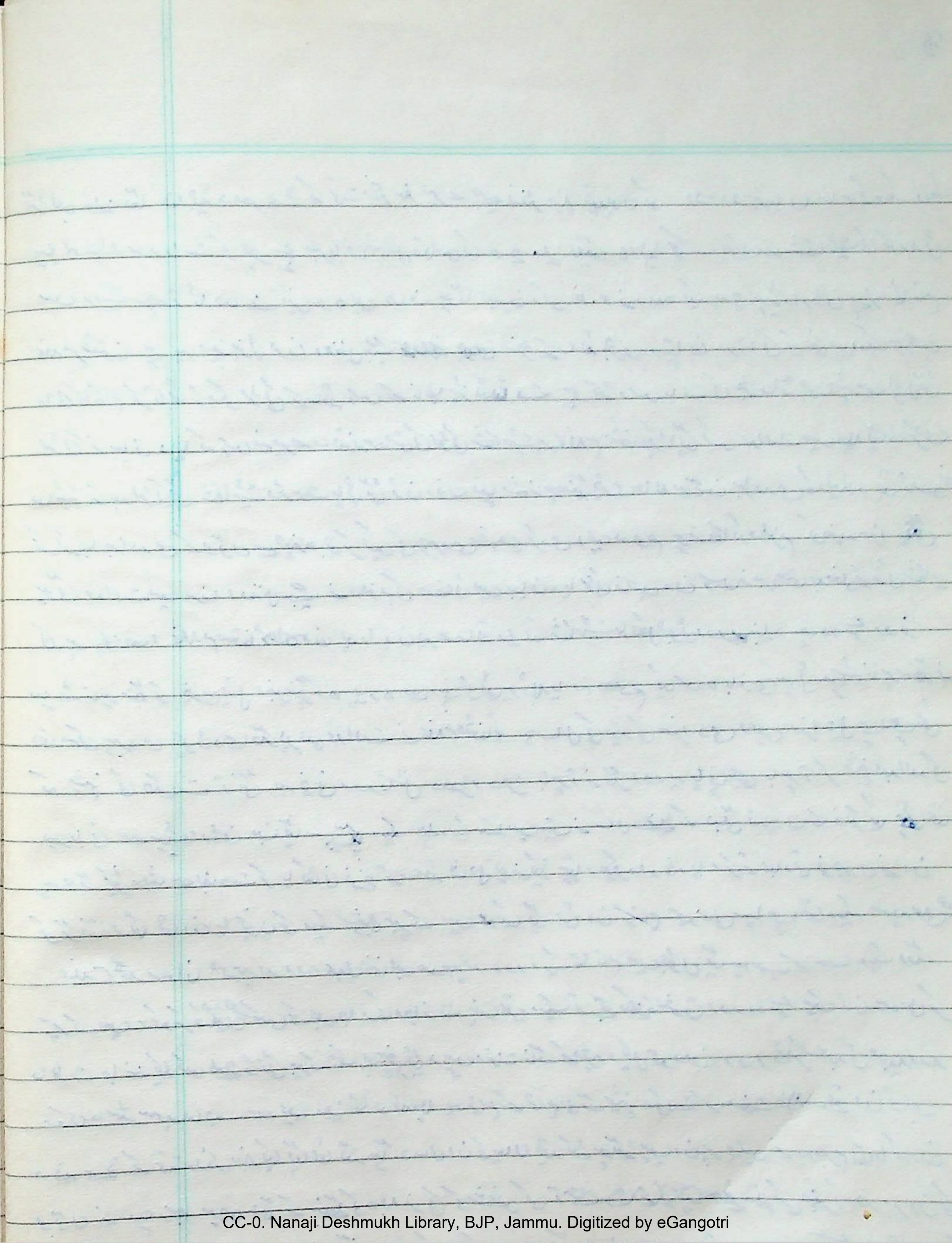


دو ڈب

دروازے میں بیٹھے تھے جب ہم نے روٹی بانٹنے والوں سے ترازو دھڑا منگوا روٹی کا وزن کر دیا تو روٹی چھ چھٹانک نکلی ہم نے روٹی کھانے
سے انکار کر دیا ہم نے کہا چھ چھٹانک ملتی ہیں روٹی پہلے ہی کم کر دی پولیس والوں نے ہماری رپورٹ S.P سے جا کر کر دی
اس نے ہم میں سے تین آدمیوں کو اپنے دفتر میں بلایا جب نے دیکھا اگرچہ بعد ہیڈ وارڈر ڈوگرہ مکھن سنگھ اور چپراسی
کچھ دیر کے بعد ہم تینوں S.P سے ملنے جیل کی ڈیوڑھی میں گئے کیونکہ S.P کا دفتر ڈیوڑھی میں ہی ہوتا تھا
ہم دونوں کو ڈیوڑھی میں بٹھا صرف ہیڈ وارڈر ڈوگرہ کو اپنے دفتر کے اندر بلایا ہم دونوں ڈیوڑھی میں بیٹھے ڈوگرہ
صاحب کا انتظار کر رہے تھے کہ 2 کشمیری قیدی جو پیشی پر عدالت میں گئے تھے واپس آئے سردار امند دربان
نے ان دونوں سے 2 آنے رشوت لے کر تلاشی کا فرض پورا کیا اور کہا سب ٹھیک ہے آپ نے میں مکھن سنگھ ہیڈ وارڈر
آیا اس نے پھر ان دونوں کی تلاشی لی ان کی جیب سے سگریٹ تمباکو اور کچھ پیسے نکالے اور کہا پورا حصہ دیئے بغیر تم
یہ سب کچھ اندر کیسے لے جا سکتے ہو انہوں نے ایک ایک آنہ مکھن سنگھ ہیڈ وارڈر کو بھی دے دیا ایسا ہوتا دیکھ میری
انتہا نہ رہی کہ یہ لوگ اتنے بڑے ہیں کہ ایک ایک آنہ رشوت لیتے ہیں شاید ان کی انتہا ہو گئی ہے یا بھوک نے ان
کو بے غیرت بنا دیا ہے اتنے میں ڈوگرہ صاحب S.P کے دفتر سے باہر آئے انہوں نے کہا کہ S.P نے روٹی کا
کم وزن کم ہونے کی معافی مانگی ہے اور یقین دلایا ہے کہ پھر ایسی شکایت نہیں ہو گی میں نے کہا
ڈوگرہ صاحب اس بے غیرت نے زبانی معافی مانگ لی ہے دس بیس سیر آٹا تو آج تو ہضم کر کے بچا لیا
9 جون آج صبح روٹی چاول ایک ایک چھٹانک کم ملے اور ایک ایک چھٹانک کم ہی جون والی ملی تھی
ملی لیکن ٹماٹر نہیں ملے پوچھنے پر جواب ملا ٹماٹر بھی ایک دو دن میں مل جایا کریں گے شام جو سبزی ہمیں کھانے
کو ملی دیکھ ہم وہ سبزی کھا نہیں سکے بنی ہوئی سبزی کے پتوں پر کیڑے دکھائی دے رہے تھے سب نے کھانے سے انکار
کر دیا جیت آیا اس کے کہنے سے سپاہیوں نے روٹی اٹھائی اور ہم سے کہا مرد ہو کے ان سب کو بیرکوں میں بند کر دو رات
12 بجے کے قریب S.P رینہ دونوں بیرکیں کھلوا اندر آیا اور کہنے لگا آپ لوگوں کے لئے مجھے بہت افسوس ہے میں
خود نہیں جانتا کہ اس طرح کی گلی سڑی سبزی آپ کو کھانے کے لئے دوں ٹھیکیدار بے ایمان ہے کیونکہ جو ٹھیکیدار
کیلئے سبزی سپلائی کرتا ہے کل صبح میں اس کی خبر لوں گا میں نے کہا رینہ صاحب ہم پورے 4 مہینہ سے آپ کی
قسمیں سنتے آ رہے ہیں ہمیں آپ پر اور آپ کی قسموں پر اب بالکل یقین ختم ہو گیا ہے 12 بجے کل سے جو سبزی
آپ کے ملازم لے کر آیا کریں گے آپ کے آدمی خود بلاوا کر ان سے صاف کروا لیا کریں گے آج آپ سبزی دیتے تو
نمک کے ساتھ ہی روٹی کھا لو ہم نے نمک کے ساتھ ہی روٹی کھا لی 12 جون آج مکئی کے ساتھ ساتھ ایک ایک چھٹانک



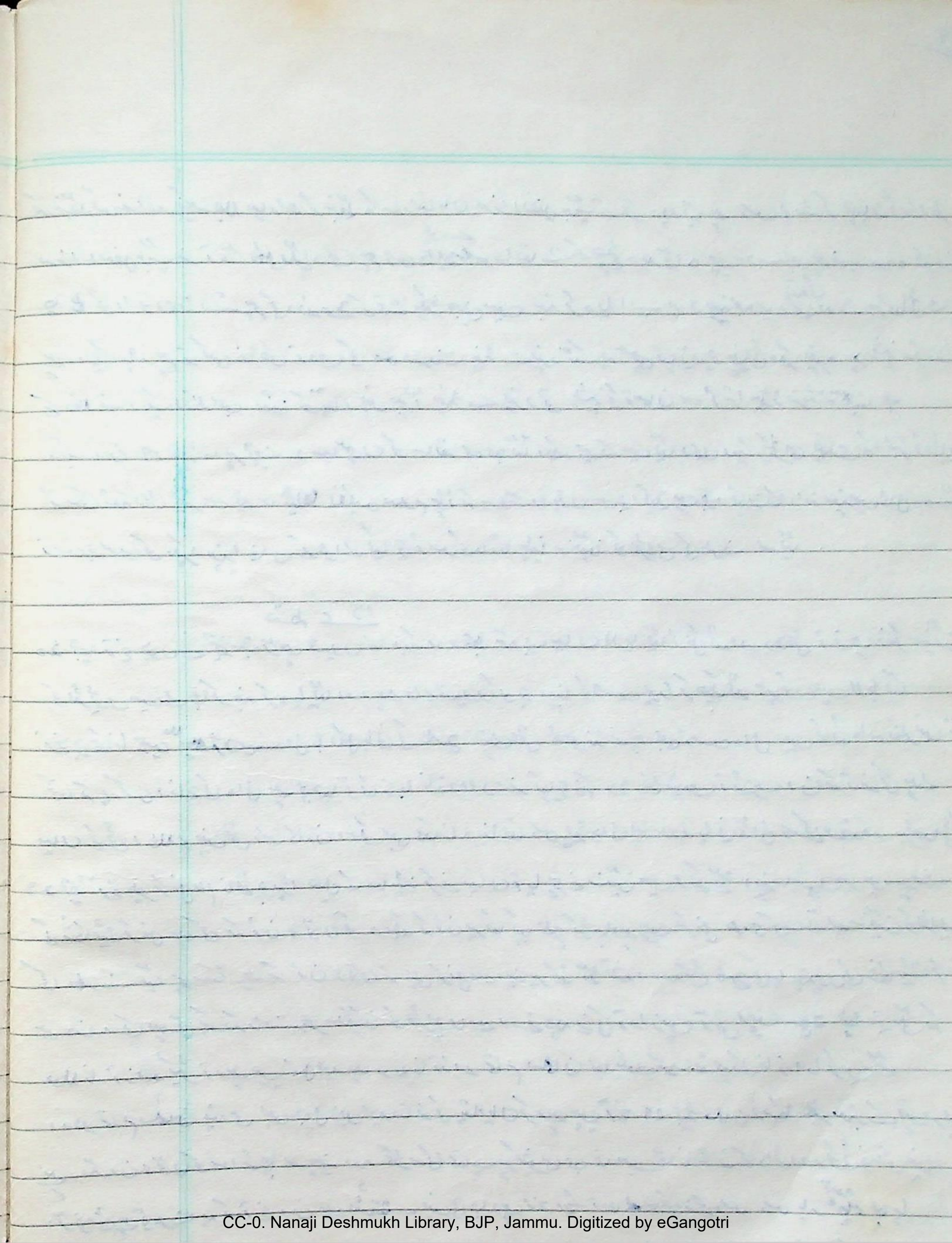
ترکاری ملنے لگا تھا تاکہ دفعہ ۳ کے تحت نظر بند ہمارے جیسے نظر بند قیدیوں کو دو-دو سبزیاں شام کو ایک ایک
پیالہ چائے اور رات کو پھر دو سبزیاں سپیشل کلاس کی طرح ملنے لگیں 16 جولائی کو سب قیدیوں نے شکایت کی کہ روٹی
میں ریت ہے آٹا صاف نہیں وہ بھی صاف ہوتا لیکن رکھو S.P. نے وعدہ کیا یہ جو ہیڈ وارڈن ہے اس کا نام
غلام مصطفیٰ ہے یہ اپنے بہنوئی مرزا افضل بیگ سنٹرل کے ساتھ جموں رہتا تھا مرزا کی کوٹھی پر ایک ہریجن
مالی کا کام کرتا تھا اس کی لڑکی کے ساتھ اس کے ناجائز تعلقات ہو گئے اس بات کی خبر سارے جموں شہر میں پھیل گئی
لڑکی نے بیان دیا کہ اس نے میرے ساتھ زبردستی کی لڑکی کی شکایت پر غلام مصطفیٰ پکڑا گیا کیس عدالت میں چلا گیا ڈاکٹری
معائنہ کے بعد لڑکی کی شکایت درست پائی گئی ان دنوں میاں شاہ ناہر سنگھ فری والا ہریجن برادری کا لیڈر تھا اس نے
گڑگوجا برادری کے لوگوں سے چندہ جمع کر کے کیس کی پیروی شروع کر دی ایسے معلوم ہوتا تھا کہ ملزم کو ضرور سزا ملے گی
پولی عدالت میں مرزا افضل بیگ نے ملزم کی صفائی میں بیان دیا لڑکی نے جس دن اس زبردستی بدفعلی کرنے کی شکایت
کی ہے اس دن غلام مصطفیٰ پورا دن میرے ساتھ رہا تھا شکایت بالکل جھوٹی اور بے بنیاد ہے دوسرے روز
میاں شاہ ناہر سنگھ کو فری ویل انبر سنگھ پورہ سے اپنی کوٹھی پر بلایا نہ معلوم کیا سودہ بازی ہوئی میاں شاہ ناہر سنگھ نے
مقدمہ کی پیروی چھوڑ دی مگر پھر بھی عدالت نے غلام مصطفیٰ کو 3 سال کی قید کی سزا دی ابھی سزا چل رہی تھی
کہ شیخ کی حکومت آ گئی یہ فوجی اور قاتل دھڑا دھڑ باہر آنے لگے اور یہ پاپی بھی باہر آ کر شیخ عبداللہ کی
مہربانی سے ہیڈ وارڈن بن گیا۔ پیچھے ایک پہلے ایک خط میں میں نے سال ۱۹۶۵ کے قبل قیدیوں کا ذکر کیا تھا
یہ لوگ کچھ عرصہ سے بغاوت کر پاکستانی فوج کے ساتھ مل ہونے کے لئے ہتھیار اکٹھا کر دیا ہندوستانی فوجیوں نے ان
کو گرفتار کیا تھا ان پانچوں کو ایک سپیشل بیرک میں رکھا گیا تھا ان کے نام محمد علی سپاہی تھا ایک سعید علی جمعدار
غلام محمد رحمان حوالدار اور عبدالغنی بھی حوالدار اور ایک کا نام میں بھول گیا یہ سب کے سب ایک الگ
بیرک میں رکھے گئے ان سے کسی کو بھی جانے کی اجازت نہیں تھی ایک تو مجھے ملنے کا شوق اور دوسرے میک اپ سے مل کر
حالات جاننے کسی طرح اندر ان کی بیرک تک پہنچ گیا وہیں اننت ناگ کے وکیل محمود دین اور ڈاکٹر عبدالمجید اور
سکول ماسٹر سعید صاحب جس سے کبھی ملنے کا موقع ملا یہ تمام کے تمام لوگ شیخ حکومت کے سخت خلاف تھے ان کو بھی
دفعہ ۳ کے تحت نظر بند کیا گیا تھا لگ بھگ 2 سال ان کو یہاں قید کئے ہو گئے ہیں ان پر پولیس نے یہ جرم لگایا کہ ان
لوگوں نے میں رگھو ہری سنگھ کے بنگلے کو جلانے کی کوشش کی مگر کسی مخبر کی خبر پر ان کو
پکڑ لیا گیا تھا وہ جو کہ ہم نے بار بار تذکرہ کیا ہے کہ ہم پر کھلی عدالت میں مقدمہ چلایا جائے ہم بتا دیں گے



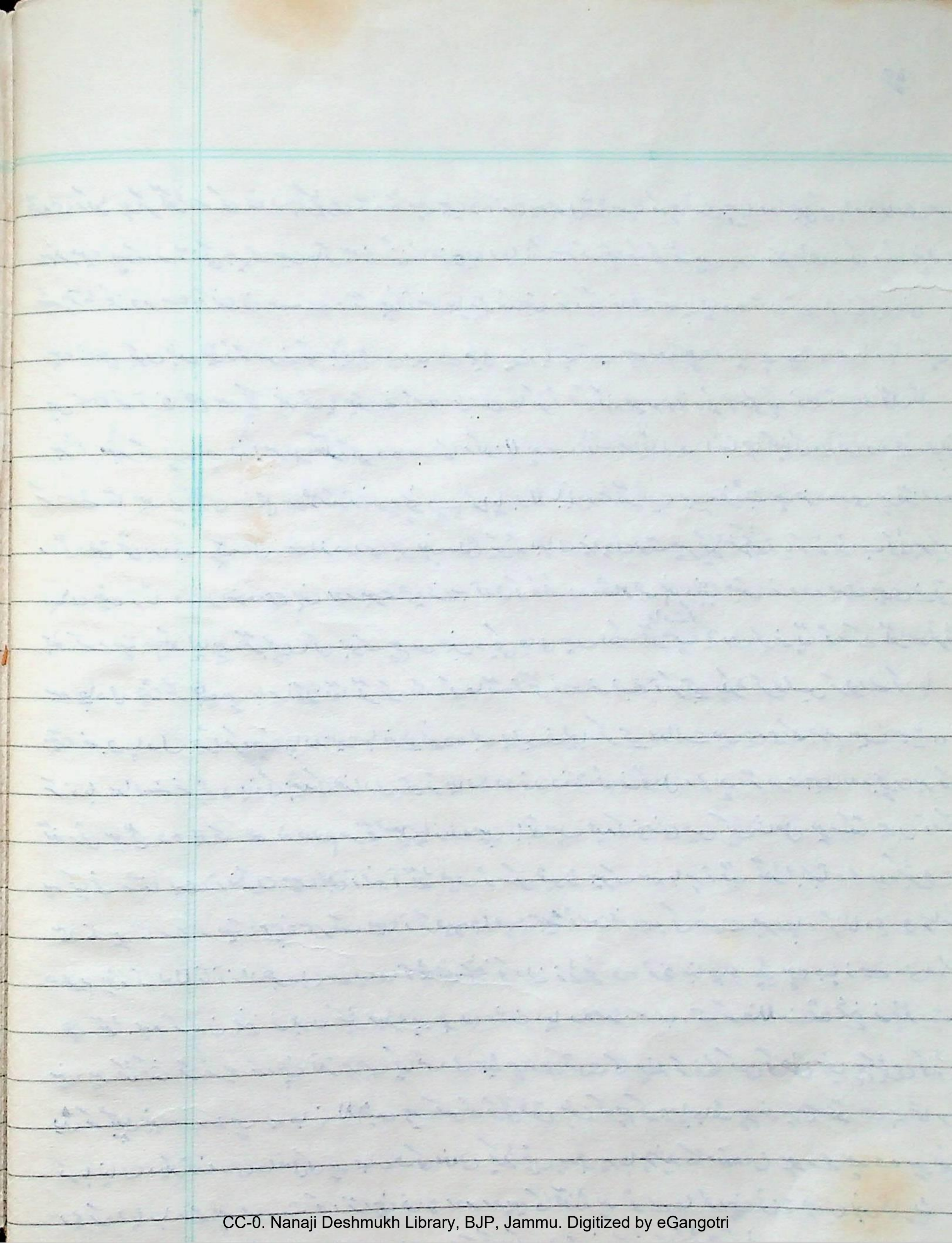
کہ بنگلہ کس نے اور کیسے جلا دیا۔ بعد کے بنگلے کا سارا سامان مرزا افضل بیگ کے گھر ملا ہے۔ اس لوٹ کو چھپانے کی خاطر
مرزا افضل بیگ نے آگ لگوا دی۔ ہم اس پورے واقعات کے چشم دید گواہ ہیں۔ جب کبھی یہ پردہ کھولا
جائے گا تو راتوں رات ہم کو دفعہ 3 کے تحت پکڑ کر جیل میں بند کر دیا۔ اب ہر 2 مہینے بعد قیدی کی مدت بڑھائی جا رہی
ہے۔ ایک بار ہم نے کسی خاص آدمی کی معرفت پنڈت نہرو تک یہ سچی کہانی پہنچائی مگر نہرو جو شیخ حکومت
کے خلاف ایک لفظ بھی سننے کو تیار نہیں ہوتے۔ پنڈت نہرو تو شیخ کو آسمان سے اترا ہوا فرشتہ سمجھتا ہے
ایک دن 19 جون دوپہر قیدی 2 سپاہیوں کو ساتھ لے کر آتا ایک بیرک میں گیا۔ وہاں ایک گٹھری قیدی کا بستر اٹھایا
اس کی تلاشی لی بستر سے کچھ موٹھیاں نکلیں۔ معلوم ہوا کہ یہ لوگ روٹیوں سے جو اکٹھے ہیں جو اکٹھے کا دانہ ان میں ڈال وہ نکال لیں
اس چوری کو پکڑ کر ہندا خان کے حوالے کیا جو اس کو مارتا پیٹتا سنگین کوٹھڑی کی طرف لے گیا۔

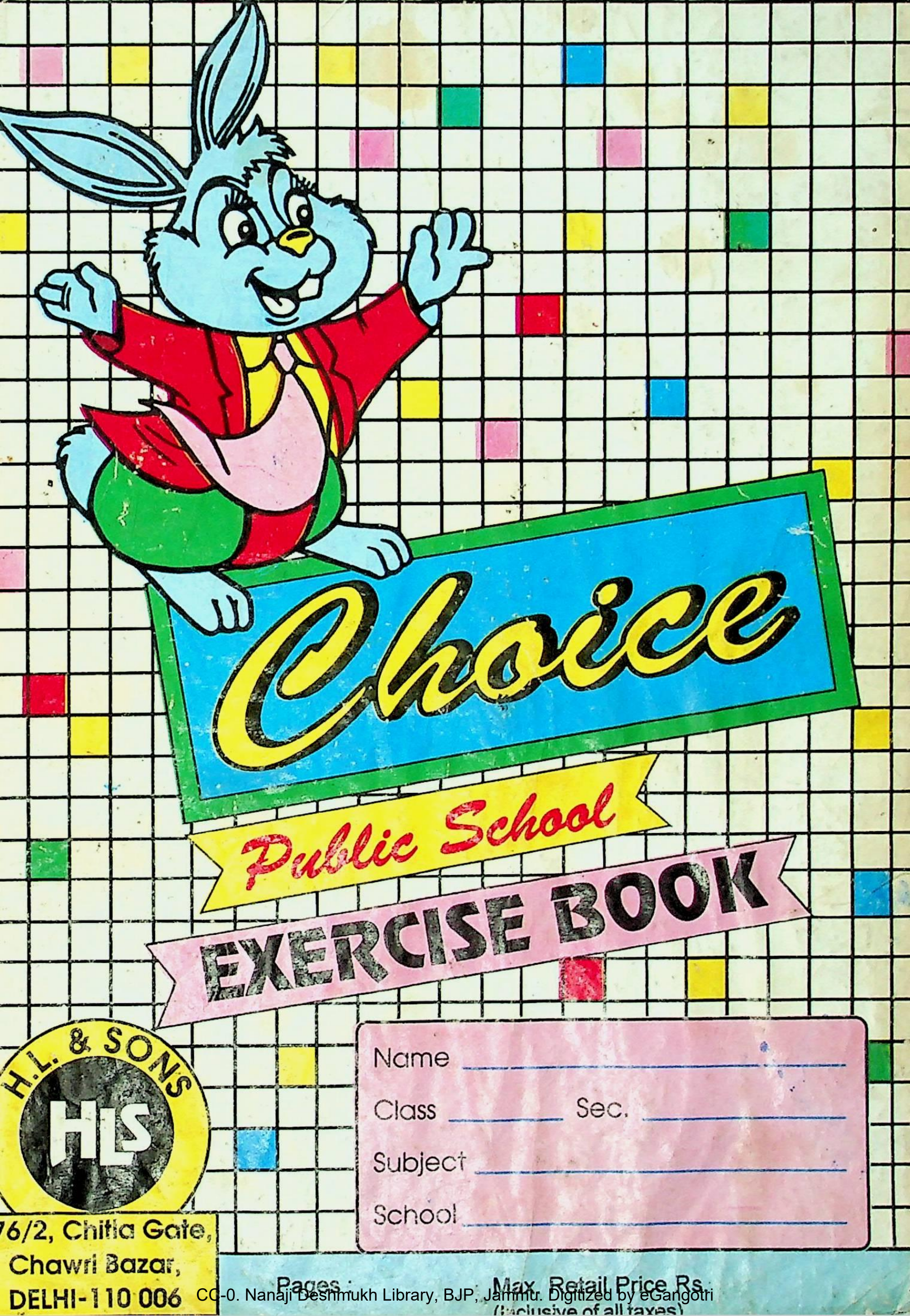
شطر ع ۲۱

20 جون آج جموں سے کچھ سیاسی قیدیوں کا ایک اور جتھہ گروپ یہاں لایا گیا۔ ان کی تعداد دو تھی آتے ہی انکو سنگین
کوٹھڑیوں میں لے جا کر بند کر دیا گیا اور پہلے والے قیدیوں کو جو اپنا کورس پورا کر چکے تھے بیرکوں میں لایا گیا
آج جو کھانا ملا ہے اس میں دال بالکل پانی کی طرح پتلی تھی ڈھونڈنے پر بھی اس دال میں کوئی دانہ نظر نہیں آتا
تھا کہ یہ کس اناج کی دال ہے۔ پوچھا تو کھانا بانٹنے والوں نے کہا چونکہ 33 نئے قیدی آئے ہیں ان کے آنے کی پہلے
یہاں کوئی اطلاع نہیں تھی اس کارن انکو بھی کھانا دینا تھا اس لئے دال میں اور پانی ڈال اسکی مقدار بڑھائی گئی
23 جون آج ڈپٹی کرنل لام ناتھ چوپڑا جیل کی معائنہ کرنے یہاں آیا ہم نے سنگین میں رکھے گئے اپنے ساتھیوں پر ہو رہے تشدد
کی شکایت کرنل سے کی کہ ان لوگوں کو دیکھو کہ ان پر کیا کیا ظلم کئے جا رہے ہیں کرنل ڈی۔ ایس۔ پی کو ساتھ لے سنگین کوٹھڑیوں
کی طرف گیا ہو سکتا ہے کہ ان لوگوں نے بھی کرنل سے اپنے پر کئے گئے تشدد اور کئی طرح کی پابندیوں کی شکایت کرنل
سے ضرور کی ہوگی کچھ دن تک سنگین کوٹھڑیوں سے رونے چلانے کی آوازیں آتی رہیں۔ 28 جون خبر ملی کہ
مولانا آزاد کشمیر آ رہے ہیں کل عید ہے مولانا آزاد تمام مسلمانوں کے ساتھ عید کی نماز ادا کریں گے
ادھر تمام مسلمان قیدی بھی جیل میں عید منانے کی تیاریاں کر رہے ہیں آج 29 جون مسلمان قوم کا متبرک تہوار عید
ہے مگر ان لوگوں کو سوائے چائے پینے اور کھڑے کی تھاپ پر گٹھری کے ساتھ کھانا کھانے کے سوائے اور کوئی خوشی نہیں
ملی۔ اگر خوشی ہے تو صرف یہ کہ آج ان سے مشقت نہیں لی جا رہی۔ آج ایک آدمی نے مجھ سے دس دس بار چلم تمباکو بھر دیا
آج کئی دنوں سے بارش ہو رہی ہے ... ہماری بیرک کے سامنے والی بیرک میں تقریباً سارے مسلمان



قیدی ہونے کی وجہ سے کٹہرے کی تھاپ پر کشمیری گانے گا رہے ہیں وہ ترنم سے بھول گئے ہیں کہ ہم قیدی ہیں اور جیل کی چار دیواری میں
بند ہیں میں نے انکی بیرک میں جا کر گانا سننے کا مزہ لیا اچانک بیرک کے ایک کونے میں میری نظر پڑی دبلا ایک پتلے سے
شریر کا کمزور سا انسان سب سے الگ بیٹھا آنسو بہا رہا تھا میں نے ایک قیدی سے پوچھا وہ آدمی عید کی خوشی
میں شامل کیوں نہیں ہو رہا اس نے کہا بابو جی یہ جب سے جیل میں آیا ہے تب سے روتا ہی رہتا ہے کھانا بار بار کہنے پر
بھی اس نے آج صبح سے کچھ نہیں کھایا میں نے اس کے پاس جا کر اسکے کندھے پر ہاتھ رکھ کر پوچھا آج آپ لوگوں کا
بڑا متبرک تیوہار ہے خدا پر بھروسہ رکھو وہ سب کا رکھوالا ہے سب ٹھیک ہو جائیگا بس اتنا ہی کہنے کی دیر تھی وہ پھوٹ پھوٹ
کر رونے لگا میں نے بڑی مشکل سے اسکے آنسو پونچھ کر چپ کرایا بولا بابو جی میرے گھر میں بہت غربت ہے مزدوری پر گذارا تھا
روکھی سوکھی کھا لیتے تھے پر اب کئی سال سے مزدوری بھی نہیں ملتی کیونکہ جہاں ہزاروں لوگ سیر کیلئے کشمیر آیا کرتے تھے اب کوئی پردیسی
یہاں نہیں آتا اور مزدوری نہیں اور پھر مجھ جیسے غریب آدمی کو کوئی ادھار بھی نہیں دیتا جسکی وجہ سے میری بیوی نے تو
بھوکے رہنا سیکھ لیا ہے مگر بچوں کی بھوک ہم سے نہیں دیکھی جاتی میں ایک گھر میں رات کو چوری کرنے گیا اسکے گھر سے تھوڑے
سے چاول چرا کر جیسے ہی باہر نکلنے لگا گھر کے مالک کو جاگ آگئی اس نے جھٹ آ کر مجھے پکڑ کر پولیس کے حوالے کر دیا
میں نے جو چاول چرا کر اپنی چادر میں باندھے تھے وہ بھی پولیس نے لیا کر مجھے عدالت میں چوری کے جرم میں پیش
کر دیا عدالت نے مجھے ۶ مہینہ کی قید کی سزا دی مجھے تو یہاں دونوں وقت کھانے کو مل رہا ہے مگر میرے بیوی اور بچوں پر کیا
گذر رہی ہوگی وہ بھوک سے نہ معلوم مر گئے ہیں یا زندہ ہیں بابو جی عید کی خوشی میں کیسے شامل ہو سکتا ہوں اسکی
یہ کہانی سن میری آنکھوں میں بھی آنسو آ گئے میں اسکو چھوڑ بیرک سے باہر آ گیا گھڑا بجتا رہا اور کشمیری
گانا ہوتا رہا۔ میں اپنی بیرک میں آ کر چپ چاپ بیٹھا اس غریب کی قسمت پر دھیان کرتا رہا ۲ مارچ
معلوم ہوا کہ مولانا آزاد جو دلی سے یہاں ~~شیخ~~ شیخ کو ملنے آئے تھے وہ آج بنا چائے پیئے ہی جہاز سے دلی واپس
چلے گئے عید کے دن شیخ نے جموں کشمیر ریڈیو پر جو بھاشن دیا وہ سراسر بھارت کے خلاف تھا شیخ نے پنڈت
نہرو پر کٹاکش کرتے ہوئے اپنی تقریر میں کہا کہ دلی بیٹھے ہماری قسمت کا فیصلہ کرنے کا کسی کو حق نہیں ہم کشمیری کوئی
پٹی کے کھلونے نہیں اور نہ ہی بے جان لاشیں ہیں کسی کو کوئی حق نہیں کہ ہم کو بیچا جائے ہم نے بڑی مشکل سے بے شمار
قربانیاں دیکر آزادی حاصل کی ہے بھارت کی غلامی کیلئے نہیں یہ جو ہر جا پر ہند کا راگ الاپ رہے ہیں وہ ہو نہیں
رہے گا دیا جا رہا ہے بھارت کو اپنی فوج اور روپیہ کا گھمنڈ ہے تو لے جائے اپنی فوج ہمیں نہیں چاہیئے
بھارت کا روپیہ ہم نہ پاکستان کے غلام ہیں نہ بھارت کے کسی کو ہمارا فیصلہ کرنے کا کوئی حق نہیں۔




Choice
Public School
EXERCISE BOOK
H.L. & SONS
HLS
76/2, Chitla Gate,
Chawri Bazar,
DELHI-110 006
Name
Class
Sec.
Subject
School
Pages :
Max. Retail Price Rs.
(Inclusive of all taxes)